صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ

نمازِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تم اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو

احادیث صحیحہ کی روشنی میں

تالیف

علامہ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ

ترجمہ وتہذیب

استاذ العلماء

مولانا محمد صادق خلیل

Www.IslamicBooks.Website

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

تم اسی طرح نماز ادا کرو، جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو

نمازِ نبوی ﷺ

احادیث صحیحہ کی روشنی میں

تالیف

علامہ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ

ترجمہ و تہذیب

استاذ العلماء مولانا محمد صادق خلیل

جدید ایڈیشن

نادر علمی اضافوں کے ساتھ

الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دہلی - ۲۵

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	نمازنبویؐ
تالیف	:	علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ
اردو ترجمہ	:	مولانا محمد صادق خلیل
مؤلف کا نام	:	ابوعبدالرحمٰن شبیر
صفحات	:	204
طبع اول	:	مئی/ ۹۸ء
طبع دوم	:	جون/ ۲۰۰۹ء
تعداد	:	گیارہ سو
قیمت	:	=/80 روپے
ناشر	:	الکتاب انٹرنیشنل

ملنے کے پتے:

۱- مکتبہ ترجمان 4116 اردو بازار، دہلی-۶

۲- مکتبہ مسلم بربرشاہ، سرینگر، کشمیر

۳- القران پبلیکیشنز میسوما بازار، سرینگر، کشمیر

۴- دارالمعارف بھنڈی بازار، ممبئی

۵- عمری بکڈپو، مدرسہ تعلیم القران، کرلا ممبئی-۳

Www.IslamicBooks.Website

بسم الله الرحمن الرحيم

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم

عرض ناشر

زیر نظر کتاب پہلی بار ہندوستان میں اشاعت کے مراحل سے گذر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یوں تو اس کتاب کے تقریباً آٹھ ایڈیشن پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں اور قارئین نے اس کو بہت سراہا ہے۔ زیر نظر کتاب میں کچھ ضروری اضافے بھی کیئے گیئے ہیں جس سے کتاب کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔

اس کتاب کو کمپیوٹر پر کروا کر محنت شاقہ کے بعد قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ پاک اس کے مطالعہ سے جہاں قارئین کرام کو احادیث صحیحہ کی روشنی میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے وہیں ادارہ کو بھی ترقی کی منزل تک پہنچائے اور ادارہ سے متعلق لوگوں کو اجر و ثواب سے نوازے اور اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے۔ آمین

ادارہ

Www.IslamicBooks.Website

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	ابتدائیہ	۸
۲	مقدمہ جدید ایڈیشن	۱۳
۳	مقدمہ آٹھواں ایڈیشن	۱۵
۴	مقدمہ پہلا ایڈیشن	۲۲
۵	مذہبی تقلید میں غلو کے اثرات	۲۴
۶	موضوع حدیث	۲۶
۷	امام نووی کا قول	۲۸
۸	سبب تالیف کتاب	۲۹
۹	کتاب کی ترتیب	۳۱
۱۰	کتاب کی بنیاد	۳۲
۱۱	علامہ سبکی کا قول	۳۳
۱۲	آئمہ کے اقوال	۳۶
۱۳	امام ابو حنیفہ کا قول	۳۷
۱۴	شیخ ابن الہمام کا قول	۳۷
۱۵	علامہ شعرانی کا قول	۳۹
۱۶	امام مالک کا قول	۴۱
۱۷	امام احمد کا قول	۴۲
۱۸	امام شافعی کا قول	۴۳
۱۹	ابن حزم کا قول	۴۳
۲۰	امام نووی کا قول	۴۴
۲۱	شیخ ابن الصلاح کا قول	۴۵
۲۲	علامہ سبکی کا قول	۴۵
۲۳	امام بیہقی کا قول	۴۶
۲۴	امام احمد ابن حنبل کا قول	۴۷
۲۵	حافظ ابن رجب کا قول	۴۸
۲۶	امام طحاوی کا قول	۵۰
۲۷	ابن عساکر کی روایت	۵۰
۲۸	آئمہ کے اقوال چھوڑ کر سنت کا اتباع کرنے والے اہل علم	۵۱
۲۹	امام مزنی کی وضاحت	۵۲
۳۰	امام محمد کا تقلید کے بارے میں ریمارک	۵۲
۳۱	عصام بن یوسف کا امام ابو حنیفہ کے خلاف فتوی	۵۳
۳۲	خلاصہ المرام	۵۴
۳۳	چند شبہات اور ان کے جوابات	۵۵
۳۴	پہلا جواب	۵۷
۳۵	دوسرا جواب	۵۷
۳۶	دوسرا شبہ	۵۸

Www.IslamicBooks.Website

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۷	صحابہ کرام میں اختلاف	۵۹
۳۸	مقلدین کا اختلاف	۵۹
۳۹	اختلاف کی قباحت	۵۹
۴۰	امام مزنی کا صحابہ کے اختلاف کے بارے میں ریمارکس	۶۱
۴۱	اعتراض	۶۲
۴۲	علامہ ابن البر کی وضاحت	۶۳
۴۳	اعتراض	۶۳
۴۴	صحابہ اور مقلدین کے اختلاف میں سبب کے لحاظ سے فرق	۶۴
۴۵	مقلدین کا آپس میں اختلاف	۶۵
۴۶	شدید اختلاف کی مثال	۶۶
۴۷	ایک واقعہ	۶۷
۴۸	علامہ محمد سلطان معصومی کا بیان	۷۰
۴۹	تیسرا شبہ	۷۱
۵۰	جواب	۷۱
۵۱	علامہ ابن البر کا قول	۷۲
۵۲	چوتھا شبہ	۷۴
۵۳	جواب	۷۴
۵۴	فیصلہ کن جواب	۷۶
۵۵	ضروری اعلان	۷۷
۵۶	رسول اکرم ﷺ کے نماز ادا فرمانے کا طریقہ	۷۸
۵۷	رخ کعبہ کی جانب کرنا	۷۸
۵۸	قیام	۸۰
۵۹	بیماری کی حلات میں بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت	۸۱
۶۰	علامہ خطابی کی تشریح	۸۲
۶۱	کشتی میں نماز کیسے ادا کی جائے؟	۸۲
۶۲	رات کے نوافل کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ادا کرنا	۸۳
۶۳	جوتے پہن کر نماز پڑھنا اور اس کا حکم دینا	۸۳
۶۴	منبر پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا	۸۵
۶۵	نماز میں سترہ کا واجب ہونا	۸۵
۶۶	قادیانیوں کا انکار حدیث	۸۸
۶۷	کن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے	۸۸

Www.IslamicBooks.Website

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۸	قبلہ کی جانب قبر کا ہونا	۸۹
۶۹	نماز کے لیے نیت باندھنا	۸۹
۷۰	امام نووی کی صراحت	۸۹
۷۱	تکبیر تحریمہ	۸۹
۷۲	زبان کے ساتھ نیت کرنا	۹۰
۷۳	رفع الیدین	۹۱
۷۴	دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا اور اس کا حکم دینا	۹۱
۷۵	سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم	۹۱
۷۶	امام مروزی کا قول	۹۲
۷۷	سجدہ کی جگہ میں نظر کا رہنا	۹۲
۷۸	نماز میں خشوع کی ترغیب	۹۳
۷۹	سوال	۹۴
۸۰	جواب	۹۴
۸۱	تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعائیں	۹۵
۸۲	والشر لیس الیک کی تشریح	۹۷
۸۳	سوال	۹۷
۸۴	جواب	۹۷
۸۵	قراءت	۱۰۱
۸۶	علامہ ابو عمر دانی کی وضاحت	۱۰۲
۸۷	سورۃ فاتحہ کی رکنیت اور اس کے فضائل	۱۰۲
۸۸	امام باجی کا قول	۱۰۳
۸۹	جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا حکم	۱۰۴
۹۰	سری نمازوں میں مقتدی پر قراءت واجب ہے	۱۰۷
۹۱	آمین بلند آواز سے کہنا	۱۰۸
۹۲	سورۃ فاتحہ کے بعد کی قراءت کا ذکر	۱۰۹
۹۳	بچوں کو مسجد میں لانا	۱۱۰
۹۴	آپ کا معانی میں باہم متناسب سورتوں کو ایک رکعت میں جمع کرنا	۱۱۱
۹۵	کیا صرف فاتحہ پر اقتصار جائز ہے؟	۱۱۲
۹۶	کن نمازوں میں جہری اور	

Www.IslamicBooks.Website

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-	کن میں سری قراءت مسنون ہے؟	۱۱۴
۹۷	رات کے نوافل میں قراءت دونوں طرح سے ہے	۱۱۵
۹۸	نمازوں میں آپ کی قراءت	۱۱۶
۹۹	فجر کی نماز کی قراءت	۱۱۶
۱۰۰	فجر کی سنتوں میں آپ کیا قراءت فرماتے	۱۱۷
۱۰۱	ظہر کی نماز میں قراءت	۱۱۸
۱۰۲	ظہر، عصر کی آخری دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد قراءت	۱۱۹
۱۰۳	ہر رکعت میں فاتحہ واجب ہے	۱۱۹
۱۰۴	عصر کی نماز کی قراءت	۱۲۰
۱۰۵	مغرب کی نماز کی قراءت	۱۲۱
۱۰۶	مغرب کی سنتوں میں قراءت	۱۲۱
۱۰۷	عشاء کی نماز کی قراءت	۱۲۱
۱۰۸	رات کے نوافل	۱۲۲
۱۰۹	امام طحاوی کا قول	۱۲۴
۱۱۰	کیا امام ابو حنیفہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے؟	۱۲۵
۱۱۱	نماز وتر	۱۲۷
۱۱۲	نماز جمعہ	۱۲۸
۱۱۳	نماز عید	۱۲۸
۱۱۴	نماز جنازہ	۱۲۸
۱۱۵	قراءت آہستہ آہستہ اور اچھی آواز سے کی جائے	۱۲۸
۱۱۶	اعتراض	۱۳۰
۱۱۷	جواب	۱۳۰
۱۱۸	امام کو لقمہ دینا	۱۳۳
۱۱۹	وسوسہ ختم کرنے کے لیے اعوذ باللہ پڑھنا اور تھوکنا	۱۳۳
۱۲۰	رکوع	۱۳۳
۱۲۱	رکوع کی کیفیت	۱۳۴
۱۲۲	رکوع میں اطمینان واجب ہے	۱۳۵
۱۲۳	رکوع کی دعائیں	۱۳۷

Www.IslamicBooks.Website

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۲۴	فائدہ	۱۳۹
۱۲۵	رکوع کی مقدار	۱۳۹
۱۲۶	رکوع میں قرآن	
.	پاک پڑھنا منع ہے	۱۴۰
۱۲۸	رکوع کے بعد اطمینان	
.	کا واجب ہونا	۱۴۴
۱۲۷	رکوع سے سیدھے کھڑے	
-	ہونے اور اس میں	
.	اذکار کا بیان	۱۴۰
۱۲۹	ایک اہم بحث	۱۴۴
۱۳۰	سجدہ	۱۴۶
۱۳۱	سجدہ میں گرتے ہوئے	
.	پہلے دونوں ہاتھ زمین	
.	پر رکھنے کا ذکر	۱۴۷
۱۳۲	فائدہ	۱۴۷
۱۳۳	فائدہ	۱۴۸
۱۳۴	سجدہ میں اطمینان	
.	فرض ہے	۱۵۲
۱۳۵	سجدہ کی دعائیں	۱۵۲
۱۳۶	سجدہ میں قرآن پاک کی	
-	تلاوت جائز نہیں	۱۵۵
۱۳۷	لمبا سجدہ کرنا	۱۵۵
۱۳۸	سجدہ کی فضیلت	۱۵۶
۱۳۹	زمین اور پیشانی	

نمبر شمار		صفحہ نمبر
.	پر سجدہ کرنا	۱۵۷
۱۴۰	سجدہ سے سر اٹھانا	۱۵۸
۱۴۱	سجدہ سے سر اٹھاتے وقت	
-	رفع یدین کرنا	۱۵۹
۱۴۲	دو سجدوں کے	
.	درمیان بیٹھنا	۱۵۹
۱۴۳	علامہ ابن قیم کا سہو	۱۵۹
۱۴۴	دونوں سجدوں کے	
.	درمیان کون سی دعائیں	
.	پڑھی جائیں؟	۱۶۰
۱۴۵	دوسرا سجدہ	۱۶۱
۱۴۶	جلسہ استراحت	۱۶۲
۱۴۷	دوسری رکعت کی طرف اٹھتے	
-	ہوئے دونوں ہاتھوں پر آٹا	
-	گوندھنے والے کی طرح	
-	اعتماد کرنا	۱۶۳
۱۴۸	پہلا تشہد	۱۶۴
۱۴۹	تشہد میں سبابہ انگلی	
-	کو حرکت دینا	۱۶۵
۱۵۰	پہلے تشہد کا واجب ہونا اور	
-	اس تشہد کے ساتھ ساتھ	
-	کلمات دعا کا	
.	مشروع ہونا	۱۶۷
۱۵۱	تشہد کے کلمات	۱۶۸

Www.IslamicBooks.Website

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۵۲	حافظ ابن حجر کا قول	۱۶۹
۱۵۳	علامہ سبکی کا قول	۱۶۹
۱۵۴	نبی اکرمؐ پر درود بھیجنے اور اس کے صیغوں اور مقام کا بیان	۱۷۲
۱۵۵	پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنا ثابت ہے	۱۷۳
۱۵۶	درود شریف کے مختلف طریقے اور صیغے	۱۷۳
۱۵۷	ابو العالیہ کا قول	۱۷۴
۱۵۸	حافظ ابن قیم کا سہو	۱۷۴
۱۵۹	نبی اکرمؐ پر درود بھیجنے کے فوائد	۱۷۶
۱۶۰	امام ابن تیمیہ کا قول	۱۷۷
۱۶۱	سوال	۱۷۷
۱۶۲	جواب	۱۷۷
۱۶۳	دوسرا فائدہ	۱۷۸
۱۶۴	امام شافعی کا قول	۱۷۸
۱۶۵	درود شریف میں آل کے لفظ کا انکار کرنا درست نہیں	۱۷۸
۱۶۶	قرآن پاک سنت کا محتاج ہے	۱۷۹
۱۶۷	کیا درود شریف میں سیدنا کا لفظ ثابت ہے	۱۸۰
۱۶۸	حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول	۱۸۰
۱۶۹	قاضی عیاض کا وضاحت	۱۸۱
۱۷۰	ایک ضعیف حدیث میں سید المرسلین کا ذکر	۱۸۳
۱۷۱	افضل درود کے الفاظ کونسے ہیں	۱۸۴
۱۷۲	چوتھا فائدہ	۱۸۴
۱۷۳	پانچواں فائدہ	۱۸۵
۱۷۴	چھٹا فائدہ علامہ نواب صدیق الحسن کا ارشاد	۱۸۵
۱۷۵	تیسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہونا	۱۸۶
۱۷۶	پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کا ذکر	۱۸۷
۱۷۷	حدیث کی فضیلت میں امام احمد ے اشعار	۱۸۸
۱۷۸	وتر میں دعائے قنوت	۱۸۹
۱۷۹	حافظ عز بن عبد السلام کا قول	۱۹۰
۱۸۰	آخری تشہد اور اس کا وجوب	۱۹۱

Www.IslamicBooks.Website

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۸۱	نبی اکرمؐ پر درود بھیجنا فرض ہے	۱۹۱
۱۸۲	دعا مانگنے سے پہلے چار چیزوں سے پناہ مانگنا ضروری ہے	۱۹۲
۱۸۳	سلام پھیرنے سے پہلے دعاؤں کے الفاظ	۱۹۲
۱۸۴	کیا بجاہ فلاں، بحق فلاں یا بحرمتہ فلاں کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے	۱۹۷
۱۸۵	سلام پھیرنا	۱۹۸
۱۸۶	نماز سے نکلنے کے لیے السلام علیکم کہنا فرض ہے	۱۹۹
۱۸۷	خاتمہ	۱۹۹

دینی کتابوں کا مرکز

آپ کے مطالعہ کے لئے ہم وہ کتابوں آپ کو مہیا کراتے ہیں جو قرآن اور سنت کی روشنی میں ہیں۔ وہ کتابیں جو آپ کو دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں آپ ہمیں لکھیں۔ فہرست کتب مفت طلب کریں۔ یقین کریں کہ ہم آپ کے آرڈر کی فوری تعمیل کے لئے تیار ہیں۔

الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

Www.IslamicBooks.Website

ابتدائیہ

نماز کی اہمیت

نماز اسلام کا رکن ہی نہیں اسلام کا نشان بھی ہے پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے والا مومن اور تارک نماز کافر ہے اور نماز ادا کرنے سے جہاں سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے وہاں بے حیائی اور منکرات سے باز رہنے کا داعیہ بھی ابھرتا ہے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں نماز ادا کرنے سے اللہ پاک کا قرب حاصل ہوتا ہے روحانیت مجلیٰ مصفیٰ ہوتی ہے دل کا زنگ دور ہوتا ہے تزکیہ نفس کیلئے اس سے بہتر اور مفید کوئی نسخہ نہیں۔

کیا تصوف کی منازل طے کرنے سے نفس کی اصلاح ہو سکتی ہے؟

اصلاح نفس کے لئے ہائے' ہو کی صدائیں بیکار ہیں نفی اثبات کی ضربیں بھی کچھ کارگر نہیں اور تصوف کی منازل طے کرنے سے بھی کچھ حاصل نہیں۔ مراقبہ' چلہ کشی سے بھی اصلاح باطن ممکن نہیں البتہ پانچوں نمازیں باجماعت خشوع خضوع کے ساتھ ادا کرنا۔ تہجد پر مداومت کرنا سحر خیزی کی عادت ڈالنا اور اللہ پاک کے ڈر سے آنسو بہانا ایسے پاکیزہ اور مسنون اعمال ہیں جن سے دلوں کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ شیطانی ہتھکنڈوں سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

نماز کی فرضیت

کون نہیں جانتا کہ نماز اسلام کا ایسا عظیم رکن ہے جس کی فرضیت کا تحفہ عطا کرنے کے لئے رسول اکرم ﷺ کو معراج کے اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔ حضرت

Www.IslamicBooks.Website

جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں آپ آسمانوں پر تشریف لے جاتے ہیں ہر آسمان پر فرشتے اور انبیاء علیہم السلام آپ کا استقبال کرتے ہیں۔ ساتویں آسمان سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب آپ ﷺ کو اللہ پاک کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور پانچوں نمازیں آپ ﷺ پر اور اُمت محمدیہ پر فرض ہوتی ہیں۔ واپسی پر آپ ﷺ کو بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کا شرف حاصل ہوتا ہے اور آپ ﷺ کو امام الانبیاء کے خطاب سے نواز جاتا ہے۔ کیا کسی دوسرے فریضہ کو ایسی اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔

زندگی کے آخری لمحات میں نماز کی وصیت

زندگی بھر رسول اکرم ﷺ نماز کی پابندی اور مداومت کی تاکید فرماتے رہے اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے اَلصَّلٰوۃُ وَ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ لوگو! نماز اور اپنے ماتحت انسانوں کا خیال رکھو یہی وجہ ہے کہ

اسلام میں نماز کے ترک کی گنجائش نہیں۔ قیام کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر اشاروں سے نماز ادا کی جائے۔ بلکہ میدان کارزار میں بھی نماز کا ترک جائز نہیں کتب احادیث میں نماز خوف کے ابواب منعقد کر کے بتایا گیا ہے کہ کن کن کیفیات کے ساتھ نماز خوف ادا کی جائے۔

نماز کی کیفیت

نماز قائم کرنے کا حکم قرآن حکیم کی متعدد آیات میں موجود ہے نیز نماز قائم کرنے والوں کے فضائل اور نماز سے غفلت برتنے والوں اور تساہل اختیار کرنے والوں کیلئے وعید کا بھی ذکر مختلف سورتوں میں مختلف اسالیب کے ساتھ موجود ہے لیکن نماز کی مکمل کیفیت کے ذکر سے قرآن پاک خاموش ہے پانچوں نمازوں کی

Www.IslamicBooks.Website

رکعات کا تعین اور مختلف حالتوں میں قراءت قرآن اور ادعیہ اذکار وغیرہ کا ذکر بھی قرآن پاک میں نہیں ہے البتہ رسول اکرم ﷺ نے نماز ادا فرما کر امت کو خبردار کیا کہ تم نے اسی طرح نماز ادا کرنا ہوگی جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھ رہے ہو اس کے ساتھ نماز کی شرائط' ارکان' آداب' اوقات' اُدعیہ و اذکار وغیرہ کو بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا۔ معلوم ہوا دین اسلام کے جملہ اَوامر و نواہی وحی کے ساتھ مربوط ہیں اگر قرآن پاک وحی جلی ہے تو احادیث صحیحہ وحی خفی ہیں ان دونوں میں امتیاز کرنے والے خود رسول اکرم ﷺ ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کی عظیم شخصیت ہی مہبط وحی ہے آپ ﷺ نے قرآن پاک کو الگ کیا اور فرمایا لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ کہ میری زبان سے نکلنے والے الفاظ قرآن پاک کی کتابت کرو قرآن پاک کے علاوہ دوسری وحی کو قرآن پاک کے ساتھ ملا کر تحریر نہ کرو جبکہ اس پر بھی وحی کا اطلاق ہوتا ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی اور ان کی تالیف صلوٰۃ النبی ﷺ كَمَا تَرَاهَا مِنَ التَّكْبِيرِ إِلَى التَّسْلِيمِ

اس میں ہرگز شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ نماز تمام عبادات سے افضل ہے یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن محشر کے میدان میں پہلا سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ اس لئے نماز کی ادائیگی اسی طریقہ سے کی جائے جس طریقہ پر رسول اکرم ﷺ نماز ادا فرماتے رہے اس میں ہرگز کوتاہی نہ کی جائے لیکن جس قدر نماز ادا کرنے کے اہتمام کا ذکر احادیث میں بار بار آیا ہے اسی قدر اس سے غفلت اور بے اعتنائی برتی جا رہی ہے۔ رکوع' سجود میں اطمینان مفقود ہے اوقات کی پابندی نہیں ہے' سنت نبوی ﷺ کے مطابق نمازیں ادا نہیں ہو رہی ہیں بلکہ ضائع ہو رہی ہیں۔ راقم الحروف اس صورت حال پر ہمیشہ متأسف رہا اور سوچتا رہا کہ اردو زبان میں نماز کے متعلقہ کوائف پر ایسی کتاب منظر عام پر آنی چاہئے جسے

Www.IslamicBooks.Website

احادیث صحیحہ کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہو۔ اس تلخ حقیقت کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ ملک میں نماز کی کیفیت کے بارے میں جو کتابیں اردو زبان میں دستیاب ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کو احادیث صحیحہ کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے اس سلسلہ کو عربی زبان میں علامہ البانی حفظہ اللہ کی تالیف " صَلٰوۃُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِنَ التَّکْبِیرِ اِلیٰ التَّسْلِیمِ کَمَا تَرَاھَا جامعیت اور صحت کے لحاظ سے ایسی کتاب تھی جو اسم با مسمیٰ تھی۔ جس کا انداز اثباتی اور ہر ہر چیز کی الگ الگ دلیل صحیح حدیث سے پیش کی گئی تھی اس کے مقدمہ سے دل و دماغ کو سرور حاصل ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ مقدمہ علامہ البانی کا علمی شاہکار ہے جس میں نہایت عمدہ اسلوب کے ساتھ اختلاف امت کا حل پیش کیا گیا ہے اللہ پاک علامہ البانی کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ بنا بریں راقم الحروف نے اس کو اردو لباس پہنانے کا عزم کیا۔ راقم الحروف آج سے سات برس قبل اس کے ترجمہ سے فارغ ہو گیا تھا طباعت کے لئے کوشاں رہا لیکن حالات کی ناسازگاری حائل رہی۔ اب الحمدللہ اس کی طباعت کے وسائل نے موافقت کی تو کتاب طباعت وغیرہ کے مراحل طے کر کے قارئین کے ہاتھوں میں ہے ترجمہ کے حسن و قبح کا فیصلہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں تاہم میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کے علم میں لاؤں کہ چونکہ اصل متن اور حواشی مؤلف ہی کی طرف سے تھے اس لئے میں نے جہاں مناسب سمجھا حواشی کو متن میں شامل کر کے ترجمہ کیا اور کہیں کہیں ان کو حواشی میں ہی ذکر کیا۔ لیکن تکرار کو حذف کیا لیکن اصل عبارت کی روح کو ختم کرنے کی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا اسی طرح جہاں احادیث اور اقوال عربی میں ذکر کرنے کو ضروری سمجھا وہاں ان کو ذکر کر کے سامنے کے کالم میں اس کا اردو ترجمہ ذکر کیا اور بعض مقامات پر عربی عبارات کو غیر ضروری جان کر ذکر نہ کیا جس مسئلہ میں مجھے مؤلف کے ساتھ اختلاف تھا حاشیہ میں اس کی وضاحت شریک اشاعت کر دی گئی ہے تاکہ قارئین کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاہم علامہ

Www.IslamicBooks.Website

البانی کے علم و فضل کا مجھے اعتراف ہے اور حوالہ جات کی غیر مطبوعہ کتب جو ان کے سامنے ہیں۔ پاک و ہند کے علماء ان کتب کے مطالعہ سے محروم ہیں اور میرے جیسا تہی دامن علم و عمل ان کی تالیف کردہ کتب کے جواہرات سے اپنے دامن کو مالا مال کرنے میں اپنے لئے فخر تصور کرتا ہے۔ اور علمی دنیا میں ان کی مساعی کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ ان کی عمر دراز فرمائے اور احادیث نبویہ ﷺ میں ان کی خدمات جلیلہ کو قبولیت عطا فرمائے اور مزید علمی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

تشکر و امتنان

صلوٰۃ النبی ﷺ من التکبیر الی التسلیم تالیف علامہ البانی "تکبیر تحرمیہ سے لے کر سلام پھیرنے تک نبی ﷺ کی نماز کی کیفیت کیسی تھی" کے اردو ترجمہ، طباعت، پروف ریڈنگ، دیگر مراحل میں جن احباب رفقاء اور تلامذہ نے تعاون کیا ان سب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ نماز کی کیفیت پر مشتمل اس کتاب کو شرف قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ اور کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کی رہنمائی کیلئے مینارۂ نور ثابت ہو۔ کہ وہ اس کے مطالعہ کی روشنی میں اپنی نمازوں کو سنت نبویہ ﷺ کے مطابق ادا کرنے کیلئے کوشاں رہیں۔

خادم العلم والعلماء

محمد صادق خلیل

۳ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۹ھ

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الصَّادِقِ الْأَمِیْنِ،
وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الْغُرِّ الْمَیَامِیْنَ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

أَمَّا بعد،

نماز نبوی کی کیفیت تکبیر تحریمہ سے سلام پھیرنے تک احادیث صحیحہ کی روشنی میں کا دسواں ایڈیشن قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کتاب کے ناشر فاضل دوست زہیر شاویش کا دیدہ زیب خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ کتاب کا قارئین کرام کی توجہ کو اس کے مطالعہ کی طرف مبذول کرانے میں کامیاب کوشش ہے لیکن کیا کیا جائے اخلاق سے گرے ہوئے لالچی ناشرین کا جنہوں نے بلا اجازت اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع کیے اس طرح انہوں نے نہ صرف مؤلف کو نقصان پہنچایا بلکہ اخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہوئے ناشر کے حقوق محفوظہ پر غاصبانہ قبضہ کرکے جلب زر کی ہوس کو تسکین دیتے ہوئے نازیبا جسارت کے مرتکب ہوئے ہیں میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا کتاب کی جمع و تسوید میں ان کی اور ان کے باپ دادوں کی کاوشوں کو کچھ دخل ہے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ انہوں نے دیدہ دلیری کا ثبوت پیش کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کو پر کاہ کی حیثیت بھی نہ دی کہ کسی شخص کے مال میں اسکی رضا و رغبت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں[1] اس سے بھی زیادہ واضح رسول اکرم ﷺ کا وہ فرمان ہے جس کو آپ نے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبہ میں زور دار الفاظ میں فرمایا کہ تمارے خون مال اور عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن اور شہر کو حرمت حاصل ہے[2] اس مضمون کی مزید احادیث مروی ہیں جو لوگوں کے حقوق اور مالوں کو تحفظ فراہم کرتی ہیں اسلام اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کی تعلیم دلاتا ہے لیکن اگر معاشرہ میں اخلاقی قدروں کا کچھ خیال نہ کیا جائے تو عادلانہ اسلامی حکومت ایسا نظام قائم کرتی ہے جس سے مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے لوگ از خود بد دیانتی کا ارتکاب کرنے سے گھبراتے ہیں سلف صالحین کا قول ہے کہ قرآن پاک کی تعلیم سے لوگوں کو بد کرداریوں سے روکنے میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوتی جس قدر اسلامی حکومت کے دباؤ سے بد کردار لوگ لرزہ براندام رہتے ہیں اور خوفزدہ ہو کر اپنی زندگی کا رخ بدل لیتے ہیں۔

(۱)۔ صحیح الجامع الصغیر (۷۵۳۰) (۲) الجامع الصغیر (۲۰۶۴)

Www.IslamicBooks.Website

مزید افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ یورپین ملکوں میں تو کتابوں کے حقوق کے تحفظ کا خیال رکھا جاتا ہے لیکن اسلامی ممالک میں مسلمان کہلانے والے حق تلفی کرنے میں بیباک ہیں وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

خیال رہے کہ یہ ایڈیشن مزید مفید معلومات پر مشتمل ہے جبکہ پہلے ایڈیشن میں یہ معلومات نہیں ہیں تقابل کرنے سے پتہ چلتاہے کہ اس ایڈیشن کے ص ۸۸ میں قاضی عیاض کا قول ذکر کیا گیا ہے کہ نماز کی حالت میں قیام میں مسنون سینے پر ہاتھ باندھنا ہے اور ص ۹۶ پر امام احمد کا قول موجود ہے کہ اعوذ باللہ السمیع العلیم کے الفاظ کے ساتھ پناہ طلب کرنا مسنون ہے جبکہ عام مسلمان ان الفاظ کے ساتھ استعاذہ نہیں کرتے یا ان کے ہاں ان الفاظ سے استعاذہ معروف نہیں اور صفحہ ۱۸۰ پر خلافت فاروقی میں وتر نماز کی دعائے قنوت کے آخر میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا جاتا تھا علاوہ ازیں بھی فوائد کا اضافہ ہے ساتویں ایڈیشن میں بعض مسائل کی بحث و تحقیق میں بعض فاضل دوستوں نے میرے خلاف خامہ فرسائی کی ان کا ذکر حواشی میں کیا تھا لیکن اس ایڈیشن میں ان کا ذکر مقدمہ میں کر دیا ہے آخر میں اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کے مطالعہ سے مشرق و مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کو پہلے ایڈیشنوں سے زیادہ فائدہ عطا کرے اور ہماری پریشانیوں اور تکلیفوں کا مداوا فرمائے

اِنَّہٗ سَمِیْعٌ مُّجِیْبٌ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

محمد ناصر الدین البانی

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

وَصَلَاةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ ، وَعَلٰٓى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَإِخْوَانِهٖ أَجْمَعِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ .

أَمَّا بَعْدُ

اس کتاب کا جب ساتواں ایڈیشن ختم ہو گیا اور کتاب کے طبع کرانے کا مطالبہ زور پکڑ گیا تو میں نے ضروری سمجھا کہ اصرار کرنے والوں کی خواہش کا احترام کیا جائے۔ چنانچہ کتاب کا آٹھواں ایڈیشن قارئین کی خدمت میں پیش کرنے پر مسرت محسوس کر رہا ہوں اور پر امید ہوں کہ اس کے محتویات سے تمام عالم اسلام کو مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔

یہ ایڈیشن جو آپ کے زیر مطالعہ ہے سابقہ ایڈیشنوں کی طرح اہم' نادر اور جدید معلومات پر مشتمل ہے اس کو توجہ اور محنت شاقہ کے ساتھ منقح کر کے پر کشش انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شاید قارئین کی دلچسپی میں اس انکشاف سے مزید اضافہ ہو کہ مجھے کتب حدیث کی ورق گردانی اور مسلسل مطالعہ کا بے پناہ اشتیاق دامن گیر ہے چنانچہ دوران مطالعہ جو اہم معلومات مجھے مطبوعہ' غیر مطبوعہ مخطوطوں وغیرہ سے دستیاب ہوئیں قارئین حضرات کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے انہیں اس ایڈیشن میں سمو دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا پورا پورا احساس ہے اور ارشاد خداوندی:-

﴿ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا ﴾

Www.IslamicBooks.Website

اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔

ہر وقت ملحوظ خاطر رہتا ہے۔ نیز اس ایڈیشن کے آخر میں مراجع' مصادر کی فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے۔

کتاب کے چوتھے ایڈیشن کے بعد شیخ حمود بن عبداللہ تویجری حنبلی نجدی کی تالیف «التنبیهات علی رسالة الألباني في الصلاة» نظر سے گزری۔ شیخ کا یہ رسالہ چھوٹے سائز کے صرف ستاون صفحات پر مشتمل ۱۳۸۷ھ میں طبع ہوا اسی سال میری اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن اشاعت پذیر ہوا۔

چونکہ اس رسالہ میں اس کتاب پر ناقدانہ تبصرہ تھا اس لئے میں نے پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ اس کا گہری نظر سے مطالعہ کیا' مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ شیخ حمود تویجری نے میری کتاب کے تیرہ مسائل کو مبحث بنایا ہے جن میں سے چار مسائل کا تعلق کتاب کے حواشی سے ہے۔

چنانچہ میں نے پورے حزم و احتیاط کے ساتھ نہایت بسط اور تفصیل کے ساتھ اس کا رد لکھا ہے جس کے صفحات شیخ کے رسالہ سے تین گنا تھے۔

شیخ کے رسالہ کے مطالعہ کے دوران مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ شیخ صاحب متعصب حنبلی ہیں اور علم حدیث' رجال' طرق' علل وغیرہ میں کوئی خاص درک نہیں رکھتے یہی وجہ ہے کہ اس نے جن دوسرے مسائل میں مناقشہ کیا ہے اور مجھ پر زبان طعن دراز کی ہے ان میں وہ راہ صواب سے بھٹک گیا ہے۔ اگرچہ میرا دلی ارادہ یہی تھا کہ ان مسائل کو تفصیل سے بیان کیا جائے اور اس کے غلط موقف کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے۔

لیکن مقدمہ چونکہ طوالت کا متحمل نہیں ہوا کرتا اس میں اشارات سے ہی موقف کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے اشارات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

البتہ مثال کے طور پر ایک مسئلہ ذکر کرتا ہوں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ شیخ تویجری کا مبلغ علم کیا ہے اور سنت کے بارے میں اس کی معلومات کا

Www.IslamicBooks.Website

دائرہ کس قدر وسیع ہے۔

مثال

مذکورہ رسالہ کے صفحہ ۱۴۔۱۷ پر مرقوم ہے کہ عبداللہ بن عباس سے مروی حدیث کہ "جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے" میں ایک روایت میں زیادتی کہ "فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورہ کا اضافہ بھی مسنون ہے" ضعیف ہے دراصل ان کا روئے سخن میری جانب ہے۔ جب کہ میں نے اس کتاب کے چوتھے ایڈیشن صفحہ نمبر ۱۰۳ پر اس زیادتی کا ذکر کیا تھا۔

شیخ تویجری نے زیادتی کو ضعیف ہی نہیں کہا بلکہ اس کو شاذ قرار دیا ہے اس لئے کہ ہیشم بن ایوب راوی اگرچہ ثقہ ہے لیکن دوسرے ثقہ راویوں کی مخالفت کر رہا ہے جبکہ وہ اس زیادتی کے ذکر کرنے میں متفرد ہے۔

شیخ تویجری پر رد

اللہ پاک شیخ صاحب کو راہ صواب پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اس لئے کہ اگر وہ تحقیق کرتے تو ان پر حقیقت آشکارا ہو جاتی۔

سنئے ہیشم بن ایوب اس زیادتی میں متفرد نہیں ہے بلکہ چار ثقہ راوی اس کی متابعت کر رہے ہیں۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ ان کے نام اور تخریج پیش کرتے ہیں۔

۱ = سلیمان بن داؤد ہاشمی کی متابعت کو ابن الجارود نے المنتقٰی رقم (۵۳۷) میں ذکر کیا ہے۔

۲ = ابراہیم بن زیاد الخیاط البغدادی کی متابعت بھی المنتقٰی (۲/۵۳۷) میں موجود ہے۔

۳ = محرز بن عون ہلالی کی متابعت کو ابو یعلی الموصلی نے مسند (ق ۱۴۱/

Www.IslamicBooks.Website

۲) میں ذکر کیا ہے۔

۴ = ابراہیم بن حمزہ زبیری کی متابعت کو بیہقی نے سنن کبریٰ (۳۸/۴) میں ذکر کیا ہے ملحوظ خاطر رہے کہ جن متابعات کا ذکر اوپر ہوا ہے وہ تمام صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں خصوصیت کے ساتھ تیسری متابعت کی صحت کا امام نووی نے صراحتہ" ذکر کیا ہے ان سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کر کے اس کی صحت کا اقرار کیا ہے پس ان چار ثقہ رواۃ کی متابعت کے بعد شیخ تویجری کا دعویٰ (کہ ہیشم بن ایوب اس زیادتی کے ساتھ متفرد ہے) اس قابل ہے کہ اس کی طرف التفات بھی نہ کیا جائے۔ مزید کچھ کہنے سے ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

دوسرے طریق سے متابعت

ان چاروں متابعتوں میں عبداللہ بن عباس سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف راوی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک دوسری متابعت میں عبداللہ بن عباس سے زید بن طلحہ راوی ہیں ان کی روایت میں بھی زیادتی کا ذکر ہے اس متابعت کو عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم نے مااسند سفیان بن سعید الثوری (۳) میں اور ابن الجارود نے المنتقیٰ میں صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (۴)

شاھد

اس زیادتی کی صحت پر اس عام حدیث کی شہادت کفایت کرتی ہے اور تقویت میں مزید اضافہ ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ اور ایک دوسری سورت پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ نماز جنازہ بھی نماز ہے لہٰذا وہ بھی اس عام حکم میں شامل ہوگی۔ بلکہ اسی حدیث کی بناء پر شیخ تویجری کے حنبلی رفقاء

---

(۳) - (۱/۴۰، ۲) (۴) - (۵۲۳)

Www.IslamicBooks.Website

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورت کے پڑھنے کی مشروعیت ثابت ہو رہی ہے۔ امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار ۳ میں (۵) اس کا ذکر کیا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں اگر کہا جائے کہ شیخ تویجری ان دلائل سے بے خبر نہ تھے۔ چونکہ یہ دلائل ان کے مذہب کے خلاف تھے اس لئے انہوں نے ان کو قابل اعتناء نہ سمجھا۔ واللہ اعلم۔

حقیقت یہ ہے کہ فکری جمود' مذہبیت اور اس سے مدافعت سخت خطرناک بیماری ہے تمام اسلامی ملکوں میں اس کے جراثیم موجود ہیں۔ کھلے بندوں سنت کا استخفاف ہو رہا ہے اور مذہبی تعصب کے پیش نظر امام کے قول کو سنت پر فوقیت دی جا رہی ہے۔ اِلاَّ مَن عَصَمَهُ اللهُ وَقَلِيلٌ مَّا هُم

البتہ فضیلۃ الشیخ تویجری کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جبکہ (بقول اس کے) اس نے میری کتاب کا بغور مطالعہ کیا اور قارئین کی خیر خواہی کے جذبہ کے پیش نظر اس نے اغلاط کی نشاندہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی حالانکہ جن اغلاط کی نشاندہی میں اس نے پورا زور صرف کر دیا ہے ان میں اس کا موقف صحیح نہیں۔ ہاں صرف چار مسائل میں اس کی رائے صائب ہے اور میں اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے موقف کو چھوڑ کر اس کا موقف اختیار کرتا ہوں۔ اور مجھے اس میں کچھ حجاب نہیں۔ ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

چہار مسائل

مسئلہ اول:-

اس نے رسالہ میں تحریر کیا کہ میں نے تشہد کی دعا میں اَلْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ کا معنی گناہ اور معصیت کیا ہے اس کا کہنا صحیح ہے لیکن میں نے طبع ثالث میں اس سے رجوع کر لیا تھا اور شیخ کا رسالہ اس کے چھ سال بعد طبع ہوتا ہے پس

(۵) - (۴ - ۵۳)

Www.IslamicBooks.Website

اس کی جانب سے تنبیہ کرنا درست ہے لیکن اس کی تنبیہ سے قبل ہی میں نے طبع ثالث میں اس معنی کو بدل دیا تھا پس اس کا اعتراض لغو ہے۔

مسئلہ ثانی :- اس نے مجھے متنبہ کرتے ہوئے تحریر کیا کہ میں نے اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے مقدمہ میں نماز کو اسلام کا سب سے بڑا رکن قرار دیا ہے حالانکہ مجھے مقید کرنا چاہئے تھا کہ شہادتین کے بعد نماز سب سے بڑا رکن ہے مجھے شیخ کی رائے سے اتفاق ہے اور دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَالَا يُرِيبُكَ (شک کو چھوڑ کر یقین کو اختیار کرنا چاہئے) کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بات واضح انداز میں پیش کی جائے اس سلسلہ میں اگر میں

یہ موقف اختیار کروں کہ جو ارکان اعمال پر مشتمل ہیں ان میں نماز سب سے بڑا رکن ہے تو اس سے اگرچہ کسی حد تک وضاحت ہو جاتی ہے اور اعتراض ختم ہو جاتا ہے تاہم اپنے فاضل دوست کو خوش رکھتے ہوئے میں نے اس سے اگلے ایڈیشن میں اس مقدمہ کو قلم زد کر دیا جس میں تقیید نہ تھی۔ اور شبہات و جوابہا کے عنوان میں تقیید کا ذکر کر دیا ہے تاکہ اعتراض کی کچھ گنجائش باقی نہ رہے۔

مسئلہ ثالث :-

وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ کا ترجمہ اولاً میں نے یہ کیا کہ شر اللہ کا فعل نہیں ہے لیکن فضیلۃ الشیخ کی تحقیق کو صحیح باور کرتے ہوئے میں نے اس جملہ کے معنی کو بدل دیا کہ "اللہ کے افعال میں شر نہیں ہے" اگرچہ ان دونوں معنوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں تاہم میں نے اپنا موقف چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

مسئلہ رابع :- سجدہ کی رفع الیدین معلق روایت میں البدائع سے نقل کرتے ہوئے راوی کا نام "ابن الاثرم" تحریر کیا حالانکہ صحیح "الاثرم" ہے جیسا کہ شیخ نے ذکر کیا۔ اثرم کا نام احمد بن محمد بن ھانی الطائی ہے اور کنیت ابوبکر ہے۔ واللہ اعلم

ان مسائل کے علاوہ شیخ کے دیگر بیان کردہ اعتراضات کے تفصیلی جواب دینے کی ہم اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں تاکہ دلائل کی روشنی میں ان کا رد ہو

Www.IslamicBooks.Website

سکے۔ اس سلسلہ میں امام احمد کی جانب منسوب کردہ رسالہ الصلوۃ کے بارے میں اس سے پہلے ایڈیشن میں بھی ہم نے ذکر کیا تھا کہ اس کی نسبت امام احمد کی طرف درست نہیں چنانچہ اس کے بارے میں امام ذہبی کا قول کہ اس کی نسبت امام احمد کی طرف خلاف واقع ہے حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔

آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ وہ اس ایڈیشن کو پہلے ایڈیشن سے زیادہ شہرت عطا فرمائے اور اس کی اشاعت میں اضافہ فرمائے اور مکتب اسلامی کے مدیر فاضل استاذ زہیر شاویش کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میرے اور اس کے نامہ اعمال میں اجر و ثواب ثبت فرمائے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سے اجر و ثواب کو طلب کیا جائے ان چند سطور کے بعد اب ہم کتاب کے مقدمہ میں اہم فوائد ذکر کریں گے۔ اور کہ اس کتاب کی تالیف کا باعث کیا تھا اور اس کا علمی منہج اپنے اسلوب کے لحاظ سے کس قدر گہرا اور بے مثال تھا مزید دیگر اسباب بھی تھے جو فوائد پر مشتمل تھے۔

میں نے مقدمہ (۱۳۷۰/۶/۱۳ھ) کو مرتب کیا اور اس کے ساتھ اہم فصل شبہات و جوابہا کا اضافہ (۱۳۸۱/۵/۲۰ھ) میں کیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس مقدمہ کے مطالعہ سے بہت سے نیک انسانوں کو فائدہ حاصل ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک قیامت کے روز ہمیں ان کی معیت میں رسول پاک ﷺ کے جھنڈے تلے جگہ عطا فرمائے۔ آمین

دمشق: ۱۳۸۹/۱۰/۲۸ھ

محمد ناصرالدين الألبانی

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم 22

مقدمہ پہلا ایڈیشن

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَرَضَ الصَّلاۃَ عَلیٰ عِبَادِہٖ، وَأَمَرَھُم بِإِقَامَتِھَا وَحُسنِ أَدَائِھَا، وَعَلَّقَ النَّجَاحَ وَالفَلاحَ بِالخُشُوعِ فِیھَا، وَجعَلَھَا فُرقَاناً بَینَ الإِیمَانِ وَالکُفرِ، وَنَاھِیَۃً عَنِ الفَحشَاءِ وَالمُنکَرِ

تمام حمد و ثناء اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی اور انہیں اس کے قائم کرنے اور اچھے طریق سے ادا کرنے کا حکم دیا اس کی قبولیت کو خشوع، خضوع پر موقوف فرمایا۔ ایمان، کفر کے درمیان امتیاز کی علامت قرار دیا اور بے حیائی اور منکر کاموں سے روکنے کا ذریعہ بنایا۔

وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ المُخَاطَبِ بِقَولِہٖ تَعَالیٰ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد درود اور سلام کا ہدیہ نبی پاک حضرت محمد ﷺ پر بھیجتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿وَأَنزَلنَا إِلَیکَ الذِّکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَیھِمْ﴾ (٦)

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوتے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ارشاد میں آپ ﷺ کمربستہ ہوگئے ظاہر ہے کہ جو شریعت آپ ﷺ پر نازل ہوئی بالعموم آپ ﷺ نے وضاحت کے ساتھ اس کو لوگوں کے سامنے پیش کیا لیکن نماز کی اہمیت کے پیش نظر اس کو دیگر ارکان وغیرہ سے بھی زیادہ واضح شکل میں پیش کیا اور قولاً فعلاً اس کا عام پرچار کیا۔ یہاں تک کہ ایک بار آپ ﷺ نے منبر پر نماز کی امامت کرائی۔ قیام، رکوع منبر پر کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا میں نے اس طرح اس لئے کیا ہے تاکہ نماز کے ادا کرنے میں تم

---

(٦) - النمل ۴۴

Www.IslamicBooks.Website

میری اقتداء کر سکو اور نماز کی کیفیت معلوم کر سکو۔

نیز اس سے بھی زیادہ زوردار الفاظ میں اپنی اقتداء کو واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (۷)

تم نے اسی طرح نماز ادا کرنی ہوگی جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھ رہے ہو۔

اور پھر اس کی اہمیت میں مزید اضافہ جتاتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص میری طرح نماز ادا کرے گا میں اس کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ نے اس کو جنت میں داخل کرنے کا عہد کیا ہے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

خَمسُ صَلَوَاتٍ اِفتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، مَن أَحسَنَ وُضُوءَهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقتِهِنَّ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَسُجُودَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ؛ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهدٌ أَن يَّغفِرَ لَهُ، وَمَن لَّم يَفعَل؛ فَلَيسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهدٌ، إِن شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِن شَاءَ عَذَّبَهُ،

پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہین جو شخص اچھے طریق پر وضو کرے وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع، سجود، خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اس کو معاف کرے گا اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے گا اس کا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں اگر چاہے اس کو معاف کرے اگر چاہے عذاب میں گرفتار کرے۔ (۸)

نبی پاک پر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ اہل بیت صحابہ کرام پر بھی صلوٰۃ و سلام ہو جو نیکو کار، پرہیزگار تھے۔ جنہوں نے آپ کی عبادت، نماز، اقوال، افعال کو نقل کر کے امت تک پہنچایا اور صرف آپ ﷺ کے اقوال، افعال کو ہی دین اور قابل اطاعت قرار دیا۔ نیز ان نیک انسانوں پر جو ان کے نقش قدم پر چلتے رہے اور چلتے رہیں گے۔

---

(۷) ۔ بخاری مسلم احمد، تخریج ارواء الغلیل میں دیکھیں (۲۱۳)

(۸) ۔ حدیث صحیح ہے اکثر ائمہ حدیث نے اس کو صحیح لکھا ہے دیکھیے صحیح ابو داؤد (51 ۴، ۱۲۷۶)

Www.IslamicBooks.Website

امابعد :- حافظ منذری کی کتاب الترغیب والترہیب کی کتاب الصلوۃ کے مطالعہ اور تدریس سے قریباً چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے جب میں فارغ ہوا تو مجھے اور میرے درس میں شریک سلفی بھائیوں کو احساس ہوا کہ اسلام میں نماز کا کتنا اہم مرتبہ ہے۔ اور جو شخص اس کو قائم کرتا ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا وہ کس قدر اجر و ثواب اور فضیلت و اکرام کا مستحق ہوتا ہے۔ پھر اجر و ثواب میں کمی کا معیار یہ ہے کہ جس قدر کسی انسان کی نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز کے زیادہ قریب ہوگی وہ زیادہ اجر و ثواب کا حقدار ہوگا۔ اور جس کی نماز آپ ﷺ کی نماز سے مماثلت میں کچھ مختلف ہوگی اس کو اجر و ثواب کم حاصل ہوگا۔

حدیث نبوی ﷺ ملاحظہ فرمائیں۔

« إِنَّ العَبدَ لِيُصَلِّيَ الصَّلاةَ مَا يُكتَبُ لَهُ مِنهَا إِلَّا عُشرُهَا ، تُسعُهَا ، ثُمنُهَا ، سُبعُهَا ، سُدسُهَا ، خُمسُهَا ، رُبعُهَا ، ثُلثُهَا ، نِصفُهَا »

بے شک بندہ نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کے نامہ اعمال میں اس کا دسواں' نواں' آٹھواں' ساتواں' چھٹا' پانچواں' چوتھا' تیسرا' نصف حصہ لکھا جاتا ہے۔ (۹)

اس حدیث کے پیش نظر میں نے اپنے سلفی بھائیوں کو خبردار کیا کہ ہمارے لئے رسول اکرم ﷺ کے نماز ادا کرنے کی مانند نماز ادا کرنا اس وقت ممکن ہے جب ہمیں تفصیل کے ساتھ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت معلوم ہو۔ اور ہمیں نماز کے واجبات' آداب' ہیئات' ادعیہ' اذکار کا علم ہو۔ پھر اس کے مطابق نماز ادا کرنے کی کوشش بھی کریں۔ تو ہم امید رکھتے ہیں کہ پھر ہماری نماز بھی اسی نوعیت کی ہوگی جو بے حیائی اور منکر باتوں سے روکتی ہے اور ہمارے نامہ اعمال میں وہ اجر و ثواب ثبت ہوگا۔ جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

مذہبی تقیید میں غلو کے اثرات

جب ہم عوام کی دینی کیفیت کا جائزہ لیتے ہیں تو نہ صرف اکثر عوام بلکہ اکثر

---

(۹) ۔ حدیث صحیح ہے الزھد لابن المبارک (۱۰ ، ۲۱ ، ۱ ، ۲) ابو داؤد نسائی میں جید سند کے ساتھ مروی ہے۔ صحیح ابو داؤد (۷۶۱)

Www.IslamicBooks.Website

علماء نماز کی تفصیلی کیفیات سے نابلد ہیں وجہ ظاہر ہے کہ عام طور پر علماء مذہبی تقلید کی جکڑ بندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور وہ غلو کی حد تک ایک امام کی تقلید کو ضروری سمجھتے ہوئے صحیح بات کے مطابق عمل کرنا تو کجا۔ سننا بھی گوارا نہیں کرتے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جس قدر معاشرہ میں مذاہب موجود ہیں بلا امتیاز اس قسم کے اعمال دیکھنے میں آتے ہیں جن کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا درست نہیں اور ان کی کتابوں میں ایسے اقوال تحریر ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنا بھی جائز نہیں متاخرین مذہبی پیشہ وروں کی کتابیں اس قسم کے اقوال سے بھری پڑی ہیں اگرچہ سرسری نظر سے اصل حقیقت منکشف نہیں ہوتی۔ لیکن وہ شخص جس کی سنت مطہرہ پر نظر ہے اور وہ سنت کی تحقیق اور اشاعت میں مشغول رہتا ہے اس کی نظر سے اس قسم کے اقوال' اعمال مخفی نہیں ہیں چنانچہ جب وہ متاخرین کی کتابوں میں بعض اقوال کو غلط طور پر رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب دیکھتا ہے تو اس کی حمیت دین جوش میں آتی ہے اور وہ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھتا جب تک کہ غلط نسبت کو آشکارا نہیں کر پاتا۔ اسی جذبہ کے پیش نظر بعض آئمہ نے موضوع یعنی من گھڑت احادیث کو یکجا جمع کیا تاکہ صحیح اور غیر صحیح احادیث میں امتیاز ہو سکے۔ جزاهم الله خیراً۔ نیز بعض علماء نے احادیث کی تخریج میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور احادیث کے احوال کا پتہ لگایا اور ان کی صحت' عدم صحت پر دلائل پیش کئے۔

اس موضوع پر "العناية بمعرفة احاديث الهداية" "الطرق والوسائل فی تخريج احاديث خلاصة الدلائل" (جن کے مولف شیخ عبدالقادر بن محمد القرشی الحنفی ہیں) "نصب الراية لاحاديث الهداية" تالیف حافظ زیلعی' اس کا اختصار "الدراية" تلخيص الحبير فی تخريج احاديث الرافعی الکبیر تالیف حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آخر میں ہم اپنے مدعیٰ کے اثبات میں ایک دلیل پیش کرتے ہیں کہ فقہی کتابوں میں نہ صرف ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں کو شامل کیا گیا ہے اور تعجب

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ کس طرح ان پر اعتماد کیا گیا ہے؟ کیا کسی کے قول کو رسول اللہ ﷺ کا قول ثابت کرنا کذب بیانی نہیں ہے؟

علامہ عبدالحئیؒ لکھنوی کا قول

علامہ لکھنویؒ (النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر) میں فقہ حنفی کی کتابوں کے مراتب بیان کرنے کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ (۱۰)
جن کتابوں کی ترتیب ہم نے ذکر کی ہے ان کا تعلق فقہی مسائل کے ساتھ ہے اور ان میں درج احادیث نبویہ کے لحاظ سے یہ ترتیب نہیں ہے اس لئے کہ کتنی کتابیں ایسی ہیں جو جلیل القدر فقہاء کے ہاں قابل اعتماد ہیں لیکن ضعیف حدیثوں سے بھری پڑی ہیں۔ خصوصاً ان میں فتاویٰ کی بھرمار ہے پس ہم غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان کتابوں کے مئولفین اگرچہ کامل تھے لیکن وہ احادیث کے نقل کرنے میں سہل انگار تھے۔

ذیل میں ہم بطور مثال ایک موضوع حدیث پیش کرتے ہیں جس کا ذکر النھایہ وغیرہ کتابوں میں ہے۔
موضوع حدیث

جس شخص نے رمضان کے آخری جمعہ میں فرائض کی قضا دی تو اس سے عمر کی قضا شدہ نمازوں کی ستر سال تک کے لئے تلافی ہو جائے گی۔

(ا) علامہ لکھنویؒ (۱۱) نے اس حدیث کو "الاثار المرفوعہ فی اخبار الموضوعۃ" میں ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ ملا علی قاریؒ نے موضوعات صغریٰ اور کبریٰ میں اس حدیث کو بالکل باطل کہا ہے اس لئے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے نیز ایک نماز کئی سالوں کی نماز کے قائم مقام کیسے ہو سکتی ہے؟ پس یہ حدیث موضوع ہے اگر ہدایہ کے شارحین یا صاحب نہایہ نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے تو اس سے اس کی صحت ثابت نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اولاً تو یہ لوگ

(۱۰) - (۱۲۲، ۱۲۳) - (۱۱) - ص ۳۱۵

Www.IslamicBooks.Website

محدثین سے شمار نہیں ہوتے۔ ثانیاً انہوں نے حدیث کے مخرج کا ذکر نہیں کیا۔

علامہ شوکانی کا قول

علامہ شوکانی الفوائد المجموعہ ص ۵۴ میں رقم طراز ہیں۔
بلاشبہ یہ حدیث موضوع ہے اگرچہ موضوع حدیثوں پر مشتمل کتابوں میں اس حدیث کا سراغ نہیں ملتا البتہ ہمارے دور میں صنعاء کے فقہاء کی ایک جماعت کے ہاں یہ حدیث شہرت پذیر ہے اور اکثر لوگ اس قسم کی قضا نماز پڑھتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کس شخص نے اس حدیث کو وضع کیا۔ اللہ پاک جھوٹوں کو برباد کرے۔

علامہ لکھنوی ؒ کا قول

میں نے اس حدیث کے موضوع ہونے پر ایک رسالہ تحریر کیا جس کا نام "ردع الاخوان عن محدثات اخر جمعة رمضان" رکھا اس میں اس کے موضوع ہونے کو ثابت کیا اگرچہ یہ حدیث اور اوراد وظائف کی کتابوں میں مختصر اور مطول الفاظ کے ساتھ مذکور ہے لیکن دلائل عقلیہ اور نقلیہ کی روشنی میں اس کو موضوع ثابت کیا ہے اس کے علاوہ بہترین فوائد کا اس میں اضافہ کیا ہے۔ جس سے دل و دماغ کو نشاط حاصل ہوتا ہے پس میں قارئین سے اس کے مطالعہ کی سفارش کرتا ہوں۔ رسالہ اپنے موضوع میں نفیس معلومات پر حاوی ہے۔

خیال رہے اس قسم کی باطل حدیثیں کتب فقہ میں موجود ہیں جن پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ وہ بلا حوالہ جات ہیں۔ یا غیر معتبر کتابوں کے حوالہ سے ذکر کی گئی ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری کے کلام سے بھی یہی بات ثابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث کو محدثین کے حوالہ سے ذکر کرے چنانچہ یہ قول زبان زد خاص و عام ہے کہ گھر کا مالک ہی گھر کے سامان وغیرہ

Www.IslamicBooks.Website

کے متعلق بہتر جانتا ہے کہ وہ کس قسم کا ہے اسی طرح محدثین کا ہی کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق ریمارک قابل قبول ہو سکتا ہے۔

امام نووی کا قول

امام نووی "المجموع شرح المھذب" میں رقم طراز ہیں۔ (۱۲)

صاحب تحقیق علماء اور محدثین کا قول ہے کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس کو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے اسی طرح فعل امر، نہی وغیرہ جزم کا کوئی جملہ استعمال نہ کیا جائے ہاں رُوِیَ عَنہُ نُقِلَ عَنہُ یُرْوٰی تمریض کے صیغوں کے ساتھ ذکر کرنا درست ہے اس لئے کہ جزم کے صیغے صحیح، حسن حدیثوں کے بیان کرنے کے لئے مقرر ہیں اور تمریض کے صیغے غیر صحیح حسن یعنی ضعیف حدیثوں کے بیان کرنے کے لئے مقرر ہیں جبکہ جزم کے صیغے صحت کے متقاضی ہیں قرآن کے ساتھ غیر صحیح حدیثوں کو بیان کرنا کذب بیانی کے مترادف ہوگا۔ لیکن سخت افسوس کی بات ہے کہ جمہور فقہاء اس قاعدے کی خلاف ورزی کرنے سے نہیں ہچکچاتے بلکہ مطلقاً جمہور علماء کا یہی طور طریقہ ہے البتہ فن حدیث میں مہارت تامہ رکھنے والے محدثین اس قاعدے کی خلاف ورزی کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں وہ کبھی ضعیف حدیث کو قال کے ساتھ اور کبھی صحیح حدیث کو روی عنہ کے ساتھ ذکر نہیں کرتے۔

چونکہ تفصیل کے ساتھ نبی علیہ السلام کی نماز کی کیفیت معلوم کرنا عام لوگوں کے لیے مشکل تھا اس لیے میں نے اس کتاب کو مرتب کیا تاکہ وہ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت کو معلوم کرسکیں اور اس کے مطابق نماز ادا کریں۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرمائے گا۔ ارشاد نبوی ہے۔ جو شخص ہدایت کی جانب دعوت دیتا ہے اس کو ان سب لوگوں کے برابر اجر و ثواب حاصل ہوگا جو اس کی تابعداری کرتے

---

(۱۲) - (۱/۶۰)

Www.IslamicBooks.Website

ہوئے اس عمل کو سرانجام دیں گے لیکن ان کے اجر و ثواب سے کچھ کمی نہیں ہوگی مسلم نیز احادیث صحیحہ (۸۶۳)۔

سبب تالیف کتاب

نماز کے موضوع پر میں نے کتابوں کا جائزہ لیا تو کوئی کتاب مبنی بر حقیقت اور جامع نظر نہ آئی تو میں نے اس ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر ڈالا اور تیار ہوگیا کہ نماز کے موضوع پر ایک جامع کتاب تحریر کروں تا کہ ان لوگوں کو راہنمائی حاصل ہو جو نماز جیسی عبادت میں رسول اکرم ﷺ کی اقتداء کو لازم جانتے ہیں اور جس طرح آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک نماز ادا فرمائی ہے اس کا کامل نقشہ کھینچ دیا جائے تا کہ آپ ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والوں کو سہولت حاصل ہو اور آپ ﷺ کے بیان کردہ طریقہ کے مطابق نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:-

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي»

تم نے اسی طرح نماز ادا کرنی ہوگی جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھ رہے ہو۔

اس بلند مقصد نے مجھے اس کتاب کی تالیف پر آمادہ کیا اور میں نے مختلف کتب حدیث سے ان حدیثوں کو الگ کیا جن کا تعلق نماز کے ساتھ تھا ان کو یکجا جمع کرنے سے یہ کتاب مرتب ہوگئی۔ میں نے اس بات کا پورا خیال رکھا کہ اس میں صرف ان احادیث کو درج کروں جو احادیث کی صحت کے قواعد و ضوابط کے معیار کے مطابق ہوں اور جس حدیث میں کوئی ضعف یا مجہول راوی متفرد تھا (خواہ اس حدیث کا تعلق نماز کی ہیئت کے ساتھ یا اذکار اور فضائل کے ساتھ تھا) اس کے ذکر کرنے سے اجتناب کیا۔ اس لئے کہ جب صحیح ثابت شدہ حدیثیں موجود ہیں اور ان سے مقصد حاصل ہو رہا ہے تو بلا ضرورت غیر صحیح حدیثوں کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ایسی حدیثوں سے محض ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور بلا اختلاف ظن کا کوئی فائدہ نہیں وہ بہرحال مرجوح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ارشاد ربانی ہے :- اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا

اور ظن یقین کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتا۔ (۱۳)

ارشاد نبوی ﷺ ہے :- "اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ ! فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ "

تم ظن سے بچو ظن تو جھوٹی بات ہے۔ (۱۴)

ظاہر ہے کہ عبادات میں خاص طور پر ظنی چیز معتبر نہیں اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ظن سے دور رہنے کا حکم دیا۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے :- "اِتَّقُوا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ"

میری طرف نسبت کر کے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو ہاں اگر تمہیں یقین ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

یہ حدیث ترمذی، احمد، ابن ابی شیبہ میں موجود ہے لیکن شیخ محمد سعید حلبی کا مسلسلات[15] میں اس کو بخاری کی حدیث قرار دینا وہم ہے پہلے تو اس حدیث کے ضعف کا مجھے کچھ علم نہ تھا اس لئے میں اس حدیث کو صحیح سمجھتا رہا۔ بعد میں مزید تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ حدیث ضعیف ہے ترمذی کی بیان کردہ سند میں ضعف موجود ہے۔[16] مناوی نے ابن ابی شیبہ کی سند کو صحیح کہا ہے حالانکہ سند صحیح نہیں البتہ اس مضمون کی ایک دوسری حدیث صحیح ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے :-

جو شخص میری طرف نسبت کر کے کوئی حدیث بیان کرتا ہے، حالانکہ وہ خیال کرتا ہے کہ وہ جھوٹی ہے تو بیان کرنے والا جھوٹا ہے۔

پس آپ ﷺ نے ضعیف روایت بیان کرنے سے منع فرما دیا تو اس پر عمل کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

بلکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد اس سے مستغنی کر رہا ہے کہ تم مجھ سے کثرت کے ساتھ حدیثیں بیان نہ کرو میری جانب صرف صحیح اور سچی بات منسوب کرو۔ جو

---

(۱۳) - النجم ۲۸ (۱۴) - بخاری، مسلم، تخریج الحلال والحرام لاستاذ القرضاوی (۴۱۲) (۱۵) - (۱/ ۲)

(۱۶) - سلسلہ الاحادیث الضعیفہ (۱۷۸۳)

Www.IslamicBooks.Website

شخص میری جانب ایسی بات منسوب کرتا ہے جو بات میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے ابن ابی شیبہ (۸ ۔ ۷۶۰) احمد احادیث صحیحہ (۱۷۵۳)

کتاب کی ترتیب

کتاب کو متن اور شرح میں تقسیم کر دیا گیا ہے متن میں احادیث کا ذکر ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ احادیث کے وہی الفاظ بعینہ ذکر کروں جو سنت کی کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں بعض اوقات ایک حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے اس وقت جن الفاظ کا کتاب کے ساتھ زیادہ تعلق ہے ان کو ذکر کروں گا اور بعض اوقات دوسری روایت کے زائد الفاظ کا ذکر اتمام فائدہ کے لئے کروں گا نہ ان کے بیان کرنے والے راوی اور نہ ہی مخرج کا ذکر کروں گا تاکہ ترتیب میں کسی قسم کا نقص رونما نہ ہو اور مطالعہ کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔

شرح میں ان احادیث کی تخریج ذکر ہوگی جو متن میں تحریر ہیں۔ ان احادیث کے الفاظ، طرق کے بیان کرنے میں پورا احتیاط کیا جائے گا۔ سند اور شواہد پر جرح، تعدیل، تصحیح، تضعیف کا حکم قواعد و ضوابط کی روشنی میں لگایا جائے گا۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض طرق میں ایسے زائد الفاظ موجود ہیں جو دیگر طرق میں موجود نہیں تو اس وقت ان زائد الفاظ کو اصل حدیث کے ساتھ ملا دیا جائے گا جو متن میں مذکور ہوگی۔ اشارتاً ان الفاظ کو قوسین کے خطوط وحدانی کے درمیان ذکر کروں گا تاکہ اس کا پتہ چل سکے لیکن اس بات کے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ کون راوی اس زیادتی کے بیان کرنے میں متفرد ہے لیکن اگر زائد الفاظ کسی دوسرے صحابی سے منقول ہیں تو اس وقت اس کو مستقل حدیث کی حیثیت سے ذکر کروں گا جیسا کہ استفتاح کی ادعیہ میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کتاب کی ترتیب کا یہ انداز بالکل انوکھا ہے شاید اس قسم کا انداز آپ کو کسی دوسری کتاب میں نظر نہ آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ۔

نیز نیچے شرح میں حدیث کی تخریج کے ساتھ ساتھ علماء کے مذاہب، دلائل کو بیان کروں گا اور اعتراضات اور ان کے جوابات سے بھی روشناس کراؤں گا۔ بعد

Www.IslamicBooks.Website

ازاں صحیح مسلک کی نشاندہی کروں گا۔ جس کا ذکر متن میں ہو چکا ہے۔ کبھی اس قسم کے مسائل بھی بیان ہوں گے جن پر سنت سے تو کوئی نص نہ مل سکی البتہ اجتہاد کی روشنی میں ان کا ذکر ہو گا لیکن خیال رہے کہ یہ ہماری کتاب کا موضوع نہیں ہے۔

جب ہم نے کتاب کے صفحات کا تخمینہ لگایا تو معلوم ہوا کہ پانچ سو سے زائد صفحات ہو جائیں گے اور اپنی مالی دشواریوں کا احساس ہوا تو فیصلہ کرنا پڑا کہ تکلیف مالایطاق سے بچتے ہوئے متن کو شائع کر دیا جائے اور حاشیہ کے طبع کا کام سردست نہ کیا جائے اس کے لئے کسی دوسری فرصت کا انتظار کیا جائے تاکہ متن اور شرح دونوں یکجا کر کے طبع کرایا جائے اس کتاب کا نام تجویز کیا گیا "صِفَةُ صَلَاةِ النَّبِیِّ ﷺ مِنَ التَّکْبِیرِ اِلَی التَّسْلِیمِ کَاَنَّکَ تَرَاهَا" نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک گویا کہ آپ ان دونوں آنکھوں سے آپ ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالیٰ أَن یَّجْعَلَهُ خَالِصاً لِوَجْهِهِ الکَرِیم ، وَأَن یَّنفَعَ بِهِ إِخْوَانِيَ المُؤمِنِينَ ، إِنَّهُ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ.

کتاب کی بنیاد

چونکہ کتاب کا موضوع یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کی جائے گی تو پھر یہ بات بالکل واضح ہے کہ نماز کے بیان کرنے کے ضمن میں کسی مذہب یا فرقہ کی تقلید کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جائے۔ صرف اور صرف ان کیفیات کا ذکر ہو گا جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں اور یہی کتاب کی بنیاد ہے اور یہی نظریہ تمام محدثین کا ہے۔ سنئے علامہ لکھنوی امام الکلام میں فرماتے ہیں۔ (۱۷)

جو شخص بنظر انصاف دیکھے گا فقہ اور اصول کے سمندروں میں غوطہ زن ہو گا زیادتی سے کنارہ کش رہنے والا ہو گا تو اسے یقیناً اس سے آگاہی ہو گی کہ اکثر فروعی اور اصولی مسائل جن میں علماء اختلاف کرتے ہیں ان میں محدثین کا مذہب دیگر لوگوں

---

(۱۷) ۔ ص ۱۵۶

Www.IslamicBooks.Website

کے مذہب سے زیادہ قوی ہوگا اور میں جب بھی اختلافی مسائل کی وادی میں قدم زن ہوتا ہوں تو مجھے محدثین کا مذہب ہی انصاف کے قریب دکھائی دیتا ہے تعجب ہے وہ لوگ کتنے اچھے ہیں کہ اللہ پاک بھی ان کی کوششوں کو بنظر تحسین دیکھتا ہے کیوں نہ ہو جب کہ وہ نبی ﷺ کے صحیح جانشین ہیں اور شریعت اسلامیہ کے پھیلانے میں آپ ﷺ کے قائم مقام ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی جماعت میں (قیامت کے روز) اٹھائے اور ان کی محبت اور سیرت پر ہماری وفات ہو۔

علامہ سبکی کا قول

علامہ سبکی "الفتاوی" میں تحریر کرتے ہیں۔ (۱۸)

حمد و صلاۃ کے بعد واضح ہو کہ مسلمانوں کے تمام کاموں میں سے نماز سب سے اہم ہے ہر مسلمان پر اس کا اہتمام اور اس کی ادائیگی ہمیشگی اور اس کے شعائر کا قیام ضروری ہے نماز میں کچھ ایسے

افعال ہیں جن پر اجماع ہے اور ان کے بجا لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے اختلاف کا حل دو طرح سے ممکن ہے اولاً اگر ممکن ہو اختلاف کی الجھن سے کنارہ کشی اختیار کی جائے یا پھر جو چیز نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ہو اس پر عمل پیرا ہوا جائے جب کوئی شخص یہ کام کرے گا تو اس کی نماز درست اور قبول ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے وہ نیک عمل کرے" میں داخل ہوگا۔

علامہ سبکی کے قول پر غور و فکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلی صورت میں تصفیہ ممکن نہیں اکثر مسائل میں اختلاف برقرار رہتا ہے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان (کہ تم اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتا دیکھتے ہو۔) بھی متحقق نہیں ہوتا۔ اور نماز کی کیفیت آپ ﷺ کی کیفیت کے مخالف ہوتی ہے لہٰذا دوسری صورت قابل عمل ہے۔ اور وہی صحیح ہے اور اس پر عمل

---

(۱۸) - (۱، ۱۴۸)

Www.IslamicBooks.Website

کرنے سے نماز اس طرح ادا ہوگی جس طرح رسول اکرم ﷺ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

ایک شاعر ان کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے جو آپ ﷺ کے اقوال' افعال کو زندگی کے تمام شعبوں میں ملحوظ رکھتے ہیں اور اس پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

أَهلُ الحَدِيثِ هُمُ أَهلُ النَّبِيّ وَإِنْ
لَمْ يَصْحَبُوا نَفْسَهُ أَنفَاسَهُ صَحِبُوا

اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کے اہل ہیں اگرچہ وہ زندگی میں تو آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھے تاہم آپ ﷺ کے ملفوظات کے ساتھ تو ان کی رفاقت ہے۔ (۱۹)

اس سعادت سے ہمکنار ہونے کے لئے انشاء اللہ کتاب میں نماز کی کیفیات ازکار وغیرہ کے سلسلہ میں حدیث اور فقہ کی کتابوں سے متعلق قیمتی معلومات کو اکٹھا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی اور جو شخص اس کے محتویات کے مطابق عمل کرے گا انشاء اللہ وہ ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہے جن کو توفیق ایزدی سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۲۰)

مجھے مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں نے نہ صرف اس تالیف میں بلکہ دیگر تمام توالیف میں بھی سنت سے دلائل فراہم کر کے ان پر بنیاد قائم کی ہے اور پوری کوشش کی ہے کہ کسی ایک جزئی میں بھی سنت کی مخالفت نہ ہو اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ میری کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد کچھ لوگ ضرور ایسے ہوں گے جو کتاب کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے بلکہ وہ زبان طعن دراز کریں گے اور مجھے ہدف ملامت بنانے میں گریز نہیں کریں گے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر نہیں اس لئے کہ میرے دل میں یہ احساس بیدار رہتا ہے کہ تمام لوگوں کو راضی رکھنا ناممکن ہے اور پھر رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :-

مَنْ أَرْضَى النَّاسَ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ ،

---

(۱۹) - یہ شعر حسن بن محمد النسوی کا ہے حافظ ضیاء الدین مقدسی نے اس کا ذکر ایک رسالہ میں کیا ہے جس کا عنوان فضل الحدیث واھلہ ہے (۲۰) البقرة ۲۱۳

Www.IslamicBooks.Website

جس شخص نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہا اللہ اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ (۲۱)

اسی مضمون کو ایک شاعر بہترین پیرایہ میں پیش کرتا ہے۔

وَلَسْتُ بِنَاجٍ مِنْ مَقَالَةِ طَاعِنٍ
وَلَوْ كُنْتُ فِي غَارٍ عَلَىٰ جَبَلٍ وَعْرِ
وَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْجُو مِنَ النَّاسِ سَالِماً
وَلَوْ غَابَ عَنْهُمْ بَيْنَ خَافِيَتَي نَسْرِ

میں زبان طعن دراز کرنے والے سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ میری بود و باش کسی دشوار گزار پہاڑ کی غار میں کیوں نہ ہو۔

کون شخص ہے جو لوگوں سے صحیح سالم رہا اگرچہ وہ ان سے اوجھل ہو کر گدھ کے پروں میں چھپ جائے۔

پس میرے لئے یہی بات باعث فخر ہے کہ میرا اعتقاد درست ہے اور میں اسی راہ پر گامزن ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے چلنے کا حکم دیا ہے اور جس کو ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے بیان فرمایا جو تمام انبیاء کے سردار ہیں اور یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر سلف صالحین، صحابہ کرام، تابعین عظام، آئمہ کرام رواں دواں رہے۔ نیز وہ آئمہ اربعہ جن کے مذاہب کے پیروکار کثرت کے ساتھ موجود ہیں وہ بھی اسی راہ پر گامزن رہے یہ سب لوگ اس نظریہ پر متفق ہیں کہ تمام معاملات میں سنت کے ساتھ تمسک اختیار کیا جائے اور اسی کی طرف رجوع کیا جائے سنت کے خلاف خواہ کسی کا قول ہو اس کو ترک کیا جائے اس لئے کہ نبی ﷺ سے زیادہ عظمت و شان والا کون ہو سکتا ہے؟ اور آپ ﷺ کے بیان کردہ راستہ سے کس کا راستہ زیادہ ہدایت والا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ میں ان تمام آئمہ کو اہل سنت کے زمرہ سے سمجھتا ہوں اور ان کی راہنمائی میں قدم زن ہوں اور ان کے نقش قدم پر

---

(۲۱) ترمذی، القضاعی، ابن بشران، اس حدیث پر مفصل تبصرہ شرح العقیدہ الطحاویہ کے حاشیہ میں دیکھیں (۲۳۶) طبع المکتب الاسلامی

Www.IslamicBooks.Website

چلنے کو اپنے لئے سعادت تصور کرتا ہوں اور ان کے اقوال کی اتباع کو حدیث کی روشنی میں اپنے لئے عز و افتخار کا سرمایہ تصور کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ آئمہ کے بعض اقوال سنت رسول ﷺ کے ساتھ متصادم ہیں تاہم صراط مستقیم پر چلنے اور اختیار کرنے میں میرے لئے ان کے اقوال مؤثر ثابت ہوئے۔ اس لئے کہ وہ درحقیقت راہ سنت ہی کے شیدائی تھے عدم علم کی بناء پر اگر ان کے بعض اقوال سنت رسول ﷺ سے متصادم ہیں تو وہ عنداللہ معذور اور ماجور ہیں ہمارے لئے صرف اسوہ رسول ﷺ ہی قابل اطاعت ہے اور آئمہ کی اندھی تقلید (۲۲) سے روگردانی کرنا ضروری ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنِّیْ خَیْرًا

آئمہ کے اقوال

ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کو بتائیں کہ جن آئمہ کی تقلید رواج پذیر ہے انہوں نے اپنی تقلید سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور اتباع سنت کی ترغیب دی ہے اور تعجب کا اظہار کیا ہے کہ اتباع سنت کے مقابلہ میں آئمہ کے اقوال کو کیوں وزنی گردانا جاتا ہے۔ کیا آئمہ کے اقوال اور مروجہ مذاہب کی صداقت من جانب اللہ ہے اور کیا اس پر کوئی دلیل پیش کی جا سکتی ہے ہرگز نہیں تو پھر کیوں اندھی تقلید سے اعراض نہیں کیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:-

﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾.

لوگو! جو کتاب تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو اور تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔ (۲۳)

(۲۲) اندھی تقلید کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں "لَا یُقَلِّدُ اِلَّا عَصَبِیٌّ اَوْغَبِیٌّ" تقلید متعصب کرتا ہے یا پھر غبی کرتا ہے رسم المفتی لابن عابدین (۳۲)۔ مجموعہ رسائل

(۲۳)۔ الاعراف ۳

Www.IslamicBooks.Website

امام ابوحنیفہؒ کا قول

امام ابوحنیفہ کے تلامذہ نے ان سے مختلف اقوال نقل کئے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس کے مقابلہ میں آئمہ کے اقوال کا ترک ضروری ہے۔ چنانچہ سنئے۔ ۱۔ « إِذَا صَحَّ الحَدِيثُ فَهُوَ مَذهَبِي »

صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ (۲۴)

ابن عابدین نے شیخ ابن الہمام سے نقل کیا ہے۔

شیخ ابن الہمام کا قول

جب کسی امام کے مذہب کے خلاف صحیح حدیث موجود ہو تو حدیث پر عمل کرنے سے حنفیت سے خارج نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ امام ابوحنیفہ سے یہ روایت ثابت ہے کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے ابن عبدالبر نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر آئمہ کرام سے اسی طرح کے اقوال نقل کئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آئمہ کرام کا علم و فضل، تقویٰ و طہارت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ حدیث کی مخالفت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور انہوں نے کھلے لفظوں میں اظہار کیا ہے کہ چونکہ ہمیں حدیث کا استقصاء نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ ہمارے بعض اقوال حدیث کے مخالف ہوں۔ لہٰذا حدیث کے ساتھ تمسک کرنا ہی ہمارا مسلک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے صراحتہً اس مفہوم کا قول مروی ہے آئندہ اوراق میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔

۲۔ « لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَن يَأخُذَ بِقَولِنَا مَا لَم يَعلَم مِن أَينَ أَخَذنَاهُ »

کسی شخص کے لئے ہمارے قول پر عمل کرنا جائز نہیں جب تک کہ اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے۔ (۲۵)

---

(۲۴) ۔ ابن عابدین فی الحاشیہ (۱/ ۶۳) رسم المفتی ایقاظ الہمم للشیخ صالح الفلانی ص۶۲، (۲۵) ۔ الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء لا بن

Www.IslamicBooks.Website

اسی قسم کے اقوال امام ابو حنیفہ کے تلامذہ سے مروی ہیں۔ چنانچہ ایقاظ میں (۲۶) امام زفر، امام ابو یوسف، عافیہ بن یزید سے اس مضمون کے اقوال مروی ہیں۔ حافظ ابن قیم نے امام ابو یوسف سے اس مفہوم کا قول نقل کیا ہے (۲۷)۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص میرے قول کی دلیل سے واقف نہیں اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ میرے قول کے مطابق فتویٰ دے اس لئے کہ ہم انسان ہیں آج ہم ایک بات کہتے ہیں کل ہم اس سے رجوع کر لیتے ہیں پس جب بلا دلیل ان کا قول واجب العمل نہیں ہے تو جب ان کے قول کے خلاف دلیل موجود ہو تو کیسے ان کے قول پر فتویٰ دینا جائز ہے یا اس پر عمل کرنا درست ہے حیرت ہے کہ اس قدر صراحت کے باوجود کیوں آئمہ کے اقوال پر عمل کیا جاتا ہے؟ جبکہ وہ حدیث صحیح کے خلاف ہوں۔ اگر غور کیا جائے تو آئمہ سے منقول یہی قول تقلید کے پرخچے اڑا دینے کے لئے کافی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض مقلدین مشائخ نے اس قسم کے مروی اقوال کی ان سے نفی کر دی ہے۔

امام صاحب سے ایک دوسری روایت میں ذیل کے الفاظ مروی ہیں۔

"وَيحَكَ يَا يَعقُوبُ! (هُوَ أبُو يُوسُفَ) لَا تَكتُب كُلَّ مَا تَسمَعُ مِنِّي، فَإنِّي قَد أرَى الرَّأيَ اليَومَ وَأترُكُهُ غَداً، وَأرَى الرَّأيَ غَداً وَأترُكُهُ بَعدَ غَدٍ"

اے ابو یوسف تجھ پر افسوس تجھے وہ باتیں لکھنی جائز نہیں جو مجھ سے سنتا ہے اس لئے کہ آج میری ایک رائے ہوتی ہے کل بدل جاتی ہے اور کل ایک رائے ہوتی ہے اور پرسوں بدل جاتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ امام صاحب کے اقوال کی بنیاد قیاس پر تھی جب انہیں پہلے قیاس سے زیادہ قوی قیاس معلوم ہو جاتا تو وہ قیاس چھوڑ کر قوی قیاس یا حدیث پر عمل فرماتے۔

عبدالبر (۱۴۵) اعلام الموقعین لابن القیم (۲ ـ ۳۵۹) حاشیہ بحر الرائق لابن عابدین (۶ ـ ۹۳ ۲) رسم المفتی (۲۹، ۳۲) میزان للشعرانی (۱ ـ ۵۵) التاریخ لابن معین (۶ ـ ۷۷ ـ ۱)

(۲۶) ـ 52 (۲۷) ـ (۲، ۳۴۴)

Www.IslamicBooks.Website

علامہ شعرانی کا قول

علامہ شعرانی میزان میں رقم طراز ہیں۔ (۲۸) امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہمارا اور ہر منصف مزاج انسان کا اعتقاد ہے کہ شریعت کی تدوین (اور جب حفاظ حدیث نے حدیث کے جمع کرنے میں دور دراز کے شہروں کا سفر کیا) تک اگر وہ زندہ رہتے اور احادیث پا لیتے تو وہ ہر قسم کے قیاس کو چھوڑ کر احادیث پر عمل پیرا ہوتے اور جس طرح دیگر آئمہ کے مذہب میں قیاس کا وجود کم ہے اسی طرح امام ابو حنیفہ کے مذہب میں بھی قیاس کم ہوتا۔ چونکہ ان کے دور میں شریعت کے دلائل تابعین، تبع تابعین کے ہاں متفرق شہروں میں متفرق طور پر جمع تھے (یعنی مدون نہ ہوئے تھے) اس لئے بنسبت دیگر آئمہ کے ان کے مذہب میں قیاس کی کثرت نظر آرہی ہے اس لئے کہ جن مسائل میں انہیں نص نہ مل سکی ان میں انہوں نے قیاس سے کام لیا لیکن دیگر ائمہ کے دور میں حفاظ حدیث نے طلب حدیث میں سفر اختیار کر کے احادیث کو یکجا کیا اور احادیث کا توافق عمل میں آیا۔ اس سبب سے امام صاحب کے مذہب میں قیاس زیادہ نظر آتا ہے اور دیگر ائمہ کے مذاہب میں کم نظر آتا ہے۔

تقریباً اس حوالہ کو علامہ ابو الحسنات نے "النافع الکبیر"(۲۹) میں نقل فرما کر اس پر تائیدی نوٹ لکھ کر اس مسئلہ کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے ارادۃً قصداً صحیح حدیثوں کی مخالفت نہیں کی ہے۔ عدم علم کی بناء پر وہ معذور تھے اور ان کا عذر قابل قبول ہے۔

ارشاد ربانی ہے:-

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (البقرة ۳۱)

پس کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو مطعون قرار دیا جائے۔

(۲۸) - (۱، ۶۲) (۲۹) - (۱۳۵)

Www.IslamicBooks.Website

اور وہ لوگ جہالت کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں جو ان کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں چونکہ امام ابوحنیفہ ان ائمہ سے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی حفاظت کے لئے کوششیں فرمائیں اور ان کے ذریعہ دین کے فروغ سے ہمیں آگاہی ہوئی۔ اس لئے ان کا ادب و احترام ضروری ہے اور اگر انہوں نے قیاس کیا ہے تو وہ بہرحال عنداللہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ خواہ ان کا قیاس صحیح تھا یا ان سے قیاس میں غلطی ہوئی۔ البتہ وہ لوگ جو ان اقوال کو نہیں چھوڑتے ہیں جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں وہ درحقیقت ان کی تعظیم نہیں کر رہے ہیں اور نہ ان کے مذہب کی موافقت کر رہے ہیں۔ ان کے مذہب کے بارے میں نصوص موجود ہیں کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے پس نہ تو وہ لوگ راہ صواب پر ہیں جو امام صاحب کے خلاف بے ادبی کے الفاظ نکالتے ہیں اور نہ ہی وہ لوگ جو ان کی اندھی تقلید میں مستغرق ہیں۔ اور ان کے اقوال کی حمایت میں حد اعتدال سے متجاوز ہیں حق پرست لوگ وہ ہیں جو اعتدال کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

﴿ربّنا اغفرْ لنا ولإخواننا الذين سبَقُونا بالإيمانِ ولا تجعلْ في قلوبنا غِلًّا للذين آمنوا ربّنا إنك رؤوفٌ رحيمٌ﴾

۳۔ « إِذَا قُلْتُ قَوْلاً يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ وَخَبَرَ الرَّسُولِ ﷺ ، فَاتْرُكُوا قَوْلِي »

جب میں ایسی بات کہوں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو میری بات چھوڑ دو (۳۰)

علامہ فلانی نے اس قول کو امام محمد کی طرف بھی منسوب کیا ہے مزید لکھا ہے کہ یہ قول اس کے لئے ہے کہ وہ تقلید چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل پیرا ہو جائے۔ مجتہد اس سے خارج ہے۔

علامہ شعرانی کا قول

(۳۰) ۔ الایقاظ للفلانی ص ۵۰

Www.IslamicBooks.Website

علامہ شعرانی' المیزان میں رقم طراز ہیں۔ (۳۱)

اگر معترض اعتراض کرے کہ آپ کے امام کی وفات کے بعد جن حدیثوں کی صحت ثابت ہو جائے کیا ان پر عمل ہو گا؟ جب کہ آپ کے امام نے ان پر عمل نہیں کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہے اس لئے کہ اگر امام صاحب ان حدیثوں پر مطلع ہو جاتے اور ان کے ہاں ان کی صحت ثابت ہوتی تو وہ اپنے تلامذہ کو ان کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیتے اس لئے کہ تمام ائمہ شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔ پس جو شخص صحیح حدیث پر عمل کرتا ہے وہ اپنے دامن کو خیر کثیر سے بھر لیتا ہے اور جو شخص حدیث پر اس وقت تک عمل نہیں کرتا جب تک کہ اس کا امام اس پر عمل نہ کرے

تو وہ خیر کثیر سے محروم ہو گیا۔ جیسا کہ ائمہ کے اکثر مقلدین کا یہی حال ہے حالانکہ ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے مقتدا امام کی وفات کے بعد صحیح حدیث پر عمل کرتے اس لئے کہ ان کے امام کی وصیت یہ ہے (کہ قول کے مقابلہ میں حدیث صحیح پر عمل کرو) اور آئمہ کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہی ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے اور ان کے بعد جن احادیث کی صحت معلوم ہو سکتی ہے اس سے انہیں آگاہی حاصل ہوتی تو وہ ان پر عمل کرتے اور ہر قسم کے قیاس اور قول کو ترک فرماتے۔

امام مَالكُ بنُ أنسٍ رَحِمَهُ اللهُ کا قول

(۱۔ «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخطِىءُ وَأُصِيبُ، فَانظُرُوا فِي رَأْيِي، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوهُ، وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقِ الكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوهُ»

میں بشر ہوں مجھ سے کبھی خطا بھی سرزد ہو جاتی ہے اور کبھی درست بات بھی نکل جاتی ہے میری رائے کو دیکھو اگر کتاب و سنت کے موافق ہو تو اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اور اگر کتاب و سنت کے موافق نہ ہو تو اس پر عمل نہ کرو۔ (۳۲)

۲۔ «لَيسَ أَحَدٌ بَعدَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا وَيُؤْخَذُ مِن قَولِهِ وَيُترَكُ، إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ

(۳۱) ۔ (۱، ۲۶) (۳۲) ۔ الجامع

لابن عبدالبر (۲، ۳۲) اصول الاحکام ابن حزم (۶، ۱۴۹) الایقاظ ص ۷۲

Www.IslamicBooks.Website

رسول اکرم ﷺ کے علاوہ جو شخص بھی ہے اس کا قول تسلیم بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی (لیکن آپ ﷺ کے قول کو رد نہیں کیا جا سکتا)

متاخرین کے نزدیک اس قول کی نسبت امام مالک کی طرف عام مشہور ہے۔ ابن الہادی نے ارشاد السالک میں (۳۳) اس کو صحیح کہا ہے تقی الدین سبکی نے الفتاوی میں (۳۴) اس کو ابن عباس سے نقل کیا ہے اس سے مجاہد نے سنا اور مجاہد سے امام مالک نے سنا اب اس کی شہرت اس کی جانب ہوگئی ہے پھر ان سے امام احمد نے سنا۔ چنانچہ امام ابوداؤد "مسائل الامام احمد" میں فرماتے ہیں۔

امام احمد کا قول

میں نے امام احمد سے سنا فرماتے تھے کہ نبی ﷺ کے علاوہ ہر شخص کے قول کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ (۳۵)

۳۔ قَالَ ابنُ وَهبٍ: سَمِعتُ مَالِكاً سُئِلَ عَن تَخلِيلِ أَصَابِعِ الرِّجلَينِ فِي الوُضُوءِ؟ فَقَالَ: لَيسَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ. قَالَ: فَتَرَكتُهُ حَتّٰى خَفَّ النَّاسُ، فَقُلتُ لَهُ: عِندَنَا فِي ذٰلِكَ سُنَّةٌ، فَقَالَ: وَمَا هِيَ؟ قُلتُ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ بنُ سَعدٍ وَابنُ لَهِيعَةَ وَعَمرُو بنُ الحَارِثِ عَن يَزِيدَ بنِ عَمرٍو المَعَافِرِيِّ عَن أَبِي عَبدِ الرَّحمٰنِ الحُبُلِيِّ عَنِ المُستَورِدِ بنِ شَدَّادٍ القُرَشِيِّ قَالَ: رَأَيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَدلُكُ بِخِنصَرِهِ مَا بَينَ أَصَابِعِ رِجلَيهِ. فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الحَدِيثَ حَسَنٌ، وَمَا سَمِعتُ بِهِ قَطُّ إِلَّا السَّاعَةَ. ثُمَّ سَمِعتُهُ بَعدَ ذٰلِكَ يُسأَلُ، فَيَأمُرُ بِتَخلِيلِ الأَصَابِعِ

ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے وضو میں پاؤں کی انگلیوں کے مسح کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا مسح ضروری نہیں ہے۔ یہ سن کر میں خاموش رہا جب لوگ ذرا کم ہوئے تو میں نے عرض کیا اس مسح کے بارے میں حدیث موجود ہے۔ اس نے کہا کون سی حدیث ہے۔ میں نے بیان کیا کہ ہمیں لیث بن سعد' ابن لہیعہ' عمرو بن حارث نے یزید بن عمرو معافری سے نقل کیا اس

---

(۳۳) ۔ (۱٫۲۲۷) ابن عبدالبرفی الجامع (۲٫۹۱) اصول الاحکام لابن حزم (۶٫۱۴۵' ۱۷۹) من قول الحکم بن عتیبہ و مجاہد (۳۴) (۱٫۴۸) (۳۵) ص ۲۷۶

Www.IslamicBooks.Website

نے ابوعبدالرحمان حبلی سے اس نے مستور بن شداد قرشی سے اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی چھنگلیا انگلی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان کا مسح فرماتے اس نے حدیث سن کر کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور میں نے یہ حدیث اس سے پہلے نہیں سنی۔ راوی نے بیان کیا اس کے بعد جب بھی ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ انگلیوں کے خلال کا حکم فرماتے۔ (۳۶)

امام شافعی کا قول اس سلسلہ میں امام شافعیؒ سے بہت کچھ منقول ہے یہی وجہ ہے ان کے پیروکار ان کے قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ سنئے :-

۱۔ « مَا مِن أَحَدٍ إِلَّا وَتَذهَبُ عَلَيهِ سُنَّةٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَعزُبُ عَنهُ، فَمَهمَا قُلتُ مِن قَولٍ، أَو أَصَّلتُ مِن أَصلٍ فِيهِ عَن رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خِلَافَ مَا قُلتُ؛ فَالقَولُ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ قَولِي »

ہر شخص کا یہ حال ہے کہ سنت کبھی اس کے سامنے ہوگی اور کبھی اس سے مخفی ہوگی۔ لہٰذا جب میں کوئی بات کہوں یا کوئی اصول بیان کروں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہو تو اس وقت رسول اکرم ﷺ کے قول کو تسلیم کرو وہی میرا قول ہے۔ (۳۷)

ابن حزمؒ.......... امام شافعیؒ کے بارے میں رقم طراز ہیں :-

ابن حزم کا قول

جن فقہاء کی تقلید ہو رہی ہے انہوں نے تقلید کو باطل کہا ہے اور اپنے پیروکاروں کو اپنی تقلید سے روکا ہے تمام آئمہ سے زیادہ متشدد امام شافعی ہیں جبکہ وہ سخت تاکید فرماتے ہیں کہ صحیح آثار کا اتباع کیا جائے اور دلائل کی روشنی میں چلا

---

(۳۶) ۔ مقدمہ الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم (ص ۳۱ ۔ ۳۲)

(۳۷) ۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۵/ ۱/ ۳) اعلام الموقعین (۲/ ۳۶۳، ۳۶۴) الایقاظ (ص ۱۰۰)

Www.IslamicBooks.Website

جائے اور فی الجملہ تقلید سے براءت کا واضح طور پر اعلان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کے قول سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے حقیقت یہ ہے کہ اس طرح وہ خیر کثیر کا سبب بنے ہیں۔ (۳۸)

« أَجْمَعَ المُسْلِمُونَ عَلَىٰ أَنَّ مَنِ استَبَانَ لَهُ سُنَّةٌ عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ ، لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَن يَدَعَهَا لِقَولِ أَحَدٍ »

تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ جس شخص کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی سنت آجائے اس کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی امام کے قول کی بنا پر سنت کا ترک کرے۔ (۳۹)

إِذَا وَجَدتُّمْ فِي كِتَابِي خِلَافَ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقُولُوا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، وَدَعُوا مَا قُلْتُ »

جب تم میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف کوئی بات پاؤ تو سنت کے مطابق چلو اور میرے قول کو چھوڑ دو۔ (۴۰)

« إِذَا صَحَّ الحَدِيثُ فَهُوَ مَذهَبِي » صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ (۴۱)

امام نووی کا قول چونکہ ہمارے امام کا قول ہے کہ صحیح حدیث ان کا مذہب ہے اس بناء پر شوافع مسئلہ تثویب اور احرام میں بیماری کے عذر کی وجہ سے حلال ہونے کی شرط لگانے میں حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ ابویعقوب بو یطی' ابوالقاسم دارکی' امام ابوبکر بیہقی اور دیگر محدثین اسی نظریہ کے قائل تھے اور متقدمین شوافع جب کسی مسئلہ میں اپنے امام کے مذہب کے خلاف صحیح حدیث معلوم کر لیتے تو حدیث پر عمل کرتے اور اس بات کا ذکر کرتے کہ ہمارے امام کا وہی مذہب ہے جو حدیث سے ثابت ہے۔

---

(۳۸) الاحکام (۶/ ۱۱۸) (۳۹) ۔ ابن القیم فی الاعلام (۲/ ۳۶۱) الفلانی (ص ۶۸)
(۴۰) ۔ الھروی فی ذم الکلام (۳/ ۴۷/ ۱) الخطیب فی الاحتجاج بالشافعی (۸/ ۲) ابن عساکر (۱۵/ ۹/ ۱۰) النووی فی المجموع (۱/ ۶۳) ابن القیم (۲/ ۳۶۱) الفلانی (ص ۱۰۰) (۴۱) ۔ النووی پہلا حوالہ ' الشعرانی (۱/ ۷۵) الفلانی (ص ۱۰۷) ابن حزم نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

شیخ ابو عمرو ابن الصلاح کا قول امام شافعی کا پیروکار اپنے امام کے مذہب کے خلاف جو حدیث پائے تو اگر اس میں اجتہاد کے اسباب معلوم ہوں یا خاص طور پر اس مسئلہ میں اس کا اجتہاد قابل قبول ہو تو وہ اس کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مقام اجتہاد پر فائز نہیں اور وہ حدیث کی مخالفت کرنے سے بھی بچنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث پر عمل کرے اور اگر امام شافعی کے علاوہ کسی دوسرے امام مستقل سے بھی حدیث کے مطابق قول موجود ہے تو اس کے لئے معقول عذر ہے وہ اپنے امام کے قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرے۔ واللہ اعلم

حافظ ابن صلاح کے قول میں اس صورت کا ذکر نہیں کہ اگر حدیث پر کسی امام نے عمل نہیں کیا تو پھر کون سی صورت اختیار کی جائے؟ اس کا جواب علامہ تقی الدین سبکی کی زبان سے سنئے۔ وہ رسالہ (۴۲) میں امام شافعی کے قول کی حقیقت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

علامہ تقی الدین سبکی کا قول

میرے نزدیک حدیث کی پیروی کرنا مناسب ہے ہر آدمی اپنے آپ کو نبی ﷺ کے سامنے سمجھے اور یہ کہ وہ آپ ﷺ سے حدیث سن رہا ہے کیا (اس تصور کے ہوتے ہوئے) حدیث پر عمل کرنے سے پس و پیش جائز ہے؟ ہرگز نہیں واللہ ہر انسان اپنے فہم کے لحاظ سے مکلف ہے۔

مزید تحقیق کے لئے اعلام الموقعین (۲، ۳۰۲، ۲۷۰) ایقاظ ہمم اولی الابصار کا مطالعہ کریں

خاص طور پر موخر الذکر کتاب اس مسئلہ میں بہترین شاہکار ہے حق تلاش کرنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ غور و فکر کے ساتھ کرنا چاہئے۔

« أَنتُم أَعلَمُ بِالحَدِيثِ وَالرِّجَالِ مِنِّي ، فَإِذَا كَانَ الحَدِيثُ الصَّحِيحُ ،

---

(۴۲) ۔ ص ۱۰۲ جلد ۳

Www.IslamicBooks.Website

فَأَعلِمُونِي بِهِ أَيَّ شَيْءٍ يَكُونُ: كُوفِيًّا أَو بَصرِيًّا أَو شَامِيًّا، حَتّٰى أَذهَبَ إِلَيهِ إِذَا كَانَ صَحِيحًا.

تم حدیث اور اس کے رجال کا مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو۔ جب تمہیں صحیح حدیث مل جائے مجھے بتا دیا کرو خواہ اس کے راوی کوفی ہوں یا بصری یا شامی' میں حدیث پر عمل پیرا ہوں گا جبکہ حدیث صحیح ہوگی۔ (۴۳)

امام شافعی کا خطاب امام احمد بن حنبل سے ہے جیسا کہ خطیب نے اس کی وضاحت کی ہے۔

امام بیہقی کا قول یہی وجہ ہے کہ امام شافعی دیگر ائمہ سے حدیث کے ساتھ زیادہ ارتباط رکھتے ہیں انہوں نے طلب حدیث میں حجاز' شام' یمن' عراق کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اور جس حدیث کو انہوں نے صحیح سمجھا بلاخوف و خطر اس کو پھیلایا۔ انہوں نے اپنے شہر کے علماء کے مذہب کی طرف بالکل التفات نہ کیا جب کہ وہ صحیح نہ تھا۔ حالانکہ ان سے پہلے ائمہ کا عام طور پر وطیرہ تھا کہ وہ اپنے شہر کے علماء کے مذہب کا بہرحال پرچار کرتے اور ان کی مخالفت کا خیال بھی نہ لاتے۔ وَاللّٰہُ یَغفِرُلَنَا وَلَھُم۔

« كُلُّ مَسأَلَةٍ صَحَّ فِيهَا الخَبَرُ عَن رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِندَ أَهلِ النَّقلِ بِخِلَافِ مَا قُلتُ، فَأَنَا رَاجِعٌ عَنهَا فِي حَيَاتِي وَبَعدَ مَوتِي »

جس مسئلہ میں محدثین کے ہاں میرے قول کے خلاف صحیح حدیث موجود ہو تو میں اپنے قول سے زندگی میں اور بعد از وفات رجوع کرتا ہوں۔ (۴۴)

« إِذَا رَأَيتُمُونِي أَقُولُ قَولاً، وَقَد صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خِلَافُهُ، فَاعلَمُوا أَنَّ عَقلِي قَد ذَهَبَ »

(۴۳) الاحتجاج بالشافعی للخطیب (۸؍۱) ابن عساکر (۱۵؍۹؍۱) الانتقاء لابن عبدالبر ص ۷۵، مناقب الامام احمد لابن جوزی (ص ۴۹۹) الھروی (۲؍۴۷؍۲) تین طرق سے مروی ہے امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ اپنے باپ امام احمد سے کہ امام شافعی نے ان سے فرمایا۔ اعلام لابن القیم صفحہ ۳۲۵ جلد ۲ الایقاظ للفلانی ص ۱۵۲ (۴۴) ۔ الھروی (۴۷؍۱) اعلام الموقعین صفحہ ۳۶۳ جلد ۲ الایقاظ صفحہ ۱۰۴

Www.IslamicBooks.Website

جب تم مجھے دیکھو کہ میں ایک بات کہتا ہوں حالانکہ نبی ﷺ سے اس کے خلاف قول ہے تو سمجھ لو کہ میری عقل زائل ہے۔ (۴۵)

«كُلُّ مَا قُلْتُ، فَكَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خِلَافُ قَوْلِي مِمَّا يَصِحُّ، فَحَدِيثُ النَّبِيِّ أَوْلَى، فَلَا تُقَلِّدُونِي»

جو بات میں کہوں لیکن نبی ﷺ سے اس کے خلاف صحیح حدیث موجود ہو تو آپ ﷺ کی بات درست ہے لہٰذا میری تقلید نہ کرو۔ (۴۶)

امام احمد بن حنبل سنت کے ساتھ تمسک اختیار کرنے میں امام احمد کا مقام دیگر آئمہ سے بہت اونچا ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حدیث کے جمع کرنے میں دیگر آئمہ سے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں اور فروعات' آراء پر مشتمل کتابوں کو بنظر کراہت دیکھا۔ (۴۷) ان کا مشہور قول ہے۔

«لَا تُقَلِّدْنِي، وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكاً وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الأَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ، وَخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا»

نہ میری تقلید کرنا نہ مالک' شافعی' اوزاعی' ثوری کی تقلید کرنا جہاں سے انہوں نے علم حاصل کیا تم بھی وہیں سے علم حاصل کرو (۴۸)۔

«رَأْيُ الأَوْزَاعِيِّ، وَرَأْيُ مَالِكٍ، وَرَأْيُ أَبِي حَنِيفَةَ كُلُّهُ رَأْيٌ، وَهُوَ عِنْدِي سَوَاءٌ، وَإِنَّمَا الحُجَّةُ فِي الآثَارِ»

اوزاعی' مالک' ابو حنیفہ سب کی رائے رائے ہے اور ان سب کی رائے برابر ہے حجت تو احادیث ہیں۔ (۴۹)

«من رد حديث رسول الله ﷺ، فهو على شفا هلكة»

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا رد کرتا ہے وہ بربادی کے کنارے پر ہے۔ (۵۰)

ائمہ کرام کے بیان کردہ اقوال سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ وہ کس قدر

---

(۴۵) الامالی لابی القاسم السمرقندی کما فی المنتقی منہا لابی حفص اسودب صفحہ ۲۳۴ جلد ۱ - ابن عساکر (۱۵/ ۱۰/ ۱) (۴۶) - ابن عساکر (۱۵/ ۹/ ۲) (۴۷) - المناقب لابن الجوزی ص ۱۹۲

(۴۸) ایقاظ (ص ۱۱۳) اعلام الموقعین صفحہ ۳۰۲ جلد ۲ (۴۹) - الجامع لابن عبدالبر صفحہ ۱۴۹ جلد ۲

Www.IslamicBooks.Website

حدیث کے شیدائی تھے اور حدیث کے ساتھ تمسک کا حکم دیتے رہے اور اندھی تقلید سے منع فرماتے رہے انہوں نے بلا جھجک اعلان فرمایا کہ جو شخص سنت صحیحہ کے ساتھ تمسک اختیار کرے گا اسے ہماری مخالفت کی کچھ پروا نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ سنت صحیحہ ہی ہمارا مذہب ہے وہ دراصل ہماری مخالفت نہیں کر رہا ہے بلکہ ہماری موافقت کر رہا ہے اور ہمارے طریقہ پر چل رہا ہے لیکن جو شخص بظاہر ہماری مخالفت سے بچاؤ کرتے ہوئے سنت صحیحہ کا ترک کرتا ہے اور ہمارے اقوال پر عمل پیرا ہوتا ہے وہ نافرمان ہے اور دراصل ہمارے اقوال کے خلاف عمل پیرا ہے۔

ارشاد ربانی ہے :-

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً ﴾

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کرو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔ (۵۱)

نیز فرمایا :-

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ (ایسا نہ ہو) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔ (۵۲)

حافظ ابن رجب کا قول

« فَالوَاجِبُ عَلَى كُلِّ مَن بَلَغَهُ أَمرُ الرَّسُولِ ﷺ وَعَرَفَهُ أَن يُبَيِّنَهُ لِلأُمَّةِ، وَيَنصَحَ لَهُم، وَيَأمُرُهُم بِاتِّبَاعِ أَمرِهِ، وَإِن خَالَفَ ذَلِكَ رَأيَ عَظِيمٍ مِنَ الأُمَّةِ؛ فَإِنَّ أَمرَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَقُّ أَن يُعَظَّمَ وَيُقتَدَى بِهِ مِن رَأيِ أَيِّ مُعَظَّمٍ قَد خَالَفَ

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

(۵۰) ابن الجوزی صفحہ ۱۸۲ (۵۱) ۔ النساء ۶۵) (۵۲) ۔ النور ۶۳)

Www.IslamicBooks.Website

أَمرهُ فِي بَعضِ الأشياءِ خطأً، وَمِن هُنا رَدَّ الصَّحابةُ وَمَن بَعدهُم عَلىٰ كُلِّ مُخالِفِ سُنَّةٍ صَحيحَةٍ، وَرُبَمَا أغلَظُوا فِي الرَّدِّ، لَا بُغضاً لَهُ، بَل هُوَ مَحبُوبٌ عِندَهُم مُعظَّمٌ فِي نُفُوسِهِم، لٰكِنَّ رَسُولُ اللهِ أَحَبُّ إِلَيهِم، وَأَمرُهُ فَوقَ أَمرِ كُلِّ مَخلُوقٍ، فَإِذَا تَعارَضَ أَمرُ الرَّسُولِ وَأَمرُ غَيرِهِ، فَأَمرُ الرَّسُولِ أَولىٰ أَن يُقَدَّمَ وَيُتَّبَعَ، وَلَا يَمنَعُ مِن ذٰلِكَ تَعظِيمُ مَن خَالَفَ أَمرَهُ وَإِن كَانَ مَغفُوراً لَهُ، بَل ذٰلِكَ المُخَالِفُ المَغفُورُ لَهُ لَا يَكرَهُ أَن يُخَالَفَ أَمرُهُ إِذَا ظَهَرَ أَمرُ الرَّسُولِ ﷺ بِخِلَافِهِ،

جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچا اور اس نے اس کو معلوم کرلیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کو امت محمدیہ تک پہنچائے امت کی خیر خواہی کرے اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر چلنے کی تاکید کرے اگرچہ امت میں سے کسی عظیم انسان کی رائے اس حکم کے خلاف کیوں نہ ہو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس لائق ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اور بڑے سے بڑے انسان کے مقابلہ میں آپ ﷺ کی اقتداء کی جائے (جس نے غلطی سے کسی بات میں بعض اوقات مخالفت کی ہے) یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین نے سنت صحیحہ کی مخالفت کرنے والوں کا بڑے زوردار الفاظ میں رد کیا ہے لیکن انہیں اس انسان کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی تھی نہیں ہرگز نہیں بلکہ حقیقتہ" وہ تو ان کے ہاں قابل تعظیم تھا اور وہ اس کے ساتھ محبت کا دم بھرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ان پر غلبہ تھا اور آپ کا حکم تمام مخلوق سے مقدم تھا اس لئے جب کبھی رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مقابلہ میں کسی بھی انسان کا حکم مخالف ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو مقدم سمجھا اور اسی کی اتباع کی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا قول آپ ﷺ کے قول کے مخالف ہے اس کی تعظیم نہ کی جائے وہ تو مغفورلہ ہے اس لئے کہ وہ قطعاً اس بات کو مکروہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے مخالف قول پر عمل نہ کیا جائے۔(۵۳)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف خواہ والدین یا اساتذہ کا

(۵۳)۔ تعلیق ایقاظ (ص ۹۳)

Www.IslamicBooks.Website

فرمان ہو پھر بھی وہ اس لائق نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے امام طحاوی کا قول ملاحظہ فرمائیں۔

امام طحاوی کا قول : امام طحاوی شرح معانی الآثار میں صحیح سند کے ساتھ سالم سے بیان کرتے ہیں۔ (۵۴)

سالم بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں ابن عمر کی مجلس میں بیٹھا تھا ایک آدمی شام کے باشندوں میں سے آیا اس نے تمتع کے بارے میں سوال کیا ابن عمر نے فرمایا تمتع کرنا درست ہے اس نے اعتراض کیا کہ تیرا باپ اس سے منع کیا کرتا تھا اس نے کہا تجھے افسوس ہے اگرچہ میرا باپ منع کرتا ہو جب رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے تو تو کیا میرے باپ کے قول کو تسلیم کرے گا یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کو تسلیم کرے گا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے حکم کو تسلیم کروں گا اس پر اس نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا۔

اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہو رہی ہے جو ابن عساکر میں ہے۔

ابن عساکر کی روایت :

ابن ابی ذئب نے روایت کیا کہ سعد بن ابراہیم یعنی ابن عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک آدمی کے خلاف ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کی رائے کے مطابق فیصلہ دیا میں نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اس کے خلاف ہے سعد نے ربیعہ سے بیان کیا کہ یہ ابن ابی ذئب ہیں میرے نزدیک ثقہ ہیں وہ نبی ﷺ سے تیرے فیصلے کے خلاف بیان فرماتے ہیں ربیعہ نے اس سے کہا میں نے اجتہاد کیا اور تیرا فیصلہ جاری ہو گا سعد نے کہا ہائے رے تعجب میں سعد کا فیصلہ نافذ کروں اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نافذ نہ کروں بلکہ میں سعد کے فیصلے کو رد کروں گا اور

(۵۴) ۔ (۱/ ۳۷۲) مسند احمد (رقم ۵۷۰۰) ترمذی بشرح التحفہ صفحہ ۸۲ جلد ۳

Www.IslamicBooks.Website

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نافذ کروں گا چنانچہ سعد نے فیصلہ کی تحریر منگوائی اور اس کو پھاڑ ڈالا اور جس کے خلاف فیصلہ دیا تھا اس کے حق میں فیصلہ دیا۔(۵۵)

معلوم ہوا کہ دین اسلام میں اجتہاد جائز ہے اور اجتہاد کے غلط ہونے کی صورت میں بھی مجتہد اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فیصلہ کرنے والا صحیح اجتہاد کی صورت میں دگنے ثواب کا حق دار ہے اور غلط اجتہاد کی صورت میں بھی ایک ثواب کا حقدار ہے۔ چنانچہ آئمہ کرام نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ سنت کے خلاف ان کے اقوال کو چھوڑ دیں اس راہ میں امام شافعیؒ سب سے آگے نکل گئے ہیں وہ اپنے شاگردوں کو حکم دیا کرتے تھے جب مجھے سنت صحیح کا علم نہ ہو اور تمہیں اس کا علم ہو جائے تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تم اس کو میری طرف منسوب کر دیا کرو اگر میرا قول سنت صحیح کے خلاف ہو تو اس کو چھوڑ کر سنت صحیحہ پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ وہی میرا قول ہے اور وہی میرا مذہب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب علامہ ابن دقیق العید نے ان مسائل کو ایک ضخیم جلد میں جمع کیا جن میں آئمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی امام نے انفراداً یا اجتماعاً مخالفت کی ہے تو اس نے کتاب کے شروع میں تحریر کیا کہ ان مسائل کی نسبت آئمہ مجتہدین کی طرف کرنا حرام ہے اور مقلدین پر لازم ہے کہ آئمہ کرام کا احترام کرتے ہوئے ان غلط مسائل کو ان کی طرف منسوب نہ کریں ان کا ان کی طرف منسوب کرنا ان پر کذب بیانی اور بہتان طرازی کے مترادف ہے۔(۵۶)

آئمہ کے اقوال کو چھوڑ کر سنت کا اتباع کرنے والے اہل علم: آئمہ کے متبعین کا جائزہ لینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے پیشوا آئمہ کے تمام اقوال پر کاربند نہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کا فلاں قول سنت کے منافی ہے تو

---

(۵۵) ۔ (۷ر ۵۱ر ۱) (۵۶) الفلانی (ص ۹۹)

Www.IslamicBooks.Website

انہوں نے اس کو چھوڑ دیا غور کیجئے امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ اپنے استاذ کی ۳/۱ مسائل میں مخالفت کرتے ہیں۔(۵۷) فقہ کی فروعی مسائل پر مشتمل کتابیں دیکھنے سے ہمارا مدعا ثابت ہو جائے گا۔

امام مزنی جو امام شافعی کے شاگرد رشید ہیں وہ بھی اپنے استاذ کے اقوال تسلیم نہیں کرتے ہیں جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کے خلاف ہیں چنانچہ امام شافعی کی مشہور کتاب (الام) کے حاشیہ میں فقہ الشافعی کا اختصار پیش کرتے ہوئے امام مزنی رقم طراز ہیں۔

امام مزنی کی وضاحت :

میں نے اس کتاب کو امام محمد بن ادریس شافعی کے علم اور اس کے اقوال کے معانی سے اختصار کر کے پیش کیا ہے مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں آسانی ہو اس کے ساتھ ساتھ اس بات سے مطلع ہونا بھی ضروری ہے کہ انہوں نے واضح لفظوں میں اپنی اور دیگر آئمہ کی تقلید سے روکا ہے دین کی معرفت حاصل کرنے کے لئے مطالعہ کریں اور احتیاط کا دامن کبھی ترک نہ کریں۔

امام محمد کا تقلید کے بارے میں ریمارک : موطا امام محمد میں امام محمد فرماتے ہیں۔(۵۸)

أَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ، فَكَانَ لَا يَرَىٰ فِي الِاسْتِسْقَاءِ صَلَاةً، وَأَمَّا فِي قَوْلِنَا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَدْعُو وَيُحَوِّلُ رِدَاءَهُ،

امام ابو حنیفہ استسقاء میں کسی نماز کے قائل نہیں لیکن ہمارا قول اس کے خلاف ہے کہ امام لوگوں کو دو رکعت پڑھائے پھر دعا کرے اور اپنی چادر تبدیل کرے۔

---

(۵۷) ابن عابدین فی الحاشیہ (ا/ ۳) التاریخ الکبیر للترمذی (ص ۳) (۵۸) - (ص ۱۵۸)

Www.IslamicBooks.Website

موطا امام محمد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے بیس مسائل میں اختلاف کیا ہے۔(۵۹)

عصامؒ بن یوسف بلخی کا امام ابو حنیفہ کے خلاف فتویٰ: عصام بن یوسف بلخی جو امام محمد کے تلامذہ اور[۶۰] امام ابو یوسف کے رفقاء سے ہیں[۶۱] وہ اکثر مسائل میں امام ابو حنیفہ کے خلاف فتویٰ دیا کرتے تھے[۶۲] اس لئے کہ جب انہیں امام ابو حنیفہ کے قول کے موافق دلیل نہ ملتی تو وہ ان کے خلاف دلیل کی روشنی میں فتویٰ صادر فرماتے۔[۶۳] چنانچہ وہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے جیسا کہ سنت متواترہ سے رفع یدین ثابت ہے اور انہیں تینوں ائمہ کا رفع الیدین نہ کرنا رفع الیدین سے روک نہ سکا۔ اس لئے کہ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ائمہ کے اقوال کے مقابلہ میں سنت پر عمل پیرا رہے جب کہ ائمہ نے خود اقرار کیا ہے کہ سنت کے مقابلہ میں ہمارے اقوال پر عمل نہ کیا جائے معلوم ہوا کہ مکحول کا امام ابو حنیفہ سے روایت کرنا کہ رفع الیدین کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے باطل ہے اس لئے کہ عصام بن یوسف بھی تو ابو یوسف کے رفقاء سے تھے اور وہ رفع یدین کیا کرتے تھے اگر مکحول کی بیان کردہ روایت درست ہوتی تو ابو یوسف اور عصام کو اس کا علم ہوتا تو وہ کیوں رفع یدین کرتے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی حنفی کسی مسئلہ میں اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے کہ دلیل اس کی مخالف جانب میں ہے تو وہ تقلید کے دائرے سے خارج نہیں ہوتا۔ بلکہ ترک تقلید کی صورت میں عین تقلید ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ عصام بن یوسف نے جب امام ابو حنیفہ کے مذہب کے خلاف

---

(۵۹) ۔ التعلیق الممجد علی موطا محمد ۴۲، ۴۴، ۱۰۳، ۱۳۰، ۱۵۸، ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۷۳، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۴۰، ۲۴۴، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۸۵، ۲۸۴، ۳۱۴، ۳۳۱، ۳۳۸، ۳۵۵، ۳۵۶

(۶۰) ۔ ابن عابدین فی الحاشیہ (۱ ، ۷۴) رسم المفتی (۱/۱۷) الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنیفہ ص ۲۴۷ (۶۱) ۔ الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۱۱۶ (۶۲) ۔ البحر الرائق (۶/ ۹۳) رسم المفتی (۱/ ۲۸) (۶۳) الفوائد (ص ۱۱۶)

Www.IslamicBooks.Website

فتویٰ دیا ہے تو وہ حنفیت سے خارج ہو گئے؟ ہرگز نہیں وہ اب تک ائمہ احناف سے شمار ہوتے ہیں۔ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔

تعجب ہے کہ اس دور میں جہلاء ان لوگوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں جو کسی ایک مسئلہ میں اپنے امام کے قول پر عمل نہیں کرتے اور اس کو مقلدین کی صف سے خارج کر دیتے ہیں عوام الناس پر تو اتنا تعجب نہیں انہیں واقفیت نہیں البتہ ان لوگوں پر تعجب ہے جو علماء کے زمرہ میں سمجھے جاتے ہیں لیکن ان کی سوچ کے زاویئے عوام کالانعام سے زیادہ نہیں۔

خلاصتہ المرام : اس کتب کے مطالعہ میں قارئین سے امید کی جاتی ہے کہ وہ تقلید کے پیش نظر کتاب سے استفادہ میں کوتاہی نہیں کریں گے اور ہمارے خلاف زبان طعن دراز نہیں کریں گے اور سنن نبویہ پر عمل پیرا ہونے سے محض اس لئے گریز نہیں کریں گے کہ نماز کی بیان کردہ کیفیت ان کے مذہب کے خلاف ہے اور آئمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں سنت پر عمل کریں گے اور سنت کے خلاف آئمہ کے اقوال کو چھوڑ دیں گے اس کے بعد اگر وہ ہمارے مسلک پر زبان طعن دراز کریں گے تو وہ درحقیقت اپنے اس امام کی شان میں گستاخی کریں گے جس کی تقلید میں وہ رطب اللسان ہیں۔

نماز کی کیفیت کے بیان میں ہم نے سنت نبوی ﷺ کو بنیاد قرار دیا ہے جو شخص ہدایت کی راہ سے گریز اختیار کرے گا اور اس کیفیت کے مطابق نماز ادا نہیں کرے گا وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرے گا۔ اس لئے کہ وہ سنت سے اعراض کر رہا ہے۔ جبکہ ہمیں حکم ہے کہ اختلاف کے وقت سنت کی طرف رجوع کریں اور اس پر اعتماد کریں۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو

Www.IslamicBooks.Website

خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔ (۶۴)
آخر میں بارگاہ الٰہی میں التجاء ہے کہ وہ ہمیں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل فرمائے جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾
مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول ؐ کی طرف بلایا جائے تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو وہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور تسلیم کر لیا اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں اور جو شخص اللہ اور اس رسول ؐ کی فرماں برداری کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا پس یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں (۶۵)

چند شبہات اور ان کے جوابات

دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے جب میں نے اس کتاب کا مقدمہ تحریر کیا اس وقت سے لے کر اب تک الحمدللہ مقدمہ کے مطالعہ سے قارئین کو خاصا فائدہ پہنچا ہے خاص طور پر نوجوانوں نے اچھا اثر قبول کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ نہ صرف عبادات بلکہ دین کے تمام امور میں اسلام کے سرچشمہ کتاب و سنت کی طرف لوٹنا ضروری ہے یعنی کتاب و سنت کی راہنمائی میں تمام امور سرانجام دیئے جائیں نتیجۃً ان میں دین کا شغف بڑھتا چلا گیا اور عمل بالسنۃ کا جذبہ تیز ہوتا چلا گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

تاہم کچھ لوگوں کا ذہن ابھی تک صاف نہ تھا وہ توقف اختیار کئے ہوئے تھے مقدمہ میں بیان کردہ دلائل پر تو انہیں قطعاً شک نہ تھا۔ آیات و احادیث کی روشنی میں جن اہم نکات کو صفحہ قرطاس پر رقم کیا گیا تھا ان کے مطالعہ سے وہ مطمئن تھے

(۶۴) النساء (۶۵) النور ۵۱ ۔ ۵۲

Www.IslamicBooks.Website

البتہ بعض مشائخ مقلدین کی طرف سے اٹھائے گئے چند اعتراضات کی وجہ سے ان کا شک و شبہ میں واقع ہو جانا ممکن نہ تھا اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ ان شبہات کو اولاً ثابت کیا جائے پھر ان کے مسکت جوابات پیش کئے جائیں تاکہ وہ کہیں شبہات کی دلدل میں نہ پھنسے رہیں اور عمل بالسنتہ کا جذبہ سرد نہ پڑ جائے اور وہ فرقہ ناجیہ سے باہر نہ نکل جائیں۔

شبہ اول : اس میں کچھ شک نہیں کہ دین کے تمام کاموں میں سنت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے خاص کر عبادات میں رائے اجتہاد وغیرہ کا کچھ دخل نہیں ہے اس لئے کہ عبادات بالاتفاق توقیفی ہیں شارع علیہ السلام کی راہنمائی کے سوا کوئی صورت قبول نہیں مثلاً نماز ایک عبادت ہے اس کو بالکل اسی طرح ادا کیا جائے گا جس طرح سنت میں اس کے ادا کی تفاصیل موجود ہیں۔

لیکن کیا کیا جائے ان مشائخ مقلدین کا جو نہ صرف عبادات میں بلکہ دیگر تمام امور اسلامیہ میں بھی اختلاف کو برقرار رکھتے ہیں اور اس کو امت کے حق میں بہتر سمجھتے ہیں وہ اپنے اس خیال کو حقیقت کا لباس پہنانے میں مشہور حدیث (اختلاف امتی رحمة (میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے) کا سہارا لیتے ہیں اور اہل سنت کا رد کرتے ہوئے مذکورہ حدیث کو اپنی مجلسوں میں بار بار دہراتے ہیں۔

پہلا جواب یہ حدیث بظاہر اس انداز کے مخالف ہے جو انداز راقم الحروف اختیار کئے ہوئے ہے اور جس کی طرف دعوت دے رہا ہے اور جس بنیاد پر کتب کی تالیف کا سلسلہ شروع ہے لہٰذا اولاً ہم اس حدیث پر بحث کرتے ہیں سنئے حدیث صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس کا کچھ اصل نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

علامہ سبکی کا قول : اِخۡتِلَافُ اُمَّتِیۡ رَحۡمَةٌ حدیث بلاسند ہے اس کی سند صحیح ضعیف تو کجا موضوع بھی نہیں۔

خیال رہے کہ حدیث دو مختلف جملوں سے وارد ہے ایک جملہ یہ ہے (اِختِلَافُ اَصحَابِی لَکُم رَحمَةٌ) میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے باعث رحمت ہے اور دوسرا جملہ اس طرح وارد ہے (اَصحَابِی کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّهِم اِقتَدَیتُم اِهتَدَیتُم) میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

لیکن یہ دونوں حدیثیں غیر صحیح ہیں پہلی حدیث سخت کمزور ہے اور دوسری حدیث موضوع ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضیعفہ والموضوعہ (رقم ۵۸، ۵۹، ۶۱)

دوسرا جواب حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کے مفہوم کے مخالف ہے اس لئے کہ قرآن پاک میں ایسی آیات موجود ہیں جو دین میں اختلاف برداشت نہیں کرتیں اور اتفاق کی تاکید میں تو بلاشبہ متعدد مقامات میں حکم موجود ہے اگرچہ ان کے بیان کی ضرورت تو نہ تھی تاہم بطور مثال چند ایک آیات پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفۡشَلُوا وَتَذۡهَبَ رِيحُكُمۡ﴾

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے) تو بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا۔ (الانفال ۴۶)

﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الۡمُشۡرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمۡ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُونَ﴾

ارشاد ربانی ہے:۔

اور مشرکوں میں نہ ہونا (اور نہ) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین

Www.IslamicBooks.Website

کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے ہو گئے سب فرقے اس سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔ (الروم ۳۱-۳۲)

ارشاد ربانی ہے:۔

﴿ولا یزالون مختلفین. إلا من رحم ربک﴾ (ھود ۱۱۸-۱۱۹)

وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے۔

مذکورہ آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ جن پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ اختلاف نہیں کرتے اختلاف کرنا تو باطل پرست لوگوں کا وطیرہ ہے پس کیسے ممکن ہے کہ اختلاف کو رحمت قرار دیا جائے اور اثبات میں وہ حدیث پیش کی جائے جو سند اور متن کے لحاظ سے صحیح نہیں اور کتاب و سنت کے روشن دلائل کی موجودگی میں ضعیف حدیث کو ملحوظ رکھتے ہوئے دین میں شبہات کا دروازہ کھولا جائے۔

دوسرا شبہ اگر دین اسلام میں اختلاف سے منع کیا گیا ہے تو پھر صحابہ کرام کے اختلافات اور ان کے بعد آئمہ عظام میں رونما ہونے والے اختلافات کا جواب کیا ہے؟ یا صحابہ کرام اور آئمہ عظام کا اختلاف صحیح تھا اور ان کے غیر میں اختلاف درست نہیں ہے۔

صحابہ کرام میں اختلاف : غور کیجئے دونوں اختلافوں میں سبب اور اثر کے لحاظ سے نمایاں فرق موجود ہے صحابہ کرام کا اختلاف ضرورت کے پیش نظر اور طبعی تھا بلکہ فہم کا اختلاف تھا انہوں نے ازخود اختلاف کو ہوا نہیں دی ان کے دور میں کچھ ایسے حالات اور واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے اختلاف ناگزیر ہو گیا ان کے بعد وہ اختلاف ختم ہو گیا اور پھر اس قسم کے اختلاف سے مکمل طور پر خلاصی پانا ممکن نہیں اور نہ ہی یہ اختلاف وہ اختلاف ہے جس کی مذمت پر سابقہ آیات سے استدلال کیا گیا ہے اس لئے کہ ان کا اختلاف قصداً نہ تھا اور نہ ہی انہیں اس پر

Www.IslamicBooks.Website

اصرار تھا یہی وجہ ہے کہ اس اختلاف کی وجہ سے ان سے مواخذہ نہیں ہو گا جبکہ مواخذہ کے شرائط موجود نہیں ہیں۔ (۶۶)

مقلدین کا اختلاف : مقلدین کے اختلاف کو صحابہ کرام کے اختلاف سے کچھ نسبت نہیں۔ مقلدین کا حال تو یہ ہے کہ انہیں کتاب و سنت سے دلائل کی آگہی بھی ہو جاتی ہے اس کے باوجود اپنے امام کے قول کو نہیں چھوڑتے وہ اپنے نظریات کی سختی سے پابندی کرتے ہیں اور ان کے خلاف کتاب و سنت سے پیش کئے جانے والے دلائل کو کچھ حیثیت نہیں دیتے اور اپنے مذہب سے سرمو رکنے کا نام نہیں لیتے۔ ان کے ہاں ان کے امام کا قول ہی وہ دین اسلام ہے جس کو محمد ﷺ نے پیش کیا اس کے علاوہ سب کچھ منسوخ ہے یا وہ دین نہیں ہے کیا جب یہ لوگ اس قدر دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی اختیار کئے ہوئے ہیں تو ان کا عذر عنداللہ قابل قبول ہو سکتا ہے؟ کیا اس قسم کے اختلاف کو صحابہ کرام کے اختلاف سے ملایا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بعض مقلدین کا اختلاف کو مستحسن سمجھنا : بعض مقلدین کی رائے یہ ہے کہ مذاہب کے اختلاف میں کچھ حرج نہیں مذاہب کا اختلاف ان کے ہاں انبیاء کی شریعتوں کی مانند ہے جن میں اختلاف موجود تھا۔ بعض متاخرین فقہاء نے وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ (۶۷)

پس ہر شخص بااختیار ہے وہ جس مذہب کو اپنانا چاہتا ہے اس پر کوئی قدغن عائد نہیں کی جا سکتی اس لئے کہ تمام مذاہب اختلافات کے باوجود شریعت اسلامیہ کہلانے کے مستحق ہیں اور اختلاف امتی رحمۃ موضوع حدیث ہے ان کے

---

(۶۶) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم حجۃ اللہ البالغہ ' عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید للشاہ ولی اللہ کا مطالعہ کریں ۶۷ فیض القدیر للمناوی (۱، ۲۰۹) سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ (۱/۷۶، ۷۷) طبع المکتب الاسلامی۔

Www.IslamicBooks.Website

موضوع کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور اختلاف کا استحسان اور اس کے بقاء پر اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اپنے موقف کو بلا جھجک پیش کرتے ہیں اور عوام الناس کو اپنی طرف مائل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اختلاف کو اس لئے رحمت قرار دیا گیا ہے تاکہ مسائل میں کچھ تنگی نہ ہو وسعت باقی رہے اور جب ہر لحاظ سے گنجائش پیدا ہوتی رہے گی تو اسی کو رحمت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جواب بیان کردہ علت مذکورہ صریح آیات کے ہی مخالف نہیں بلکہ ائمہ کرام کی جانب سے بیان کردہ اقوال کے بھی منافی ہے بعض ائمہ سے صراحتاً اختلاف کی قباحت پر اقوال موجود ہیں۔

اختلاف کی قباحت میں امام مالک اور امام لیث کا قول : ابن القاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک اور امام لیث سے سنا وہ صحابہ کرام کے اختلاف کی بنیاد پر اختلاف کو مستحسن نہیں گردانتے ہیں جس طرح عام لوگوں نے صحابہ کرام کے اختلاف کو بنیاد قرار دے کر اختلاف کو مستحسن کہا ہے۔ انہوں نے صاف صاف اعلان کیا کہ صحابہ کرام کے اختلاف میں بھی دونوں راہ صواب پر نہ تھے بلکہ ایک رائے کو غلط کہنا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ دو متضاد خیالات کو صحیح قرار دینا ممکن نہیں۔

اشہب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک سے استفسار کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اس حدیث کو قابل عمل سمجھتا ہے جس کو کسی ثقہ راوی نے صحابی سے بیان کیا ہو تو کیا اس کا حدیث کو قابل عمل سمجھنا درست ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں بخدا جب تک کہ وہ حدیث صحیح نہ ہو اس لئے کہ دو متضاد قول تو صحیح قرار نہیں دیئے جا سکتے اور صحابہ کرام میں اختلاف کا تقاضا بہرحال یہ ہے کہ دو صحابی ایک دوسرے کے خلاف بیان دیں اور ان کے اقوال میں تضاد ہو لازماً ایک قول کو صحیح کہنا ہو گا اور دوسرا قول باطل ہو گا۔ (۶۸)

---

(۶۸) جامع بیان العلم لابن عبدالبر (۲ ر ۸۱ ' ۸۲ ' ۸۸ ' ۸۹)

Www.IslamicBooks.Website

امام مزنی کا اختلاف صحابہ کے بارے میں ریمارک

« وَقَدِ اختَلَفَ أَصحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَخَطَّأَ بَعضُهُم بعضًا ، وَنَظَرَ بَعضُهُم فِي أَقَاوِيلِ بَعضٍ وَتَعَقَّبَهَا ، وَلَو كَانَ قَولُهُم كُلُّهُ صَوَابًا عِندَهُم ؛ لَمَا فَعَلُوا ذٰلِكَ ، وَغَضِبَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ مِن اختِلَافِ أُبَيِّ بنِ كَعبٍ وَابنِ مَسعُودٍ فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوبِ الوَاحِدِ ، إِذ قَالَ أُبَيٌّ : إِنَّ الصَّلَاةَ فِي الثَّوبِ الوَاحِدِ حَسَنٌ جَمِيلٌ وَقَالَ ابنُ مَسعُودٍ : إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ وَالثِّيَابُ قَلِيلَةٌ . فَخَرَجَ عُمَرُ مُغضَبًا ، فَقَالَ : اِختَلَفَ رَجُلَانِ مِن أَصحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّن يُنظَرُ إِلَيهِ وَيُؤخَذُ عَنهُ ! وَقَد صَدَقَ أُبَيٌّ ، وَلَم يَألُ ابنُ مَسعُودٍ ، وَلٰكِنِّي لَا أَسمَعُ أَحَدًا يَختَلِفُ فِيهِ بَعدَ مَقَامِي هٰذَا إِلَّا فَعَلتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا »

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں اختلاف ہوا بعض نے بعض کی رائے کو غلط کہا اور اس کے اقوال پر اعتراضات کئے اور تعاقب کیا اگر ان کے تمام اقوال سبھی کے نزدیک درست ہوتے تو وہ ایک دوسرے کی غلطیاں نہ نکالتے (دیکھئے) حضرت عمر ناراض ہوگئے جب انہوں نے دیکھا کہ ابی بن کعب اور ابن مسعود ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں آپس میں الجھ پڑے ابی بن کعب کا نظریہ تھا ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا بالکل ٹھیک ہے جبکہ عبداللہ بن مسعود کا موقف یہ تھا کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا اس لئے جائز تھا کہ کپڑے عام طور پر میسر نہ تھے حضرت عمر خفگی کے عالم میں باہر آئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی ایک مسئلہ میں جھگڑ رہے ہیں کس کی رائے کو درست سمجھا جائے؟ (میرا فیصلہ یہ ہے) کہ حضرت ابی بن کعب درست فرما رہے ہیں اور عبداللہ بن مسعود بھی کسی کوتاہی کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں لیکن سن لیجئے جو شخص اس مسئلہ میں اختلاف کرتا ہوا پایا گیا وہ میری سزا سے بچ نہ سکے گا۔ (٦٩)

نیز وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اختلاف کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور اس کو مستحسن جانتا ہے اور اس بات کا قائل ہے کہ جب دو عالم کسی مسئلہ میں اجتہاد

(٦٩) جامع بیان العلم لابن عبدالبر (٢/ ٨٣، ٨٤)

Www.IslamicBooks.Website

کریں گے ایک اس کو حلال کہتا ہے تو دوسرا حرام تو کیا دونوں کی رائے صحیح ہے اور کیا دو متضاد خیالات کو درست کہنا کسی نص کی بنا پر ہے یا قیاس پر اس کا انحصار ہے اگر وہ کہے کہ اس کی بنیاد نص پر ہے تو ہم قطعاً اس کی بات کو تسلیم نہیں کریں گے اس لئے کہ جب کتاب اللہ میں اختلاف کو مستحسن نہیں سمجھا گیا تو وہ کونسی نص ہے جس میں اختلاف کو مستحسن جانا گیا ہے اگر وہ قیاس پر بنیاد قائم کرتا ہے تو ہم کہیں گے کہ نصوص اور اصول تو اختلاف کی نفی کرتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ان پر اختلاف کے جواز کا قیاس کیا جائے۔ کوئی عقلمند انسان اس قسم کی لایعنی بات نہیں کہتا چہ جائیکہ ایک عالم انسان کی زبان سے اس قسم کی بات نکلے(۷۰)

اعتراض : اگر اختلاف مستحسن نہ ہوتا تو امام مالک جیسے انسان سے اس کے استحسان پر قول منقول نہ ہوتا۔ چنانچہ "المدخل الفقھی للاستاذ الزرقاء" میں ہے۔

« وَلَقَد هَمَّ أبُو جَعفرِ المَنصُورُ ثُمَّ الرَّشِيدُ مِن بَعدِهِ أن يَختَارَا مَذهَبَ الإمَامِ مَالِكٍ وَكِتَابَهُ « المُوَطَّأ » قَانُونًا قَضَائِيًّا لِلدَّولَةِ العَبَّاسِيَّةِ، فَنَهَاهُمَا مَالِكٌ عَن ذٰلِكَ وَقَالَ:

إنَّ أَصحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اِختَلَفُوا فِي الفُرُوعِ، وَتَفَرَّقُوا فِي البُلدَانِ، وَكُلٌّ مُصِيبٌ ».

ابو جعفر منصور اور ہارون الرشید نے خیال ظاہر کیا کہ کیوں نہ عباسی سلطنت میں امام مالک کے مذہب اور ان کی تالیف کردہ کتاب مؤطا کو عدالتوں میں قانونی حیثیت دے دی جائے۔ امام مالک نے انہیں اس سے روکا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام فروع میں اختلاف رکھتے تھے اور وہ مختلف شہروں میں آباد ہو گئے اور ہر صحابی راہ صواب پر ہے۔(۷۱)

جواب امام مالک کی طرف سے ذکر کردہ قول بہت مشہور ہے لیکن اس کے آخر

---

(۷۰) جامع بیان العلم (۸۹،۲) (۷۱) (۸۹،۱)

Www.IslamicBooks.Website

میں (کُلٌّ مُصِیبٌ) کا جملہ قابل اعتماد روایات میں نہیں ہے۔ (۷۲)

جس پر معترض کی بنیاد ہے البتہ ایک روایت حلیتہ الاولیاء میں ہے جس کی سند میں مقدام بن داؤد راوی ہے جس کو امام ذہبی نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے نیز اس روایت میں کُلٌّ عِندَ نَفسِہٖ مُصِیبٌ کے الفاظ ہیں معلوم ہوا کہ مدخل کی روایت یقینی نہیں ہے لہٰذا اعتراض رفع ہوگیا۔ پھر یہ روایت اس ثقہ روایت کے منافی ہے جس میں امام مالک سے صراحتہ" منقول ہے کہ اختلاف کی صورت میں حق ایک جانب میں ہے اور تمام جلیل القدر صحابہ' تابعین عظام اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔

حافظ ابن عبدالبر کی وضاحت : علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔

« وَلَو کَانَ الصَّوَابُ فِي وَجهَینِ مُتَدَافِعَینِ ؛ مَا خَطَّأَ السَّلَفُ بَعضُهُم بَعضًا فِي اجتِهَادِهِم وَقَضَائِهِم وَفَتوَاهُم ، وَالنَّظَرُ یَأبیٰ أَن یَکُونَ الشَّيءُ وَضِدُّهُ صَوَابًا کُلُّهُ ، وَلَقَد أَحسَنَ مَن قَالَ :

اگر دو متضاد صورتوں میں دونوں کو صحیح کہا جائے تو سلف صالحین ایک دوسرے کو خطا کی جانب منسوب نہ کرتے۔ اجتہادات قضایا' فتاویٰ اور عقل سلیم بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ دو متضاد چیزیں دونوں ہی درست ہوں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

إِثبَاتُ ضِدَّینِ مَعًا فِي حَالٍ   أَقبَحُ مَا یَأتِي مِنَ المُحَالِ »

دو متضاد نظریات کو معاً صحیح ثابت کرنا بدترین محال کی چیز کو ثابت کرنا ہے۔ (۷۳)

اعتراض اگر یہ روایت صحیح نہیں تو پھر امام مالک نے منصور عباسی کو مؤطا کتاب پر جمع کرنے سے کیوں روکا؟

جواب اس بارے میں جس قدر روایات مروی ہیں ان سب میں حافظ ابن کثیر کی بیان کردہ روایت نہایت عمدہ ہے (۷۴) جس میں مذکور ہے کہ امام مالک نے کہا۔

---

(۷۲) الانتقاء لابن عبدالبر (۴۱) المغطیٰ فی فصل المؤطا (ص ۶' ۷) تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۱/ ۱۹۵)
(۷۳) (۲/ ۳۳۲) (۷۴) شرح اختصار علوم الحدیث ۳۱

Www.IslamicBooks.Website

«إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا وَاطَّلَعُوا عَلَىٰ أَشْيَاءَ لَمْ نَطَّلِعْ عَلَيْهَا»۔

لوگوں نے بھی مسائل کو یکجا کیا ہے اور بعض ایسی معلومات فراہم کی ہیں جن پر مجھے اطلاع نہیں۔

امام مالک کا مقصود یہ تھا کہ مؤطا امام مالک کو قانون کی حیثیت نہ دی جائے اس لئے کہ دیگر ائمہ نے بھی حدیث کے مجموعے تیار کئے ہیں اور ان میں ایسی معلومات موجود ہیں جن کا مجھے علم نہ ہو سکا۔ اس لئے مؤطا کو قانونی حیثیت دینا صحیح نہیں۔

اگر غور کیا جائے تو کہنا پڑے گا کہ امام مالک کا یہ قول ان کے احتیاط اور انصاف پر مبنی ہے معلوم ہوا کہ اختلاف میں قطعاً خیر کا پہلو نہیں ہے وہ شر ہی شر ہے البتہ بعض اختلاف ایسے ہیں جن پر مواخذہ ہوتا ہے جیسا کہ مذہبی تعصب ایک مہلک چیز ہے اور صحابہ کرام، آئمہ عظام کا اختلاف اس قبیل سے نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اس پر مواخذہ ہوگا۔ حَشَرَنَا اللّٰہُ فِی زُمَرِهِمْ وَوَفَّقَنَا لِاتِّبَاعِهِمْ

صحابہ اور مقلدین کے اختلاف میں سبب کے لحاظ سے فرق: پس معلوم ہوا کہ مقلدین کے اختلافات صحابہ کرام کے اختلافات سے کچھ مماثلت نہیں رکھتے۔ صحابہ کا اختلاف اضطراری نوعیت کا تھا اس لئے کہ وہ تو اختلاف سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔

لیکن مقلدین اگرچہ انہیں اختلاف سے بچاؤ کی شکل بھی پیدا ہو جائے تو پھر بھی اختلاف کو ختم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ گویا کہ انہیں اتفاق سے سخت نفرت ہے۔

اثرات کے لحاظ سے بھی ان میں واضح فرق کی کیفیت: اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اگرچہ فروع میں کچھ اختلاف تھا۔ اس کے باوجود وہ کوشاں رہتے کہ ان کی صفوں میں وحدت قائم رہے

Www.IslamicBooks.Website

اور اس کے حصول میں ان کی مساعی قابل رشک ہیں وہ ان ذرائع سے کنارہ کش رہتے جن سے ان میں افتراق کی خلیج حائل ہونے کا اندیشہ ہو غور کیجئے ان میں اس ذہن کے حضرات بھی موجود ہیں جو جہری نماز میں امام کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھنے کو مشروع کہتے جبکہ غیر مشروع کہنے والے بھی موجود تھے ان میں رفع الیدین کے استحباب کے قائل بھی تھے اور وہ بھی جو اس کو غیر مستحب سمجھتے ان میں وہ لوگ بھی تھے جو اس بات کے قائل تھے کہ عورت کے جسم کو چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ لوگ بھی جو اس کے قائل نہ تھے اس کے باوجود وہ ایک صف میں ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرتے اور اس امام کی اقتداء میں پس و پیش نہ کرتے جن کا مسلک ان کے مسلک کے خلاف ہوتا۔

مقلدین کا آپس میں اختلاف لیکن مقلدین کا اختلاف اس سے بالکل مختلف ہے اور اس کے آثار بالکل واضح ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ کلمہ شہادت کے بعد نماز دین اسلام کا بہت بڑا رکن ہے اس میں ان کے اختلاف کا اندازہ لگا لیجئے کہ سبھی مقلدین ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ امام چونکہ (بطور مثال) حنفی مسلک کا نہیں ہے اس کی نماز باطل یا مکروہ ہے (۷۵) اس لئے ہماری نماز بھی باطل ٹھہرے گی۔ اس قسم کی باتیں نہ صرف یہ کہ بعض مقلدین کی زبان سے سنی گئی ہیں بلکہ ہمارے چشم دید واقعات ہیں کہ یہ لوگ مخالف نظریات رکھنے والے کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے۔ الگ نماز ادا کر لیتے ہیں مزید تعجب تو اس بات پر ہے کہ مشہور مذاہب کی بعض کتابوں میں نماز باطل یا مکروہ ہونے پر نص موجود ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک مسجد میں چار محراب ہیں اور باری باری اپنے اپنے مقلدین کی مختلف آئمہ نماز کی امامت کراتے ہیں اور جب ایک امام نماز کی امامت کرا رہا ہوتا ہے تو دوسرے امام کے مقلدین اپنے امام کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں جماعت میں شریک نہیں ہوتے۔

---

(۷۵) الفصل الثامن من کتاب مالا یجوز فیہ الخلاف (ص ۶۵ ' ۷۲)

Www.IslamicBooks.Website

شدید اختلاف کی مثال مقلدین کا آپس میں جو اختلاف ہے وہ سنگین صورت حال اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ حنفی مرد اور شافعی مسلک کی عورت کے درمیان نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

احناف کے مشہور عالم مفتی الثقلین کا فتویٰ ہے کہ حنفی مرد کا شافعی عورت کے ساتھ نکاح کرنا تو جائز ہے لیکن (بلحاظ مفہوم کے) شافعی مرد کا حنفی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ جواز کی صورت میں شافعی عورت کو اہل کتاب کے مرتبہ میں اتار کر اس(۷۶) سے نکاح کی اجازت دی جائے گی لیکن دوسری صورت میں جس طرح کوئی اہل کتاب کا مرد کسی مسلمان عورت کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا اسی طرح کسی شافعی کو حنفی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔

اس قسم کی امثلہ فقہ کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ ہم نے محض اپنے ادعاء کو ثابت کرنے کے لئے یہ مثال پیش کی ہے تاکہ قارئین کو معلوم ہو کہ مقلدین میں جو اختلاف ہے اس کے کس قدر ناگفتہ بہ نتائج ظاہر ہو رہے ہیں اور کیا مقلدین کے اختلاف کو صحابہ کرام کے اختلاف کے ساتھ کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

صحابہ کرام میں اختلات سے امت مسلمہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ اس لئے ہم زور دار لفظوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اختلاف روکنے کی آیات کی ان سے نہ مخالفت ہوتی ہے اور نہ وہ ان کے مصداق ہیں البتہ متاخرین فقہاء کا دامن یقیناً ملوث ہے ان کے اختلاف کے نتائج بد سے امت مسلمہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔

هَدَانَا اللّٰهُ اِلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ جَمِيْعاً

اگر مقلدین کے اختلاف کے برے نتائج سے صرف انہیں ہی واسطہ ہوتا اور اس کے نقصانات ان کے غیر کی طرف متعدی نہ ہوتے تو کچھ حرج نہ تھا لیکن افسوس تو اس بات پر ہے کہ ان کے آپس کے اختلافات نے غیر مسلموں کو اسلام سے بدظن کر دیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اسلام کی پاک صاف دعوت پر وہ لبیک کہتے اور

---

(۷۶) البحر الرائق۔

Www.IslamicBooks.Website

کثرت کے ساتھ اسلام کے سایہ میں پناہ لیتے۔ لیکن آپس کے اختلافات نے انہیں بددل کر دیا۔ اور وہ اسلام پر اعتراضات کرنے لگے۔

ایک واقعہ امریکہ کی یونیورسٹی برنسٹن میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک نمائندے نے سوال اٹھایا۔ (٧٧)

مشرق وسطیٰ اور دیگر اسلامی ممالک میں اسلام کی طرف دعوت دینے والے لوگ کیا اسلام کی ان تفاصیل کا ذکر کرتے ہیں جن کا ذکر اہل سنت کرتے ہیں یا وہ تعلیمات پیش کرتے ہیں جو شیعہ امامیہ زیدیہ کی فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور کون نہیں جانتا کہ ان دونوں کے نقطہ نظر اور تعلیمات میں نمایاں تضاد موجود ہے اور غیر مسلم لوگ جب مختلف نظریات سنتے ہیں تو حیرت ان کے دامن کو تھام لیتی ہے اور وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے کہ کن نظریات کو اپنایا جائے اور کون سے وہ اصول ہیں جنہیں اسلام کا صحیح اصول قرار دیا جائے وہ شک و تذبذب میں واقع ہو جانے کی وجہ سے اسلام کی طرف دعوت دینے والوں کے بارے میں بھی مذبذب ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ تو خود کسی واضح نصب العین سے ناواقف ہیں اور گمراہ ہیں انہیں خود روشنی کی ضرورت ہے۔

میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے غزالی کی زندگی کے آخری ایام میں انکی تالیفات کا ملاحظہ کیا مثلاً انکی وہ کتاب جو اس عنوان کے ساتھ ہے سنت نبویہ کا فقہاء اور محدثین کے ہاں کیا مقام ہے تو اس نے اپنے بارے میں قارئین کو باور کرایا کہ وہ بھی محدثین فقہاء کے زمرہ میں شامل ہے جب کہ ہم اس سے پہلے انکی کتب میں ذکر کردہ بعض احادیث اور بعض فقہی مسائل میں انکے مناقشات اور دیگر کچھ کتابوں میں انکی تحریریں قارئین کو اس بات سے آگاہ کر رہی تھیں کہ غزالی سنت سے منحرف ہو چکا ہے اور صحیح اور ضعیف احادیث پر وہ محدثین کے نقطہ نظر کے مطابق فیصلہ نہیں فرماتا ہے بلکہ اپنی عقل کو فیصل قرار دیتا ہے چنانچہ وہ نہ تو علم حدیث اور نہ اسکے قواعد کا خیال رکھتا

---

(٧٧) ظلام من الغرب للاستاذ ذالفاضل محمد الغزالی (ص ٢٠٠)

Www.IslamicBooks.Website

ہے اور نہ ہی ان اہل علم کو کچھ حیثیت دیتا ہے جو علم حدیث کی معرفت رکھتے ہیں بلکہ وہ فن حدیث میں سپشلسٹ ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ وہ بعض اوقات ضعیف حدیث کو بھی صحیح قرار دے دیتا ہے اور بعض صحیح متفق علیہ حدیث کو ضعیف قرار دینے سے ہچکچاتا نہیں ہے انکی مثالیں واضح طور پر اسکے اس تعاقب میں موجود ہیں جو اس نے میرے اس مقدمہ پر تعاقب کیا جسے میں نے غزالی کی کتاب فقہ السیرہ کے آغاز میں تحریر کیا چنانچہ اس کتاب میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج کتاب کے چوتھے ایڈیشن میں موجود مجھ سے کسی ازھری علم دوست نے مطالبہ کیا کہ میں اس کتاب پر علمی مقدمہ تحریر کروں چنانچہ میں عجلت کے ساتھ اسکی تخریج میں شروع ہوگیا مجھے یہ خیال دامن گیر ہوا کہ یہ شخص تو سنت اور سیرت نبویہ کا زبردست اہتمام کررہا ہے اور اس کے دل و دماغ میں یہ جذبہ کار فرما ہے کہ سیرت نبویہ کو اس سے تحفظ ہونا چاہیے کہ اس میں ہرگز ایسی باتیں شامل نہ ہو جائیں جن کا تعلق سیرت نبویہ سے نہیں ہے چنانچہ اس نے تخریج کے میرے اس کام کا ملاحظہ کیا تو مسرت کا اظہار کیا اور میرے علمی کام کو خراج تحسین پیش کیا چنانچہ اس نے اس عنوان کے تحت میری تخریج کا تعاقب کرتے ہوئے یہ عنوان سپرد قلم کیا کہ اب اس کتاب میں ذکر کردہ احادیث کے بارے میں وضاحتیں ملاحظہ فرمائیں چنانچہ اس نے برملا اپنے نقطہ نظر کو پیش کیا کہ وہ ضعیف احادیث کے قبول کرنے میں کچھ ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا جب کہ وہ کتاب کے متن کی جانب توجہ کرتے ہوئے صحیح احادیث کو قابل عمل نہیں سمجھتا چنانچہ وہ دراصل قارئین کو آگاہ کرنا چاہتا تھا کہ اس کے ہاں اس قسم کی تخریج کا کچھ مقام نہیں ہے وہ کھلے لفظوں میں اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ میں اس انداز کی تنقید کو نہیں مانتا ہوں جس سے ایک شخص دوسرے سے اختلاف کرتا ہے کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ ایک امام کے نزدیک حدیث مقبول ہے جبکہ دوسرے کے ہاں نہیں ہے اس طرح تو دین خواہشات نفسانی کا مجموعہ ہو جائے گا کہ جس میں ہر شخص کی الگ الگ رائے ہے اور اس کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہیں ہے ہر شخص کی اپنی سوچ ہے اور اس کا نظریہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کا یہ ادعاء تمام مسلمان علماء کے مسلک حقہ کے خلاف ہے وہ سبھی شدت کے ساتھ اس نظریے کے قائل ہیں کہ اسناد پر دین اسلام کا

Www.IslamicBooks.Website

انحصار ہے اگر اسناد کا وجود نہیں ہے تو پھر ہر شخص جو چاہے گا اسے دین سمجھ لے گا اور غزالی نے اپنی سیرت کی کتاب کی اکثر احادیث میں اس رائے کو ترجیح دی ہے اللہ اس کو ہدایت سے نوازے ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی کتاب میں کثرت کے ساتھ معضل اور مرسل روایات موجود ہیں جبکہ متعدد روایات ایسی ہیں جنکی اسناد صحیح نہیں ہے یہ بات اس شخص کے سامنے ہے جو اس کتاب پر میری تخریج کا ملاحظہ کرے گا

اس کے بلوجود وہ شخص فرط مسرت کے ساتھ اس عنوان پر رقمطراز ہے کہ میں نے صحیح راستہ اختیار کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور میں نے ثقہ مصادر اور مراجع پر اعتماد کیا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ میں نے اس میدان میں قابل تحسین کام سرانجام دیا ہے اور میں نے ایسی احادیث کو منضبط کیا ہے جنکے مطالعہ سے ایسا شخص جو صاحب بصیرت علم دوست ہے وہ بھی مطمئن ہوگا

لیکن اگر ان سے دریافت کیا جائے وہ کون سا اصول ہے جس اصول پر آپ اپنے اجتہاد کی بنیاد رکھ رہے ہیں کیا وہ علم حدیث کے اصول ہیں جن سے صرف اتنی رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ سیرت نبویہ کی صحت اس سے معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا جواب وہ صرف یہ دیتے ہیں کہ صحت کے لئے صرف متعین شخص کی رائے پر اعتماد کرنا ہوتا ہے اس کے غلط ہونے میں کچھ شک نہیں اشارۃً اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس دلیل سے ایسی حدیث صحیح متصور ہوتی ہے حالانکہ اس کی اسناد صحت سے ہمکنار نہیں ہوتی اور ایسی حدیث جس کی اسناد صحیح ہے وہ ضعیف قرار پاتی ہے جیسا کہ میں نے اس بات کو ابھی ابھی مقدمہ میں واضح کیا ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اگر اس سے استفسار کیا جائے کہ اس نے فقہ السیرہ کے چوتھے ایڈیشن کے آغاز میں جس ضابطے کا ذکر کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس نے بقیہ ایڈیشنوں میں مثلاً دمشق وغیرہ کے دارالقلم ایڈیشن میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے کہیں اسے یہ فکر دامن گیر تو نہیں ہوا کہ پہلے ایڈیشن میں اس کا ذکر تو اس لئے کیا گیا تاکہ اس کی کتاب عام مطالعہ کرنے والے لوگوں کے درمیان شہرت پذیر ہو جائے جو ایسے مؤلفین کو قدر منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو سنت کی خدمت کرتے ہیں اور سنت سے مدافعت کرتے ہیں اور علمی قواعد کے تقاضوں کے مطابق احادیث ضعیفہ کو احادیث صحیحہ سے تمیز دیتے ہیں وہ ہرگز

Www.IslamicBooks.Website

شخصی آراء پر اعتماد نہیں کرتے اور نہ ہی مختلف الجیال اہل علم سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ غزالی نے اسی ہی انداز کو اپنایا اللہ اس کو راہ ثواب پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اسی کتاب کے آخر میں غزالی نے ایک سرخی قائم کی ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ فقہاء اور محدثین کے درمیان سنت نبویہ کی حیثیت کیا ہے اس سرخی کے انعقاد سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ غزالی راہ اعتدال پر رواں دواں ہے اور محدثین اور انکی قابل قدر مساعی کی اس کے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں ہے حالانکہ وہ سالہا سال سے سنت نبویہ کی خدمت میں مصروف کار رہے اور صحیح احادیث کو ضعیف سے الگ کر دیا ہے اسی طرح اس کے نزدیک ائمہ فقہا کی مساعی بھی قابل احترام نہیں ہیں جنہوں نے فقہ الحدیث کے فن میں اصول وضع کئے اور اس سے فروع کا استنباط کر کے ایک علمی کام کیا ہم نے محسوس کیا کہ غزالی صاحب جس اصول کو چاہتا ہے اسے ذکر کر دیتا ہے اور جسے نہیں چاہتا اسے ذکر نہیں کرتا کسی قانون یا کسی قاعدہ پر اس کی بنیاد نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل علم اور صاحب فضیلت لوگوں نے اس پر رد کیا اور اس کے اس غلط انداز پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے اس کا رد کیا چنانچہ بہترین رد جو میری نظر سے گزرا ہے وہ ڈاکٹر ربیع بن ھادی مدخلی کا جو ماھنامہ المجاہد ااا فغانیہ شمارہ نمبر (19ے) میں اشاعت پذیر ہوا نیز فاضل دوست صالح بن عبدالعزیز بن محمد آل الشیخ نے اس کے رد میں المعیار لعلم الغزالی کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے

علامہ محمد سلطان معصومی کا بیان "ھدیۃ السلطان الی مسلمی بلاد یابان" تالیف علامہ محمد سلطان معصومی کے مقدمہ میں تحریر ہے۔

ٹوکیو جاپان کے مسلمانوں کی جانب سے ایک فتوئی موصول ہوا جس میں انہوں نے استفسار کیا تھا کہ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ مذہب کی تعریف کیا ہے؟ کیا وہ شخص جو دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ چار مشہور مذاہب میں سے ایک مذہب کا پیروکار بنے؟ یعنی وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی مذہب اختیار کرے یا یہ ضروری نہیں ہے؟ اس سوال کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب جاپونیا کے آزاد خیال لوگوں نے دین اسلام میں داخل ہونے کا

Www.IslamicBooks.Website

ارادہ کیا تو انہوں نے ٹوکیو میں مسلمانوں کی جمعیت سے استفسار کیا کہ ہمیں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کونسا مذہب اختیار کرنا چاہئے اس پر ہندوستان کے علماء نے کہا کہ تمہیں امام ابوحنیفہ کا مذہب اختیار کرنا چاہئے اس لئے کہ امام ابوحنیفہ امت مسلمہ کے روشن چراغ تھے اور انڈونیشیا جاوا کے علماء نے کہا امام شافعی کا مذہب اختیار کرنا چاہئے جب مسلمان ہونے والے جاپانیوں نے اس اختلاف کا مظاہرہ دیکھا تو وہ حیرت زدہ ہوگئے۔ انہیں سخت تعجب لاحق ہوا اور وہ سوچنے لگے کہ اسلام میں مذاہب کا مسئلہ سخت عجیب ہے اب ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کونسا مذہب اختیار کریں اس وجہ سے وہ اسلام میں داخل ہونے سے محروم رہے۔

تیسرا شبہ بعض مقلدین کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ جو لوگ اتباع سنت کی رٹ لگا رہے ہیں اور ائمہ کرام کے اقوال کے تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں جو سنت کے مخالف ہیں وہ دراصل مطلقاً ائمہ کرام کے اقوال تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور ان کے اجتہادات اور آراء سے استفادہ کرنا پسند نہیں کرتے اسلام میں اس قسم کی منافرت کی کچھ گنجائش نہیں۔

جواب ان لوگوں کی طرف سے یہ شوشہ جو کھڑا کیا جاتا ہے کہ ہم آئمہ کرام کے اجتہادات سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور ان کی آراء کو کچھ حیثیت نہیں دیتے اس کے غلط ہونے پر ہماری تحریریں شاہد ہیں۔

ہم دراصل جس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ سنت کا اتباع کیا جائے اور کسی فقہی مذہب کو دین اسلام نہ سمجھا جائے اور نہ اس کو کتاب و سنت کا مقام دیا جائے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف رونما ہو تو ہم اس کے حل کیلئے کتاب و سنت چھوڑ کر فقہی مذہب کی طرف رجوع کریں یا پیش آمدہ جدید مسائل کے حل میں فقہی مذاہب کی کتابوں سے استنباط کریں جیسا کہ موجودہ دور

Www.IslamicBooks.Website

کے فقہاء نئے مسائل میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کے بجائے جدید موشگافیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اختلاف کو رحمت قرار دیتے ہوئے مصلحت، رخصت، آسانی کی آڑ میں نت نئے شگوفے پیدا کر رہے ہیں اور جس امام کے قول میں آسانی ہے اس کے قول کی روشنی میں فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کی روح کے منافی ہے سلیمان تیمی کا قول کس قدر ہمارے نظریہ کی تائید کر رہا ہے، سنئے!

سلیمان تیمی کا قول

«إِن أَخذتَ بِرُخصَةِ كُلِّ عَالِمٍ، اِجتَمَعَ فِيكَ الشَّرُّ كُلُّهُ».

اگر آپ ہر عالم کی رخصت پر عمل کرنے لگیں تو آپ تمام قسم کے شر کو اپنے دامن میں لپیٹ لیں گے۔ (۷۸)

سلیمان تیمی کے اس قول پر اجماع ہو چکا ہے جس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔

البتہ جس مسئلہ میں کتاب و سنت خاموش ہیں یا ان میں وارد مسئلہ کسی وضاحت کا محتاج ہے تو ائمہ کے اقوال کا مطالعہ کرنا اور ان کے اختلافات کا جائزہ لے کر حق معلوم کرنا اور فائدہ حاصل کرنا اور اقوال کی روشنی میں وضاحت کے ہمکنار ہونا یہ ایسے امور ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا؟ ہمارا اپنا اصول یہ ہے کہ ایسے حالات میں ہم ان سے فوائد اخذ کرتے ہیں اور دیگر علماء کو بھی رغبت دلاتے ہیں اس لئے کہ کتاب و سنت کے راستے پر چلنے والوں کے لئے اس کے بغیر چارۂ کار ہی نہیں ہے۔

علامہ ابن عبدالبر کا قول

« فعَلَيكَ يَا أَخِي! بِحِفظِ الأُصُولِ وَالعِنَايَةِ بِهَا، وَاعلَم أَنَّ مَن عَنِيَ بِحِفظِ السُّنَنِ وَالأَحكَامِ المَنصُوصَةِ فِي القُرآنِ، وَنَظَرَ فِي أَقَاوِيلِ الفُقَهَاءِ۔ فَجَعَلَهُ عَونًا لَهُ عَلَى اِجتِهَادِهِ، وَمِفتَاحًا لِطَرَائِقِ النَّظَرِ، وَتَفسِيرًا لِجُمَلِ السُّنَنِ المُحتَمِلَةِ لِلمَعَانِي۔

(۷۸) ابن عبدالبر (۲/۹۱،۹۲)

Www.IslamicBooks.Website

وَلَم يُقَلِّد أَحَدًا مِّنهُم تَقلِيدَ السُّنَنِ الَّتِي يَجِبُ الاِنقِيَادُ إِلَيهَا عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ دُونَ نَظَرٍ، وَلَم يُرِح نَفسَهُ مِمَّا أَخَذَ العُلَمَاءُ بِهِ أَنفُسَهُم مِن حِفظِ السُّنَنِ وَتَدَبُّرِهَا، وَاقتَدَىٰ بِهِم فِي البَحثِ وَالتَّفَهُّمِ وَالنَّظَرِ، وَشَكَرَ لَهُم سَعيَهُم فِيمَا أَفَادُوهُ وَنَبَّهُوا عَلَيهِ، وَحَمِدَهُم عَلَىٰ صَوَابِهِم الَّذِي هُوَ أَكثَرُ أَقوَالِهِم، وَلَم يُبَرِّئهُم مِنَ الزَّلَلِ كَمَا لَم يُبَرِّؤُوا أَنفُسَهُم مِّنهُ، فَهٰذَا هُوَ الطَّالِبُ المُتَمَسِّكُ بِمَا عَلَيهِ السَّلَفُ الصَّالِحُ، وَهُوَ المُصِيبُ لِحَظِّهِ، وَالمُعَايِنُ لِرُشدِهِ، وَالمُتَّبِعُ لِسُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ وَهَديِ صَحَابَتِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم

اے میرے بھائی اصول کی حفاظت کرو اور ان کا خیال رکھو اور یقین کر لو کہ جو شخص سنن اور احکام کی حفاظت کا اہتمام کرے گا جو قرآن پاک میں منصوص ہیں اور فقہاء کے اقوال پر غور و فکر کرے گا ان کی روشنی میں اجتہاد کرے گا اور غور و فکر کے دریچوں کو وا کرے گا سنت میں وارد جملے (جو ایک سے زیادہ معانی کے متحمل ہیں) ان کی تفسیر کرے گا اور کسی فقیہ کی تقلید سنت کی اتباع کی مانند نہیں کرے گا یعنی سنت کی اتباع تو بہرحال بلا تردد ضروری ہے اور جس طرح علماء نے سنن کی حفاظت اور اس میں تدبر کیا ہے وہ ان کے راہ سے اپنے آپ کو دور نہیں کرے گا۔ بلکہ بحث، فہم، غور و فکر میں ان کی اقتداء کرے گا اور ان کی مساعی سے استفادہ کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرے گا اور ان کے صحیح اقوال پر جو کہ بہرحال زیادہ ہیں ان کی وجہ سے ان کی تعریف کرے گا اور ان کی لغزش سے براءت نہیں کرے گا جیسا کہ خود انہوں نے بھی اپنے آپ کو بری نہیں سمجھا تو یہ انسان وہ طالب علم ہے جو سلف صالحین کی تعلیمات کے ساتھ تمسک اختیار کرنے والا ہے راہ صواب پر فائز ہے رشد و ہدایت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے نبی ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے صحابہ کے طریق کی اتباع کرنے والا ہے۔ (۷۹)

اب اگر کوئی شخص کتاب و سنت میں غور و فکر نہیں کرتا اور ہمارے بیان کردہ دلائل سے روگردانی کرتا ہے اور سنن کے مقابلہ میں آئمہ کی آراء کو پیش

---

(۷۹) ابن عبدالبر (۲؍۱۷۲)

Www.IslamicBooks.Website

کرتا ہے اور سنن کو اپنے مطمح نظر کے مطابق ڈھالتا ہے تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے لیکن جو شخص جہالت کا مجسمہ ہے اور فتویٰ کے میدان میں بلا معرفت گھوڑے دوڑاتا ہے تو وہ انتہا درجے کا گمراہ ہے اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔

فَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ مَا بِهٖ خِفَاءٌ فَدَعْنِي عَنْ بُنَيَّاتِ الطَّرِيقِ

یہ حق ہے جس میں کچھ پوشیدگی نہیں ہے مجھے پگڈنڈیوں سے دور رکھو۔

چوتھا شبہ بعض مقلدین اس وہم میں مبتلا ہیں کہ اتباع سنت اختیار کرنے میں امام کے مذہب کو ترک کرنا پڑتا ہے اور امام کے مذہب کو ترک کرنا اس کے مذہب کے غلط ہونے کے مترادف ہے اور کسی امام کو غلطی کی طرف منسوب کرنا اس کو مطعون کرنے کے مترادف ہے حالانکہ شرعاً کسی عام مسلمان کو مطعون کرنے سے روکا گیا ہے تو ایک امام کو کیسے مطعون کرنا جائز ہو سکتا ہے؟

جواب ذکر کردہ وہم بالکل باطل ہے اگر **تفقہ فی السنۃ** کا خیال رکھا جاتا تو یہ وہم پیدا نہیں ہو سکتا تھا اور کسی عقلمند مسلمان کی زبان سے اس قسم کے کلمات نہیں نکل سکتے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :-

«إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ، فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ، فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ»

جب فیصلہ کرنے والا صحیح اجتہاد کرتا ہے تو اس کو دوگنا ثواب ملتا ہے اور جب فیصلہ کرنے والا غلط اجتہاد کرتا ہے تو اس کو ایک ثواب حاصل ہوتا ہے۔(۸۰)

اس حدیث کی روشنی میں شبہ هَبَاءً مَّنْثُورًا ہو جاتا ہے اور یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ کسی قائل کا یہ کہنا کہ فلاں امام کا قول غلط ہے اس کا مطلب شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں یہ ہے کہ غلطی کی وجہ سے ایک ثواب کا حقدار

---

(۸۰) بخاری مسلم۔

Www.IslamicBooks.Website

ہے پس جب وہ امام اس انسان کے خیال میں اجر و ثواب کا حقدار ہے جو اس کے قول کو غلط کہہ رہا ہے تو اس کے قول کو غلط کہنے سے کب لازم آتا ہے کہ اس کے نزدیک امام مطعون ہے بلاشبہ یہ وہم باطل ہے۔ اس سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

یاد رکھئے وہ شخص جو کسی عام مسلمان کو خطا کی جانب منسوب کرتا ہے بلکہ صحابہ کرام، تابعین، آئمہ مجتہدین کو خطا کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا یہ فعل قابل ملامت نہیں ہے اس لئے کہ ہم برملا اس بات کے اظہار میں کچھ حرج محسوس نہیں کرتے ہیں کہ جلیل القدر ائمہ ایک دوسرے کو خطا کی جانب منسوب کرتے رہے اور بعض مسائل میں ان کا رد کرتے رہے۔ (امام مزنی اور حافظ ابن رجب کی طرف سے تصریحات پہلے آچکی ہیں) تو کیا کوئی عاقل انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ بعض آئمہ نے بعض کو مطعون قرار دیا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا یہ واقعہ صحیح نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو خطا کی جانب منسوب کیا جب کہ اس نے ایک خواب کی تعبیر کی جو ایک صحابی کو نظر آیا تھا آپ ﷺ نے تعبیر کے ایک حصہ کو صحیح اور دوسرے کو غلط قرار دیا تو کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطعون قرار دیا۔ (۸۱)

سخت تعجب کی بات ہے کہ یہ وہم انہیں اتباع سنت سے روک رہا ہے جبکہ ان کے امام کا مذہب سنت کے خلاف ہے ان کے نزدیک اتباع سنت کرنا گویا کہ امام کو مطعون کرنا ہے اور سنت کو چھوڑنا اور امام کی اتباع کرنا امام کی تعظیم اور اس کے احترام کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ مقلدین اپنے امام کی تقلید پر مصر ہیں۔ تاکہ موہوم طعن سے محفوظ رہ سکیں۔

یہ لوگ فراموش کر جاتے ہیں کہ وہ اس موہوم طعن سے بچنے میں اس سے شدید طعن میں گرفتار ہو جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص ان سے کہے کہ اگر کسی امام کی اتباع امام کے احترام کو مستلزم ہے تو یہی فارمولا سنت کی اتباع پر بھی

---

(۸۱) بخاری مسلم الاحادیث الصحیحہ (۱۲۱)

Www.IslamicBooks.Website

چسپاں کیوں نہیں کرتے ہو اور کس بناء پر سنت کی مخالفت کی اجازت دیتے ہو اور اس کے مقابلہ میں امام کی اتباع پر زور دیتے ہو حالانکہ کوئی امام معصوم نہیں اور اس پر طعن لگانا باعث کفر نہیں لیکن انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور ان پر طعن کرنا کفر ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ان کے نزدیک امام کی مخالفت تو طعن کے مترادف ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی مخالفت جس کے طعن ہونے میں کچھ کلام نہیں وہ طعن کو مستلزم نہ ہو حالانکہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں انبیاء کی مخالفت تو کفر ہے وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنہُ

ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ان مقلدین کے پاس ان واضح دلائل کا کچھ جواب نہیں ہے بعض مقلدین کی زبان سے صرف ایک کلمہ سننے میں آیا ہے کہ ہم سنت لو ترک اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے امام کے مذہب پر کلی اعتماد ہے اس لئے کہ وہ ہم سے سنت کے زیادہ واقف تھے۔

ہم نے اس قسم کے ہفوات کا جواب مختصر انداز میں پیش کیا ہے اس پر غور و فکر کریں تو یہ وہم بھی ختم ہو جائے گا تاہم ان سے الگ اس کا فیصلہ کن جواب سنئے۔

فیصلہ کن جواب ہم اس بات کا صاف صاف اظہار کرتے ہیں کہ صرف تمہارے مذہب کا امام ہی سنت سے زیادہ واقف نہ تھا۔ یہاں تو سینکڑوں ایسے امام ہیں جو تمہارے امام سے زیادہ سنت سے واقف تھے۔

فرض کیجئے اگر سنت صحیحہ تمہارے امام کے مذہب کے خلاف ہو اور سنت صحیحہ کے موافق کسی امام کا مذہب بھی ہو تو کیا ایسی صورت میں تمہارے نزدیک بھی سنت صحیحہ کے مطابق چلنا ضروری نہیں ہے اور اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیا سنت صحیحہ کی متابعت کرنے والے آئمہ کے معتقدین جب یہ کہیں گے کہ ہمیں اپنے امام پر اعتماد ہے اس نے سنت صحیحہ کی روشنی میں یہ مسلک اختیار کیا ہے تو آپ کا جواب کیا ہوگا؟ کیا اس امام کی اتباع ضروری ہوگی جو سنت کی

Www.IslamicBooks.Website

مخالفت کر رہا ہے یا اس امام کی اتباع ضروری ہوگی جو سنت کی موافقت کر رہا ہے۔

ضروری اعلان مقدمہ کے آخر میں ایک بات کا اعلان ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیت کو سنت صحیحہ ثابتہ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اس کے مطابق نماز ادا کی جائے جو شخص اس کیفیت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا ہے وہ قطعاً معذور نہیں ہے ہم نے نماز کی کیفیت بیان کرنے کے سلسلہ میں ان چیزوں کو بیان نہیں کیا جن کے چھوڑنے پر علماء کا اتفاق تھا اور جن مسائل کو پیش کیا گیا ہے ان پر علماء کے ایک گروہ کی تصدیق موجود ہے۔

اور جن علماء نے ان مسائل کو تسلیم نہیں کیا ہے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں اور وہ عام مشہور قاعدے کے مطابق ایک ثواب کے حقدار ہیں اس لئے کہ انہیں نص نہ پہنچی یا نص پہنچنے کا انداز ایسا تھا جو انہیں مطمئن نہ کر سکا اور ان کے ہاں نص کا حجت ہونا ثابت نہ ہو سکا یا کسی دیگر معقول عذر کی وجہ سے انہوں نے مخالفت کی۔ لیکن ان کے بعد جن لوگوں کے سامنے حق ظاہر ہوگیا اور نصوص واضح ہوگئے انہیں آئمہ کی تقلید کرنے میں کچھ عذر نہیں اس لئے تقلید کو خیرباد کہنا ضروری ہے اور نص معصوم کی اتباع کے علاوہ چارہ کار نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿يَا أيها الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلهِ ولِلرَّسُولِ إذا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُم واعلَمُوا أنَّ اللهَ يَحُولُ بَيْنَ المرءِ وَقَلْبِهِ وَأنَّهُ إليهِ تُحْشَرُونَ﴾

مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جبکہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کے لئے بلائے جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ (۸۲)

وَاللهُ يَقُولُ الحَقَّ، وَهُوَ يَهدِي السَّبِيلَ، وَهُوَ نِعمَ المَولَىٰ وَنِعمَ النَّصِيرِ.

وَصَلَّى اللهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ، وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحبِهِ وَسَلَّمَ، وَالحَمدُ لِلهِ رَبِّ العَالَمِينَ.

دمشق ۱۳۸۱/۵/۲۰ھ محمد ناصر الدين الألباني

---

(۸۲) (الانفال ۲۴)

Www.IslamicBooks.Website

رسول اکرم ﷺ کا نماز ادا فرمانے کا طریقہ

رخ کعبہ کی جانب کرنا رسول اکرم ﷺ جب نماز ادا فرمانے کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز فرض ہوتی یا نفل اپنا رخ کعبہ کی جانب فرماتے۔ چنانچہ ایک قولی حدیث میں آپ ﷺ نے اس کا حکم اس صحابی کو بھی دیا (جس نے جلدی جلدی رکوع سجود کر کے نماز ادا کی تھی) آپ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا جب تو نماز ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اچھے انداز سے وضو کرنا پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا۔(۸۳)

البتہ جب آپ ﷺ سفر میں سواری پر نوافل اور وتر ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو جدھر سواری کا منہ ہوتا اسی طرف آپ ﷺ کا رخ ہوتا۔ خواہ مشرق ہو یا مغرب۔ کسی طرف اس کا رخ ہوتا قرآن کی آیت اس پر شاہد ہے۔(۸۴)

﴿ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ ﴾

اور کبھی آپ ﷺ کا یہ معمول بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب اونٹنی پر نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کا منہ قبلہ جانب کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع فرماتے اس کے بعد نوافل ادا فرماتے رہتے جس طرف بھی سواری کا رخ ہوتا رکوع، سجود سر کے اشارے کے ساتھ فرماتے البتہ سجدہ کی حالت میں بنسبت رکوع کے سر کو زیادہ جھکا لیتے۔(۸۵) (۸۶)

لیکن جب فرض نماز ادا کرنا مقصود ہوتا تو سواری سے اتر آتے اور قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے۔ (۸۷)

خوف کی حالت میں اگر خطرہ شدید ہوتا تو آپ ﷺ نے امت کے لئے نماز

---

(۸۳) بخاری مسلم السراج ۔ (۸۴) مسلم ترمذی ۔ (۸۵) ابو داؤد ابن حبان فی الثقات (۱/۱) والضیاء فی المختارۃ سند حسن ہے ابن السکن ابن الملقن نے خلاصۃ البدر المنیر (۱/۲۲) میں اس کو صحیح کہا ان سے پہلے عبدالحق اشبیلی نے احکام میں صحیح کہا تحقیق کے لئے دیکھئے (رقم ۱۳۹۴) (۸۶) احمد ترمذی حدیث صحیح ہے (۸۷) بخاری احمد ۔

Www.IslamicBooks.Website

خوف ادا کرنے کی اجازت فرمائی۔ لیکن اس میں کچھ پابندی نہیں فرض نماز خواہ سواریوں پر خواہ پیدل چلتے ہوئے رخ قبلہ کی جانب رہے یا نہ رہے بہرحال ادا ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا جب گھمسان کی جنگ ہو تو اس وقت اللہ اکبر کہنے اور سر کے ساتھ اشارہ کرنے سے بھی فرض ادا ہو جاتے ہیں۔

(بیہقی سند صحیحین والی ہے)

قبلہ کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مشرق اور مغرب کے درمیان تمام سمت قبلہ ہے۔

(ترمذی' حاکم) (ارواء الغلیل ۲۹۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں تھے آسمان پر بادل چھا گیا تو قبلہ کے بارے میں ہمارا اختلاف ہوگیا۔ ہم سب نے اجتہاد کیا اور تحری کے بعد ہر ایک نے الگ الگ تحری کی سمت کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرلی اور ہم نے قبلہ رخ کو نشان زدہ کر دیا تاکہ صبح ہمیں معلوم ہو کہ کیا ہم نے قبلہ رخ نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ صبح ہونے پر معلوم ہوا کہ ہم نے قبلہ کی سمت نماز ادا نہیں کی۔ ہم نے تمام واقعہ نبی ﷺ کی خدمت میں بیان کیا آپ ﷺ نے ہمیں نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا اور فرمایا تمہاری نماز ادا ہوگئی۔

(دار قطنی' حاکم' بیہقی' ترمذی' ابن ماجہ' طبرانی)

ارشاد ربانی ہے:۔

﴿قَد نَرىٰ تَقَلُّبَ وَجهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبلَةً تَرضَاهَا فَوَلِّ وَجهَكَ شَطرَ المَسجِدِ الحَرَامِ﴾

(اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (بیت اللہ) کی طرف پھیر لو۔ (البقرۃ ۱۴۴)

آیت نازل ہونے سے پہلے آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے

Www.IslamicBooks.Website

نماز ادا کرتے تھے لیکن نزول کے بعد بیت اللہ کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے لگے چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد قباء مسجد والے صبح کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کر رہے تھے۔ ان کے پاس رسول اکرم ﷺ کی جانب سے ایک پیغام لانے والا آیا جس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی جس میں آپ ﷺ کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے خبردار تم بھی اپنا رخ بیت اللہ کی جانب کر لو۔ چنانچہ پہلے ان کا رخ شام کی جانب تھا اس کے کہنے پر تمام نمازیوں اور امام نے قبلہ کی جانب رخ کر لئے۔

(بخاری، مسلم، السراج) (الطبرانی ۳/۱۰۸/۲) ابن سعد (۱/۲۴۳)

قیام ارشاد ربانی ہے :- ﴿ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ ﴾

اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو (البقرۃ ۲۳۸)

کی روشنی میں آپ ﷺ فرض، نفل، ہر نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد قیام فرماتے۔ سفر میں نفلی نماز سواری پر بیٹھ کر ادا فرماتے۔

اور حالت جنگ میں دشمن کا خوف ہوتا تو جس طرح آسانی کے ساتھ نماز ادا ہو سکتی آپ ﷺ ادا فرماتے۔ چلتے پھرتے اور سواری کی پشت پر جبکہ وہ میدان جنگ میں دوڑ رہی ہے اشارہ کے ساتھ نماز ادا فرما لیتے تھے۔

ارشاد ربانی ہے :-

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ. فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴾

(۸۸)

سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز (یعنی عصر) پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار جس حال میں ہو (نماز پڑھو) پھر جب امن (واطمینان) ہو جائے

---

(۸۸) اس سے مراد جمہور علماء امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے قول کے مطابق عصر کی نماز ہے بے شمار حدیثیں اس مضمون کی وارد ہیں۔ دیکھئے تفسیر ابن کثیر۔

Www.IslamicBooks.Website

توجس طریق سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے اللہ کو یاد کرو۔(البقرۃ ۲۳۸)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔

(ترمذی' احمد)

اس سے پہلے بھی ایک بار آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی جبکہ آپ ﷺ بیمار تھے اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا چاہی آپ ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئے نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی رومیوں اور فارسیوں کا سا انداز اختیار کرنے لگے ہو کہ وہ اپنے بادشاہوں کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں جبکہ بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں تم نے اس طرح نہیں کرنا ہے امام کا تعین اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع میں جائے تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز کی امامت کرائے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

(بخاری' مسلم)

بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں مجھے بواسیر کی تکلیف تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا (کیا مجھے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (ممکن ہو) تو کھڑے ہو کر نماز ادا کرو اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر۔ اگر بیٹھ کر ادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کر سکتے ہو۔

(بخاری' ابوداؤد' احمد)

نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اس کو نصف ثواب ملے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

خیال رہے کہ اس سے مراد وہ انسان ہے جو بیماری کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا۔

علامہ خطابی کی تشریح علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بیمار آدمی ہے اور وہ مشقت کے ساتھ تو کھڑے ہو کر فرض نماز ادا کرنے کی سکت رکھتا ہے لیکن بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے تو اس کو نصف ثواب ملے گا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو ترغیب دلا رہے ہیں کہ نماز مشقت کے باوجود بھی افضل یہی ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔ حافظ ابن حجر نے علامہ خطابی کی اس توجیہہ کو سراہا ہے۔

(دیکھئے فتح الباری (۲/۴۶۸)

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر نکلے آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کو قیام کرنے والے کی بنسبت نصف ثواب ملے گا۔ (احمد' ابن ماجہ' سند صحیح ہے)

رسول اکرم ﷺ نے ایک بیمار کی عیادت فرمائی۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ گدے پر نماز ادا کرنا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے گدے کو وہاں سے اٹھا دیا پھر اس نے لکڑی کے تختہ پر نماز ادا کرنا چاہی۔ آپ ﷺ نے اس کو وہاں سے دور کر دیا اور فرمایا کہ اگر طاقت ہو تو زمین پر نماز ادا کرو ورگرنہ اشارے سے ادا کرو۔ البتہ سجود کی حالت میں سر کو رکوع سے نیچے رکھو۔

(طبرانی' بزار' ابن السماک (۲/۶۷) (بیہقی سند صحیح ہے تخریج احادیث صحیحہ ۳۲۳)

کشتی میں نماز کیسے ادا کی جائے؟ رسول اکرم ﷺ سے کشتی میں نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اگر ڈوبنے کا خطرہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کی جائے۔ (البزار ۶۸' دار قطنی' عبدالغنی المقدسی فی السنن ۲/۸۲ حاکم نے صحیح کہا' ذہبی نے بھی صحیح کہا)

Www.IslamicBooks.Website

خیال رہے ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنے کا حکم کشتی میں سوار انسان کی نماز کے برابر ہے، یعنی اگر نمازی کے لیے نماز میں قیام کرنا ممکن ہے تو قیام کے ساتھ نماز پڑھے وگرنہ بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز پڑھے البتہ رکوع سجود صحیح ہو۔

رسول اکرم ﷺ جب بوڑھے ہوگئے تو آپ ﷺ نے جائے نماز کے قریب ایک ستون تیار کرایا جس پر آپ ﷺ ٹیک لگاتے تھے۔

(ابوداؤد، حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح کہا) (الاحادیث الصحیحہ ۳۱۹)

رات کے نوافل کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ادا کرنا رسول اکرم ﷺ کبھی رات بھر کھڑے ہو کر نوافل ادا کرتے اور کبھی بیٹھ کر اور جب قراءت کھڑے ہو کر فرماتے تو رکوع کی حالت میں بھی قیام سے منتقل ہوتے اور جب بیٹھ کر قراءت فرماتے تو اسی حالت میں رکوع بھی فرماتے۔

(مسلم، ابوداؤد)

اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت فرماتے جب قراءت سے تیس یا چالیس آیات باقی ہوتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کی تلاوت فرماتے۔ پھر رکوع سجدہ میں چلے جاتے دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ کا یہی معمول ہوتا۔

(بخاری، مسلم)

اپنی زندگی کے آخری سال میں آپ ﷺ بیٹھ کر رات کے نوافل ادا کرتے اس لئے کہ آپ ﷺ کچھ زیادہ ہی بوڑھے ہو چکے تھے۔

(مسلم، احمد)

اور آپ ﷺ چوکڑی کی حالت میں بیٹھتے۔

(نسائی، ابن خزیمہ ۱/۱۰۷/۲، عبدالغنی مقدسی فی السنن (۱/۸۰) حاکم، ذہبی نے صحیح کہا۔

جوتے پہن کر نماز ادا کرنا اور اس کا حکم دینا کبھی آپ ﷺ نماز میں ننگے پاؤں کھڑے ہوتے اور کبھی آپ ﷺ نے جوتا پہن رکھا ہوتا تھا۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، بقول طحاوی حدیث متواتر ہے)

Www.IslamicBooks.Website

امت کو اس کی اجازت عطا کرتے ہوئے فرمایا جب ایک تمہارا نماز ادا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنا جوتا پہن لے یا اسے کھول کر اپنے پاؤں کے درمیان رکھ لے۔ کسی کو ان سے ایذاء نہ پہنچے۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے لوگوں کو جوتوں میں نماز ادا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا یہودیوں کی مخالفت کرو وہ جوتے اور موزے پہن کر نماز ادا نہیں کرتے۔

(ابوداؤد' البزار (۵۳۔ زوائدہ) حاکم و ذہبی نے صحیح کہا۔)

اور کبھی آپ ﷺ نماز میں جوتوں کو اتار دیتے پھر اسی حالت میں نماز مکمل فرماتے۔ حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز ہمیں نماز پڑھائی دوران نماز آپ ﷺ نے پاؤں سے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لئے۔ مقتدیوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے جوتے اتار دیئے آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کس لئے جوتے اتارے انہوں نے جواب دیا جب ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے جوتے اتار دیئے ہیں تو ہم نے بھی جوتے اتار دیئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو اس لئے جوتے اتارے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میرے جوتوں کے نچلے حصے میں نجاست ہے اس پر میں نے انہیں اتار دیا۔ پس جب تم مسجد کا رخ کرو تو جوتوں کا اچھی طرح ملاحظہ کر لیا کرو اگر ان میں نجاست نظر آئے تو ان کو زمین پر اچھی طرح سے رگڑنا چاہئے پھر ان میں نماز ادا کرو۔

(ابوداؤ' ابن خزیمہ' حاکم' ذہبی' نووی نے صحیح کہا۔)

جب آپ ﷺ نماز میں جوتا اتارتے تو بائیں جانب رکھتے۔(۸۹) اور فرماتے جب تم نماز ادا کرنا چاہو تو جوتے کو دائیں بائیں کسی جانب نہ رکھو بلکہ پاؤں کے درمیان رکھو۔ اس لئے کہ جو تمہارا بائیں ہے وہ آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کا دائیں طرف ہوگا۔ ہاں اگر آپ کی بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں جانب رکھ سکتے ہو۔ (ابوداؤد' ابن خزیمہ' حاکم' ذہبی' نووی نے صحیح کہا۔)

---

(۸۹) ابو داؤد نسائی ابن خزیمہ (۱/۱۱۰/۲) سند صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

منبر پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا ایک بار رسول اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ آپ ﷺ کے منبر کے تین درجے(۹۰) تھے آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی صحابہ نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں تکبیر تحریمہ کہی رکوع بھی آپ ﷺ نے منبر پر کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سر اٹھایا البتہ سجدہ کرنے کے لئے پچھلے پاؤں اتر کر منبر کے اصل میں سجدہ فرمایا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا میں نے منبر پر قیام' رکوع وغیرہ اس لئے کیا ہے تاکہ تم میری اقتداء کرو اور میرے نماز ادا کرنے کی کیفیت کا تمہیں پتہ چل جائے۔ (بخاری' مسلم' ابن سعد (۱/ ۲۵۳)

منبر کے بارے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین درجے ہوں اس سے زیادہ نہ ہوں تین سے زیادہ درجات کا ہونا بنو امیہ کی بدعت ہے اکثر و بیشتر اس کے سبب صف بندی قائم نہیں رہتی اس میں انقطاع آ جاتا ہے لیکن صف ٹوٹنے سے بچاؤ اختیار کرنے کے لئے منبر کو مسجد کی غربی جانب میں یا اس کے لئے محراب بنانا یہ دوسری بدعت ہے نیز جنوبی سمت میں اس کو اونچائی میں رکھنا جیسے مینار ہوتا ہے پھر اس کے اوپر جانے کے لئے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے جو دیوار سے ملی ہو یہ بھی بدعت ہے جبکہ بہترین طریقہ رسول اکرم ﷺ کا طریقہ ہے فتح الباری (۲/ ۳۳۱)

نماز میں سترہ کا واجب ہونا رسول اکرم ﷺ بالکل سترہ کے قریب کھڑے ہوتے۔ آپ ﷺ کے اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا تھا اور آپ ﷺ کے سجدہ کی جگہ اور دیوار کے درمیان صرف بکری گزرنے کی گنجائش ہوتی۔(۹۱)

---

(۹۰) سنت یہی ہے کہ منبر کے تین درجے ہوں اس سے زیادہ درجے بدعت ہیں اموی دور میں اس بدعت کو فروغ حاصل ہوا ظاہر ہے کہ تین درجوں سے زیادہ درجے والا منبر جب صف میں رکھا جائے گا تو اس سے صف میں انقطاع ہوگا اس سے بچاؤ احتیاط کرتے ہوئے اس کو مسجد کی غربی جانب میں منتقل کرنا یا محراب بنانا ایک دوسری بدعت کو دعوت دینا ہے اس طرح اس کو جنوبی دیوار میں اونچا رکھ دینا اور اس پر چڑھنے کے لئے دیوار کے ساتھ سیڑھی لگانا بھی بدعت ہے و خیر الہدی ہدی محمد ﷺ الفتح (۲/ ۳۳۱) (۹۱) (بخاری احمد)

Www.IslamicBooks.Website

اس سلسلہ میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز ادا کرتے وقت آگے سترہ رکھنا ضروری ہے اور نمازی کے آگے سے کوئی انسان گزرنے نہ پائے۔ اگر گزرنے والا مزاحمت کرے تو اس سے مزاحم ہو جانا چاہیے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔ (۹۲)

اور فرماتے ہیں جب کوئی شخص نماز ادا کرنے لگے تو وہ سترہ کے قریب کھڑا ہو' کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان آگے سے گزر کر اس کی نماز کو فاسد بنا دے۔ (۹۳)

اور کبھی آپ ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں ستون کے قریب کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے (یعنی ستون سترہ ہوتا تھا)

میں اس بات کا قائل ہوں کہ امام اور منفرد دونوں کے لئے سترہ رکھنا ضروری ہے جبکہ مسجد بڑی ہو ابن ھانئ نے بیان کیا کہ مجھے ایک دن امام احمد نے دیکھا جبکہ میں نماز ادا کر رہا تھا اور میرے سامنے سترہ نہیں تھا میں جامع مسجد میں تھا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ آپ اپنے آگے کوئی چیز بطور سترہ کے رکھیں چنانچہ میں نے ایک شخص کو اپنا سترہ بنایا

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ مسجد خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو سترہ بہر حال رکھا جائے یہ مسلک صحیح ہے لیکن جن شہروں میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا میں نے وہاں کی مساجد کے ائمہ اور نمازیوں کو دیکھا کہ وہ سترے کا خیال نہیں رکھتے ہیں اور یہی حال مملکت سعودیہ میں بھی پیش آیا مجھے پہلی بار رجب ۱۴۱۰ھ میں سعودی عرب جانے کا اتفاق ہوا وہاں بھی یہی صورت حال دیکھنے میں آئی پس علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کو اس کی اہمیت بتائیں اور انہیں اس سنت کے احیاء کی ترغیب دلائیں اور انہیں بتائیں کہ یہ حکم دیگر مساجد کی طرح حرمین شریفین کو بھی شامل ہے

اور جب کھلے میدان میں نماز ادا فرماتے اور کوئی سترہ نہ ہوتا تو اپنے آگے نیزہ گاڑ لیتے صحابہ کرام آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے۔ (۹۴)

اور کبھی اپنی سواری کو عرضاً بٹھاتے تاکہ وہ سترہ (۹۵) کا کام دے جب کہ ایک

---

(۹۲) صحیح ابن خزیمہ (۱/۹۳/۱) سند مضبوط ہے۔ (۹۳) ابو داؤد بزار (ص ۵۴ زوائد) حاکم ذہبی نووی (۹۴) بخاری مسلم ابن ماجہ (۹۵) بخاری احمد

Www.IslamicBooks.Website

حدیث میں اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے سے روکا گیا ہے(۹۶) (یہ اس وقت ہے جب اونٹ باڑے میں موجود ہوں۔)

اور کبھی اونٹ کے پالان کو سامنے رکھ لیتے اور اس کی پچھلی لکڑی کو سترہ بناتے۔ (۹۷)

آپ ﷺ فرماتے ہیں جب تم نماز ادا کرتے وقت اپنے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی کے بقدر طول میں کوئی چیز رکھ لو گے تو اس کے باہر سے گزرنے والوں سے تمہاری نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(مسلم، ابوداؤد)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک درخت کو سترہ بنایا۔

(نسائی، احمد)

اور کبھی آپ ﷺ اس چارپائی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے جس پر عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوتی تھیں۔ اس نے اپنے اوپر چادر اوڑھ رکھی ہوتی تھی۔ (۹۸)

آپ ﷺ سترہ اور اپنے درمیان سے کسی چیز کو گزرنے نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی وہ آپ ﷺ کے آگے سے گزرنا چاہتی تھی۔ آپ ﷺ نے پھرتی دکھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ کا بطن مبارک دیوار کے ساتھ لگ گیا تو بکری کو سترہ کے پیچھے سے گزرنا پڑا۔ (۹۹)

اسی طرح ایک بار رسول اکرم ﷺ نے فرض نماز پڑھائی تو نماز میں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے کیا پھر پیچھے کیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کوئی حادثہ ہوگیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں البتہ شیطان میرے آگے سے گزرنا چاہتا تھا تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس کے منہ کا لعاب میرے ہاتھ کو لگ گیا۔ باللہ! اگر میرے بھائی

---

(۹۶) مسلم ابن خزیمہ (۹۲ر۲) احمد (۹۷) بخاری احمد (۹۸) بخاری مسلم ابو یعلی (۱۱۰۷ر۳) مصورۃ المکتب (۹۹) صحیح ابن خزیمہ (۹۵ر۱) طبرانی (۱۴۰ر۳، ۳) حاکم نے ذکر کر کے

Www.IslamicBooks.Website

سلیمانؑ نے مجھ سے پہلے جنوں کو ماتحت کرنے کی دعا نہ کی ہوتی تو اس کو مسجد کے ستون سے باندھا جاتا اور بچے اس کو مدینہ کے بازاروں میں پھراتے۔(۱۰۰) پس جس قدر ممکن ہو قبلہ کی جانب میں آپ کے آگے سے کوئی چیز گزرنے نہ پائے۔

قادیانیوں کا انکار حدیث مذکورہ حدیث معنیٰ کے لحاظ سے صحیحین میں بھی ہے۔ لیکن اس مضمون کی احادیث کا قادیانی انکار کرتے ہیں وہ جنوں کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن پاک میں جہاں کہیں جنوں کا ذکر آتا ہے اس کی تحریف کرتے ہیں اس سے مراد انسان لیتے ہیں صراحتہ "لغت عرب اور شریعت اسلامیہ کا انکار کرتے ہیں۔ کیا لغت عرب میں بشر اور جن مترادف الفاظ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح سنت میں جہاں کہیں ان کا ذکر آتا ہے تو اس کی تاویل کی غلط گنجائش نکالتے ہیں۔ انہیں اس سے کچھ ڈر اور خوف نہیں ہے کہ وہ دیدہ دلیری کے ساتھ صحیح متواتر احادیث بلکہ اجماع امت کے ساتھ ثابت شدہ مسائل میں رخنہ اندازی کریں۔ (ھداھم اللہ)

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں جب تم لوگ نماز ادا کرتے وقت آگے سترہ کھڑا کر دو تو اگر کوئی شخص سترہ کے اندر سے گزرنا چاہے تو اس کی مزاحمت کی جائے حتیٰ الوسع اس کو آگے سے نہ گزرنے دیا جائے ایک روایت میں ہے کہ دوبار تو اس کو ہاتھ سے روکا جائے اگر وہ نہ رکے تو اس سے ہاتھا پائی سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ وہ تو شیطان ہے۔

(بخاری، مسلم، دوسری روایت ابن خزیمہ کی ہے ۱/۹۴/۱)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ کام کس قدر گناہ والا ہے تو وہ چالیس سال کھڑے رہنے کو آگے سے گزرنے پر پسند کرے۔

کن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے

---

(۱۰۰) احمد دار قطنی طبرانی سند صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ہیں اگر نمازی کے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی کے طول کے برابر سترہ نہ ہو تو بالغ عورت، گدھا، سیاہ کتا آگے سے گزر جائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ سیاہ کتے کو خاص کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔ (۱۰۱)

قبلہ کی جانب قبر کا ہونا رسول اکرم ﷺ نے قبلہ کی جانب قبر ہونے کی صورت میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں نہ قبروں کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرو اور نہ قبروں پر بیٹھو۔ (۱۰۲)

نماز کے لئے نیت باندھنا رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اعمال کا صحیح ہونا نیت پر موقوف ہے ہر آدمی کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔

(بخاری، مسلم)

امام نووی کی صراحت روضۃ الطالبین میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نیت کا معنی قصد ہے۔ یعنی نماز ادا کرنے والا اپنے ذہن میں نماز ادا کرنے کا قصد کرے یہ کہ وہ مثلاً ظہر کی نماز ہے یا یہ کہ وہ نفل نماز ہے یہ قصد تکبیر تحریمہ کے ساتھ ذہن میں موجود ہو۔ (۱۰۳)

تکبیر تحریمہ رسول اکرم ﷺ اللہ اکبر کے ساتھ نماز شروع فرماتے تھے اور جس آدمی نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی اس کو بھی آپ ﷺ نے اولاً وضو کا حکم دیا پھر فرمایا کہ وہ نماز کو اللہ اکبر سے شروع کرے۔

---

(۱۰۱) مسلم ابو داؤد ابن خزیمہ (۲٫۹۵/۱) (۱۰۲) مسلم، ابن خزیمہ (۲٫۹۵/۱)، ابو داؤد (۱۰۳) (۲۲۴/۱) طبع المکتب الاسلامی

Www.IslamicBooks.Website

زبان کے ساتھ نیت کرنا حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ صرف اللہ اکبر کے ساتھ نماز شروع فرماتے اس کے علاوہ زبان پر وہ مشہور نیت کے الفاظ نہ لاتے جو آج کل مشہور ہیں اس لئے کہ زبان کے ساتھ نیت کے الفاظ بولنا ایسی بدعت ہے جس پر تمام ائمہ متفق ہیں۔ البتہ ائمہ کا اختلاف اس میں ہے کہ کیا تمام بدعات سیئہ ہوتی ہیں یا بعض بدعات حسنہ بھی ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اس نظریہ کے علمبردار ہیں کہ عبادات میں ہر بدعت سیئہ ہے اور اس کی گمراہی میں کچھ شک نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں نماز کی چابی وضو ہے اور تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز کے علاوہ دیگر تمام کام حرام ہو جاتے ہیں اور السلام علیکم کہنے سے حلال ہو جاتے ہیں۔(۱۰۴) معلوم ہوا کہ نماز کا دروازہ بند تھا وضو کے ساتھ ہم نے دروازہ کھولا اور تکبیر تحریمہ کہہ کر ہم نماز میں داخل ہوئے اور وہ سب کام کرنے حرام ہو گئے جو نماز سے پہلے حلال تھے اور السلام علیکم کہہ کر ہم نماز سے باہر آئے اور حرام کام حلال ہو گئے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ اونچی آواز سے کہتے تاکہ آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والوں کو بھی آواز پہنچ جائے۔

اور جب آپ ﷺ بیمار ہو جاتے تو ابوبکر اونچی آواز کے ساتھ تکبیر کہتے تاکہ لوگوں تک آواز پہنچ جائے۔ (۱۰۵)

(مسلم، نسائی) (امام کی طرح مقتدی بھی اللہ اکبر کہے)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔

(احمد، بیہقی، سند صحیح ہے)

---

(۱۰۴) ابو داؤد ترمذی حاکم نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی

(۱۰۵) (احمد، حاکم) حاکم نے صحیح کہا، ذہبی نے موافقت کی۔

Www.IslamicBooks.Website

رفع الیدین رسول اکرم ﷺ کبھی تکبیر تحریمہ کے ساتھ (۱۰۶) کبھی تکبیر تحریمہ کے بعد (۱۰۷) اور کبھی تحریمہ سے پہلے (۱۰۸) دونوں ہاتھوں کو شانوں اور کانوں تک بلند فرماتے۔ رفع الیدین کرتے وقت آپ ﷺ کے ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوتی تھیں البتہ انگلیوں کے درمیان نہ فاصلہ کرنے کی کوشش فرماتے اور نہ ہی ان کو ملاتے (بلکہ اپنی حالت پر چھوڑتے تھے) (۱۰۹)

آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو شانوں کے برابر اٹھاتے اور کبھی کانوں کے برابر اٹھاتے۔ (بخاری' نسائی) (بخاری' ابوداؤد)

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا اور اس کا حکم دینا رسول اکرم ﷺ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے (مسلم' ابوداؤد) اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کریں البتہ سحری کا کھانا تاخیر سے کھائیں اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھیں (ابن حبان الضیاء سند صحیح ہے)

حدیث میں ہے رسول اکرم ﷺ کا ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا وہ نماز ادا کر رہا تھا اس نے بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور دائیں کو بائیں پر رکھ دیا۔ (احمد' ابوداؤد' سند صحیح ہے)

سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم رسول اکرم ﷺ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے باہر کے حصہ اس کے جوڑ اور کلائی پر (۱۱۰) رکھتے اور صحابہ کرام کو بھی یہی (۱۱۱) فرماتے اور کبھی آپ دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں کو تھامتے (۱۱۲) اور سینہ پر ہاتھ رکھتے (۱۱۳) اور نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرماتے۔ (۱۱۴) (۱۰۶) بخاری نسائی (۱۰۷) بخاری ابو

داؤد (۱۰۸) بخاری' نسائی (۱۰۹) ابو داؤد ابن خزیمہ (۱/۶۲' ۲/۶۴' ۱) و تمام والحاکم نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی ۔ (۱۱۰) ابو داؤد نسائی ابن خزیمہ (۱/۵۴' ۲) سند صحیح ہے صحیح ابن حبان (۴۸۵) (۱۱۱) مالک ' بخاری ' ابو عوانہ ۔ (۱۱۲) نسائی دار قطنی سند صحیح ہے (۱۱۳) ابو داؤد ابن خزیمہ (۱/۵۴' ۲) احمد ابو الشیخ فی تاریخ اصبہان ص ۱۲۵ ۔ (۱۱۴) بخاری ' مسلم

Www.IslamicBooks.Website

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں کو پکڑا جائے یعنی تھاما جائے۔ اس سے پہلی حدیث میں ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔ دونوں سنت ہیں لیکن متاخرین حنفیہ دونوں حدیثوں پر عمل پیرا ہو کر بیک وقت دائیں کو بائیں پر رکھتے ہیں دائیں ہاتھ کی چھنگلیا اور انگوٹھے کے ساتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے جوڑ کو پکڑتے ہیں اور دیگر تین انگلیوں کو بازو پر پھیلا کر رکھتے ۔

(حاشیہ ابن عابدین علی الدر ۱/ ۴۵۴)

متاخرین احناف کا یہ عمل بدعت ہے لہٰذا اس پر عمل نہ کیا جائے۔ خیال رہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے سنت ہیں امام اسحاق بن راہویہ اس سنت پر عمل پیرا رہے۔

(۱۱۵)

امام مروزی کا قول المسائل میں رقم طراز ہیں۔ اسحاق بن راہویہ ہمیں وتر کی نماز پڑھاتے۔ دعائے قنوت کے لئے رفع الیدین کرتے رکوع سے قبل دعا قنوت فرماتے اور اپنے پستانوں یا ان کے نیچے ہاتھ باندھتے۔

عبداللہ بن امام احمد مسائل میں رقم طراز ہیں کہ میں نے اپنے والد کو نماز ادا کرتے دیکھا ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے۔ (۱۱۶)

سجدہ کرنے کی جگہ میں نظر کا رہنا رسول اکرم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو سر نیچا رکھتے۔ آپ ﷺ کی نظر زمین پر ہوتی اور جب آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہوتے تو نماز میں آپ ﷺ کی نظر سجدہ کی جگہ پر رہتی۔ (۱۱۷)

ان ہر دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ادا کرنے والے شخص کی نظر سجدہ کی جگہ پر رہے اور وہ نمازی جو نماز ادا کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اسلامی تعلیمات میں

---

(۱۱۵) ص ۲۲۲ (۱۱۶) (۶۲)

(۱۱۷) بیہقی حاکم نے صحیح کہا حدیث کے دس شاہد ہیں دیکھیئے ابن عساکر۔ (۲،۲۰۲/۷)

Www.IslamicBooks.Website

اس کا ثبوت نہیں ہے یہ ایسا تقویٰ ہے جس کی کچھ قدروقیمت نہیں ہے جبکہ بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے

نماز میں خشوع کی ترغیب خشوع کی تاکید کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو جس سے نمازی کے خشوع میں کمی واقع ہو۔

(ابوداؤد' احمد' سند صحیح ہے)

رسول اکرم ﷺ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے سے منع (۱۱۸) فرماتے ہیں مزید تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں نماز میں لوگوں کو آسمان کی جانب نظر اٹھانے سے رک جانا چاہئے یا پھر ان کی نظریں سلب ہو جائیں گی۔ (۱۱۹)

ایک دوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں جب تم نماز ادا کرو تو التفات نہ کرو یاد رکھو جب تک نمازی التفات نہیں کرتا اللہ کا چہرہ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے۔ (ترمذی' حاکم' دونوں نے صحیح کہا)

نیز آپ ﷺ نے التفات سے روکتے ہوئے فرمایا کہ التفات کی صورت میں شیطان نمازی کو نماز سے دور کر دیتا ہے اور اس کی غفلت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

(بخاری' ابوداؤد)

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی اس طرح کرو جس طرح تم آخری نماز ادا کر رہے ہو ۔ نیز جیسے کہ تم اللہ کو اپنے آگے دیکھ رہے ہو اگر یہ تصور قائم نہ ہو سکے تو پھر اس خیال کو اجاگر کرنے کی کوشش کرو کہ اللہ پاک آپ کو دیکھ رہا ہے۔ (۱۲۰)

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص وقت پر فرض نماز ادا کرنے کے لئے اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز کی ادائیگی میں خشوع خضوع کا خیال رکھتا ہے رکوع' سجود صحیح کرتا ہے۔ تو وہ نماز گزشتہ تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ عمر بھر کی نمازوں کا یہی حکم ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ

---

(۱۱۸) بخاری ابو داؤد (۱۱۹) مسلم بخاری الہ اج ۔ (۱۲۰) الملخص فی احادیث المنتقی البانی الرویانی الضیاء فی المختارۃ ابن ماجہ احمد ابن عساکر الھیثمی نے اسنی المطالب میں صحیح کہا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

کرے۔ (مسلم)

ایک بار رسول اکرم ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز ادا فرمائی۔ جس پر کچھ نقوش تھے نماز میں آپ ﷺ کی ایک نظران پر پڑی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ منقش چادر ابو جہم کے سپرد کرو اور اس کی سادہ گاڑھے کی چادر میرے لئے لاؤ منقش چادر نے تو مجھے نماز سے غافل کر دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میری نظر نماز میں اس کے نقوش پر رہی۔ قریب تھا کہ میں فتنے میں مبتلا ہو جاتا۔ (بخاری، مسلم، مالک)

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چادر تھی جس پر تصویریں کندہ تھیں۔ وہ چادر انگیٹھی کی سجاوٹ کے لئے دیوار کے ساتھ لگائی ہوئی تھی۔ آپ نے نماز ادا فرمائی تو اس کی جانب آپ کی نظر اٹھتی رہی۔ آپ نے عائشہ سے فرمایا اس کو اتار دو اس لئے کہ اس پر کندہ تصویریں نماز میں مجھ پر اثر انداز ہوتی رہیں۔ (بخاری، مسلم، ابو عوانہ)

سوال مذکورہ حدیث میں صرف چادر اتارنے کا حکم دیا گیا ہے تصویروں کو ختم کرنے کا حکم موجود نہیں ہے کیا تصویروں کو ختم کرنا ضروری نہیں۔

جواب آپ نے تصویروں کے ختم کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ تصویریں ذوی الارواح کی نہیں تھیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ذوی الارواح کی تصویریں ہوتیں تو آپ ان کے ختم کرنے بلکہ چادر پھاڑنے کا حکم فرماتے۔ جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات میں اس قسم کی تصویروں کو ختم کرنے کا حکم موجود ہے تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کریں۔ (۱۲۱)

جس طرح تصویروں والے کپڑے پر نظر پڑنے سے خشوع میں کمی آتی ہے اسی طرح عین نماز کے وقت اگر کھانا موجود ہو یا آپ کو قضائے حاجت جانا ہو تو اس وقت نماز ادا کرنے سے پہلے کھانا کھا لیا جائے اور قضائے حاجت سے فارغ ہو

---

(۱۲۱)(۱۰ر۳۲۱)

Www.IslamicBooks.Website

لیا جائے۔ تاکہ نماز کا خشوع باقی رہے آپ فرماتے ہیں کہ کھانے کی موجودگی اور قضائے حاجت کے تقاضے کے وقت نماز ادا نہیں ہوتی۔ (۱۲۲)

تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعائیں رسول اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد مختلف قسم کی دعائیں پڑھا کرتے تھے جو اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی تمجید پر مشتمل ہوتی تھیں۔ آپ نے ان دعاؤں کے پڑھنے کا اس انسان کو بھی حکم دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کی تھی آپ نے فرمایا کسی انسان کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اللہ کی کبریائی' اس کی حمد و ثناء کے کلمات نہیں کہتا۔ اور جس قدر آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کر سکتا ہے کرے (۱۲۳) چنانچہ آپ سے ذیل کی دعائیں پڑھنا ثابت ہے۔

۱۔ «اَللّٰهُمَّ! بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ! نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ»،

اے اللہ میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان دوری فرما جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری کی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے اے اللہ میرے گناہوں کو پانی' برف' اولوں سے دھو ڈال۔

فرض نماز میں اس کا پڑھنا ثابت ہے۔ (۱۲۴)

۲۔ «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِماً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الْمَلِكُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي جَمِيعاً؛ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ

---

(۱۲۲) بخاری مسلم ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۰/۲) (۱۲۳) ابو داؤد حاکم دونوں نے صحیح کہا (۱۲۴) بخاری مسلم ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۰/۲)

Www.IslamicBooks.Website

الأَخلاقِ، لَا يَهدِي لِأَحسَنِهَا إِلَّا أَنتَ ، وَاصرِف عَنِّي سَيِّئَهَا ، لَا يَصرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنتَ ، لَبَّيكَ وَسَعدَيكَ ، وَالخَيرُ كُلُّهُ فِي يَدَيكَ ، وَالشَّرُّ لَيسَ إِلَيكَ وَالمَهدِيُّ مَن هَدَيتَ ، أَنَا بِكَ وَإِلَيكَ لَا مَنجَأَ وَلَا مَلجَأَ مِنكَ إِلَّا إِلَيكَ ، تَبَارَكتَ وَتَعَالَيتَ، أَستَغفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيكَ ».

میں نے اپنے آپ کو اس ذات کی جانب سونپ دیا ہے جس نے آسمان‘ زمین کو پیدا فرمایا‘ میں اسی کی عبادت کرنے والا مسلمان ہوں۔ اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز‘ میری عبادت‘ میری زندگی‘ میری موت اللہ کے لئے ہے جو دونوں جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں‘ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تو ہی معبود ہے تو پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کئے‘ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے‘ بے شک تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ تو مجھے اچھے اخلاق کی راہنمائی فرما تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور مجھ سے برے اخلاق ختم فرما تیرے سوا کوئی میرے برے اخلاق کو ختم نہیں کر سکتا۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ تمام نیکیاں تیرے قبضہ میں ہیں اور برائیوں کو تیری جانب منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ ہدایت یافتہ وہ ہے جسے تو ہدایت فرما دے میں تیرے ساتھ ہوں اور تیری طرف التجا کرتا ہوں تیرے سوا کوئی نجات کی جگہ اور پناہ گاہ نہیں ہے تو برکت والا ہے اور بلندیوں والا ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

اکثر روایات میں (اَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ) کے الفاظ وارد ہیں البتہ بعض روایات میں "اَنَا مِنَ المُسلِمِینَ" کے الفاظ بھی آتے ہیں لیکن بظاہر اس تبدیلی کو رواۃ کا تصرف کہنا ہی مناسب ہے اس لئے کہ "اَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ" کے صحیح ہونے پر خارجی قرائن بھی موجود ہیں بعض لوگوں کی جانب سے یہ سوال اٹھانا (کہ "اَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ" کے جملہ میں اس جملہ کو کہنے والا اپنے آپ کو پہلا مسلمان

Www.IslamicBooks.Website

ثابت کر رہا ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے) صحیح نہیں اصل مقصود یہ ہے کہ اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ کہنے والا دراصل یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اے اللہ تیرے احکام کے سامنے میں نے سر تسلیم خم ہونے میں اتنی جلدی کی ہے کہ میں اپنے آپ کو ہی اول نمبر سمجھتا ہوں۔ اس طرح کا جملہ قرآن پاک میں موجود ہے دیکھئے "قُل اِن کَانَ لِلرَّحمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العَابِدِینَ" حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے قرآن پاک میں ذکر ہے کہ وہ اَنَا اَوَّلُ المُؤمِنِینَ کہتے ہیں۔

والشر لیس الیک کی تشریح حافظ ابن قیم فرماتے ہیں اگرچہ اللہ سبحانہ خیر شر دونوں کا خالق ہے لیکن شر کی نسبت اللہ سبحانہ کی جانب کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اللہ کے افعال میں شر نہیں اس کے تمام افعال خیر ہیں اس لئے کہ اللہ سبحانہ کے افعال اس کے عدل، فضل، حکمت پر موقوف ہیں اور یہ سب خیر ہیں ان میں شر کا وجود نہیں ہے اور شر کو اسی وقت شر کہا جاتا ہے جب اس کی نسبت کا اللہ سبحانہ کی جانب سے انقطاع ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ کے خلق اور فعل میں شر نہیں۔ البتہ بعض مخلوقات میں شر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ ظلم سے منزہ ہے اس لئے کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کے محل میں جگہ نہ دینا تو اللہ سبحانہ کے لئے تو یہ سزاوار نہیں کہ وہ چیزوں کو ان کے مقام پر جگہ نہ دے۔ جب وہ سب اپنے محل میں ہیں تو سب خیر ہوئے لہٰذا شر کی نسبت اللہ کی جانب کرنا جائز نہیں۔

سوال یہاں ایک سوال پیدا ہو رہا ہے کہ اگر شر کی نسبت اللہ سبحانہ کی جانب صحیح نہیں تو اللہ سبحانہ نے شر کو پیدا کیوں فرمایا؟

جواب حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا شر کو خلق کرنا بھی خیر ہے اس لئے کہ اللہ کا خلق اور فعل خیر ہی ہیں۔ اس لئے کہ خلق اور فعل اللہ کے ساتھ قائم ہیں اور شر

Www.IslamicBooks.Website

کا قیام اللہ سبحانہ کے ساتھ محال ہے اور اس کا اتصاف بھی اس کے ساتھ محال ہے پس مخلوق میں جو شر ہے اس کی نسبت تو اللہ کی طرف نہیں کی جا سکتی۔ البتہ فعل اور خلق کی نسبت بلحاظ خیر کے اللہ کی طرف کی جا سکتی ہے۔ بحث کی مزید تحقیق حافظ ابن قیم کی کتاب "شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والتعلیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۲۵)

۳ ۔ دعا نمبر ۲ والے الفاظ ہیں (اَنتَ رَبِّی وَاَنَا عَبدُکَ الخ) الفاظ اس میں نہیں ہیں البتہ ذیل کے الفاظ مذکور ہیں۔

۳۔ « اَللّٰهُمَّ! أَنتَ المَلِكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبحَانَكَ وَبِحَمدِكَ »

۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں (۱۲۶)

۴ ۔ نمبر ۲ والی دعا کے الفاظ "اَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ" تک ہیں اس کے بعد ذیل کے الفاظ ہیں

٤۔ « اَللّٰهُمَّ! اهدِنِي لِأَحسَنِ الأَخلَاقِ وَأَحسَنِ الأَعمَالِ، لَا يَهدِي لِأَحسَنِهَا إِلَّا أَنتَ، وَقِنِي سَيِّئَ الأَخلَاقِ وَالأَعمَالِ، لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنتَ »

اے اللہ مجھے اچھے اخلاق کی جانب راہ نمائی کر اور اچھے اعمال کی جانب بھی کر تو ہی اچھے اعمال کی رہنمائی کرتا ہے اور مجھے برے اخلاق اور برے اعمال سے محفوظ کر تو ہی برے اعمال سے بچا سکتا ہے۔ (۱۲۷)

٥۔ « سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمدِكَ، وَتَبَارَكَ اسمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَآ إِلٰهَ غَيرُكَ »

۵ ۔ اے اللہ تو پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے تیرا مرتبہ بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں (۱۲۸)

امام عقیلی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متعدد مضبوط طرق سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک کسی بندے کا زیادہ محبوب کلام

---

(۱۲۵) (۱۸۷) (۲۰۶) (۱۲۶) نسائی سند صحیح ہے (۱۲۷) نسائی دار قطنی سند صحیح ہے (۱۲۸) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

یہ ہے کہ وہ سُبحانَکَ اللّٰھُمَّ وبِحَمدِکَ کے الفاظ کہے۔ (۱۲۹)

۶۔ نمبر ۵ والے الفاظ ہیں البتہ رات کی نفل نماز میں ذیل کے کلمات کا اضافہ ہے تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکبَر کَبِیراً تین بار۔

(ابوداؤد' طحاوی' سند حسن ہے)

۷۔ « اَللّٰہُ أکبر کَبِیراً ، وَالحمدُ لِلّٰہِ کَثِیراً ، وَسُبحَانَ اللّٰہِ بُکرَۃً وَّأصِیلاً »

۷۔ اللہ بہت بڑا کبریائی والا ہے تمام حمد اللہ کے لئے کثرت کے ساتھ ہے۔ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں۔

اس دعا کے بارے میں وارد ہے کہ ایک صحابی نے ان کلمات کے ساتھ نماز شروع کی' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کلمات کتنے عمدہ ہیں کہ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل گئے۔

(مسلم' ابوعوانہ' ابونعیم فی اخبار اصبہان ۱/۲۱۰)

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ دعائیہ کلمات نفل نماز میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

۸۔ « اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمداً کَثِیراً طَیِّباً مُبارَکاً فِیہِ »

۸۔ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے کثرت کے ساتھ عمدہ کلمات کے ساتھ جن میں برکت عطا کی گئی ہو تعریف کرتا ہوں۔

ان کلمات کے ساتھ بھی ایک صحابی نے اپنی نماز کا آغاز کیا آپ ﷺ نے ان کلمات کو سن کر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ بارہ فرشتے اس کوشش میں تھے کہ کون پہلے انہیں اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں پیش کرے۔ (مسلم' ابوعوانہ)

۹۔ « اَللّٰھُمَّ! لَکَ الحَمدُ ، أنتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالأرضِ وَمَن فِیھِنَّ ، وَلَکَ الحَمدُ ، أنتَ قَیِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالأرضِ وَمَن فِیھِنَّ ، وَلَکَ الحَمدُ ، أنتَ مَلِکُ السَّمَاوَاتِ وَالأرضِ وَمَن فِیھِنَّ ، وَلَکَ الحَمدُ ، أنتَ الحَقُّ ، وَوَعدُکَ حَقٌّ ، وَقَولُکَ حَقٌّ ، وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ ، وَالجَنَّۃُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ ، وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ ، وَالنَّبِیُّونَ

---

(۱۲۹) ابن مندہ فی التوحید (۱۲۳/۲) سند صحیح ہے نسائی فی الیوم واللیلۃ موقوفاً و مرفوعاً جامع المسانید لابن کثیر (ج ۳ قسم ۲ ورقہ ۲۳۵/۲)

Www.IslamicBooks.Website

حَقٌّ ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ ، اَللّٰهُمَّ ! لَكَ أَسلَمتُ ، وَعَلَيكَ تَوَكَّلتُ ، وَبِكَ آمَنتُ ، وَإِلَيكَ أَنَبتُ ، وَبِكَ خَاصَمتُ ، وَإِلَيكَ حَاكَمتُ ، أَنتَ رَبُّنَا وَإِلَيكَ المَصِير ، فَاغفِر لِي مَا قَدَّمتُ ، وَمَا أَخَّرتُ ، وَمَا أَسرَرتُ وَمَا أَعلَنتُ ، وَمَا أَنتَ أَعلَمُ بِهِ مِنِّي ، أَنتَ المُقَدِّمُ وَأَنتَ المُؤَخِّرُ ، أَنتَ إِلٰهِي ، لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنتَ ، وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ]

۹۔ اے اللہ تمام حمد کا تو سزاوار ہے۔ تو آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہے کو روشن کرنے والا ہے اور تیرے لئے تعریف ہے تو آسمان' زمین اور جو ان میں ہے کا بادشاہ ہے تیرے لئے تعریف ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے اور تیری ملاقات حق ہے جنت' دوزخ' قیامت برحق ہیں۔ تمام انبیاء اور محمد ﷺ برحق ہیں اے اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوگیا اور تجھی پر توکل کیا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیری طرف انابت اختیار کی اور تیرے ساتھ ہی میری مخاصمت ہے اور تیری طرف ہی میرا محاکمہ ہے۔ تو ہمارا رب ہے اور تیری طرف واپس آنا ہے۔ تو میرے پہلے' پچھلے' پوشیدہ' ظاہر اور جن گناہوں کو تو زیادہ جانتا ہے معاف فرما' تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرے سوا نیکی اور بدی کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔

یہ دعا آپ رات کے نوافل میں پڑھا کرتے تھے لیکن فرائض میں پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ (بخاری' مسلم' ابوعوانہ' ابوداود' ابن نصر' دارمی)

۱۰۔ [اَللّٰهُمَّ ! رَبَّ جِبرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسرَافِيلَ ! فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ ! عَالِمَ الغَيبِ وَالشَّهَادَةِ ! أَنتَ تَحكُمُ بَينَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَختَلِفُونَ ، اِهدِنِي لِمَا اختُلِفَ فِيهِ مِنَ الحَقِّ بِإِذنِكَ ، إِنَّكَ تَهدِي مَن تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُستَقِيمٍ]

۱۰= اے اللہ جبرئیل' میکائیل' اسرافیل کے رب' تو آسمانوں' زمین کا پیدا کرنے والا ہے' پوشیدہ ظاہر کو جاننے والا ہے تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اختلاف کی صورت میں مجھے اپنے اذن کے ساتھ حق کی ہدایت فرما۔ بیشک تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راہ کی ہدایت کرتا ہے۔ مسلم ابوعوانہ۔

Www.IslamicBooks.Website

۱۱۔ دس بار اللہ اکبر، دس بار الحمد للہ دس بار سبحان اللہ دس بار لا الہ الا اللہ، دس بار استغفر اللہ کے کلمات کہتے نیز (اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی وعافنی (اے اللہ مجھے معاف کر، مجھے ہدایت عطا فرما مجھے رزق عطا کر، مجھے تندرستی عطا فرما) دس بار کہتے اور (اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنَ الضِّیقِ یوم الحِسَابِ) (اے اللہ بیشک میں تیرے ساتھ قیامت کے دن تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ دس بار کہتے۔ (۱۳۱)

۱۲۔ تین بار اللہ اکبر کہنے کے بعد "ذُوالمَلَکُوتِ وَالجَبَرُوتِ وَالکِبرِیَاءِ وَالعَظمَۃِ (بادشاہت، غلبہ، کبریائی اور عظمت کے مالک) کے کلمات کہتے۔

قراءت دعائے استفتاح کے بعد شیطان سے اللہ کی پناہ میں ہونے کی دعا فرماتے یعنی (اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ مِن ھَمزِہٖ وَنَفخِہٖ وَنَفثِہٖ)(۱۳۲) (میں اللہ کے ساتھ شیطان مردود کے دیوانہ بنانے، متکبر بنانے اور برے اشعار کہنے سے پناہ مانگتا ہوں) کہتے اور کبھی ذیل کے کلمات کہتے۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ السَّمِیعِ العَلِیمِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ (۱۳۳)

اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تلاوت فرماتے اسے اونچی آواز سے تلاوت نہ کرتے۔ پھر سورہ فاتحہ کی ہر آیت الگ الگ پڑھتے، یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد ذرا توقف اختیار کرتے پھر الحمد للہ رب العالمین (تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے) پڑھتے اس کے بعد توقف اختیار کرتے پھر (الرحمن الرحیم) (بہت رحم کرنے والا مہربان ہے) کہتے۔ پھر ذرا ٹھہرتے اور (مالک یوم الدین) (قیامت کے دن کا مالک ہے) کہتے۔ علی ہذا القیاس تمام سورت کی تلاوت کرتے آپکا معمول ہی یہی تھا قرآن کی تلاوت پر ہر آیت پر توقف فرماتے اور مابعد کی آیت کو ماقبل کی آیت کے ساتھ

(۱۳۰) احمد ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۹/۲) ابو داؤد طبرانی الاوسط (۶۲/۲) سند صحیح ہے (۱۳۱) ابو داؤد ابن ماجہ دار قطنی حاکم ابن حبان ذہبی نے صحیح کہا (۱۳۲) ابو داؤد ترمذی سند حسن ہے (۱۳۳) بخاری مسلم ابو عوانہ طحاوی احمد

Www.IslamicBooks.Website

نہیں ملاتے تھے۔ (۱۳۴)

علامہ ابو عمر دانی کی وضاحت علامہ ابو عمر دانی المکتفی میں رقم طراز ہیں۔(۱۳۵) مذکورہ حدیث کثرت طرق کے ساتھ مروی ہے اس مسئلہ میں اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے آئمہ سلف صالحین کی ایک جماعت اور متقدمین قراء ہر ہر آیت پر توقف فرماتے اگرچہ مابعد کی آیت معنی کے لحاظ سے پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہوتی پھر بھی اسے قطع کر کے پڑھتے تھے۔ قرآن پاک کی قراءت میں مسنون طریقہ یہی ہے لیکن اس دور میں جمہور قراء اس طرح تلاوت کرنے سے گریز کرتے ہیں اور یہی حال عوام کا ہے کبھی آپ مالک یوم الدین کی بجائے ملک یوم الدین بھی پڑھ لیتے تھے۔ (۱۳۶)

سورت فاتحہ کی رکنیت اور اس کے فضائل رسول اکرم ﷺ سورت فاتحہ کی عظمت کا اظہار فرماتے ہیں کہ اس شخص کی نماز نہیں جو سورت فاتحہ اور اس سے زائد سورت نہیں پڑھتا۔(۱۳۷) بعض روایات میں ہے کہ وہ نماز نہیں جس میں سورت فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔(۱۳۸) نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص نماز ادا کرتا ہے لیکن اس میں سورت فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ناقص، ناقص، ناقص (تین بار کہا) ہے مکمل نہیں ہے۔(۱۳۹) نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ میں نے نماز (یعنی سورت فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اس کا نصف حصہ میرا ہے اور نصف بندے کا ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے اس کو مل جاتا ہے۔

---

(۱۳۴) ابو داؤد سہمی ۶۴، ۶۵ حاکم نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی (۱۳۵) (۲,۵) (۱۳۶) تمام الرازی فی الفوائد ابن ابی داؤد فی المصاحف (۲,۷) ابو نعیم فی اخبار اصبہان (۱,۱۰۴) حاکم، حاکم نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی یہ قرارت بھی متواتر ہے (۱۳۷) بخاری مسلم ابو عوانہ بیہقی (۱۳۸) دار قطنی ابن حبان (۱۳۹) مسلم ابو عوانہ

Www.IslamicBooks.Website

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرو۔ چنانچہ بندہ الحمد لله رب العالمین کہتا ہے۔ تو اللہ پاک فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے۔ بندہ کہتا ہے الرحمٰن الرحیم اللہ پاک فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثنا کی۔ بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین اللہ پاک فرماتے ہیں میرے بندے نے میری تعظیم فرمائی۔ بندہ کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ پاک فرماتے ہیں یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ سوال کرتا ہے بندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے اللہ فرماتے ہیں یہ میرے بندے کے سوالات ہیں جن کو میں نے پورا کر دیا۔ (۱۴۰)

رسول اکرم ﷺ فاتحہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل وغیرہ میں سورہ فاتحہ جیسی کوئی صورت نازل نہیں فرمائی۔ سورہ فاتحہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کا وصف السبع المثانی اور قرآن عظیم ہے۔ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (۱۴۱)

امام باجی کا قول سورت فاتحہ کو السبع المثانی کہنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کی سات آیات ہیں اور اسے ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے اور اس کو القرآن العظیم تعظیماً کہا جاتا ہے اگرچہ قرآن پاک کے ہر جزء کو قرآن پاک کہا جا سکتا ہے لیکن خاص طور پر سورہ فاتحہ کو قرآن عظیم کہنا بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ کعبہ کو تعظیماً بیت اللہ کہا جاتا ہے اگرچہ تمام مسجدیں اللہ کا گھر ہیں۔ یعنی بیوت اللہ ہیں۔

سورت فاتحہ کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر آپ نے اس شخص کو (جس نے رکوع، سجود صحیح نہیں کیا اور جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی) کہا کہ وہ نماز میں سورہ فاتحہ تلاوت کرے۔ (۱۴۲) اور جو شخص اس کو زبانی یاد نہیں کر سکتا تھا آپ ﷺ نے

---

(۱۴۰) مسلم ابو عوانہ مالک اس حدیث کا شاہد تاریخ جرجان (۱۴۴) میں حضرت جابر سے مروی ہے

(۱۴۱) نسائی حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ (۱۴۲) البخاری فی جزء القراءۃ

Www.IslamicBooks.Website

اس کے بارے میں فرمایا کہ تم "سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَر وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لیا کرو۔ (۱۴۳)

اسی طرح آپ ﷺ نے اس انسان سے بھی کہا جس نے اچھی طرح نماز ادا نہیں کی تھی اگر تجھے قرآن یاد ہو تو قرآن پڑھو وگرنہ الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کے کلمات کہنا کافی ہیں۔

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا حکم (۱۴۴) رسول اکرم ﷺ نے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کا حکم نہیں دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے آپ ﷺ نے قراءت فرمائی لیکن قراءت آپ ﷺ پر دشوار ہوگئی جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے استفسار کیا شاید تم امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو صحابہ کرام نے اثبات میں جواب دیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم جلدی جلدی قراءت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا قراءت نہ کیا کرو۔ ہاں فاتحہ کی قراءت کرسکتے ہو اس لئے کہ جو شخص اس کی قراءت نہیں کرتا اس

خلف الامام سند صحیح ہے (۱۴۳) ابو داوٗد ابن خزیمہ (۱ر۸۰ر۲) حاکم طبرانی ابن حبان اس نے صحیح کہا حاکم نے بھی صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی

(۱۴۴) شیخ البانی کا یہ رجحان درست نہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدیوں کے لئے قراءت منسوخ ہے اس لئے کہ اولا تو حدیث کا وہ جملہ جس سے شیخ صاحب نے نسخ پر استدلال کیا ہے حدیث میں مدرج ہے زہری کے تلامذہ نے (فانتھی الناس الخ) جملہ زہری کا قرار دیا ہے مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے تحفہ الاحوذی ص ۲۵۵ ج ۱ پر اس جملہ کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے مزید برآں اگر یہ جملہ ابو ہریرہ کا قرار دیا جائے تو پھر اس بات کو کیسے صحیح باور کیا جا سکتا ہے کہ ابو ہریرہ جہری اور سری نمازوں میں قراءت کا حکم دیتے ہیں اس حکم کی نسبت صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے معلوم ہوا کہ یہ جملہ ابو ہریرہ کا نہیں ہے پھر خدیج والی حدیث کے راوی بھی ابو ہریرہ ہیں جس میں ہر نماز ادا کرنے والے کے لئے سورۃ فاتحہ کی قراءت واجب ہے

Www.IslamicBooks.Website

خواہ نماز ادا کرنے والا امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو نیز حضرت ابو ہریرہ کا قول اقرأبھافی نفسک بھی امام کے پیچھے قراءت فاتحہ کے وجوب پر دلالت کرتا ہے ۔ امام ترمذی فانتھی الناس الخ کے ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں ولیس فی ھذا الحدیث مایدخل علی من رای القراہ خلف الامام لان ابا ھریرہ ھوالذی روی عن النبی ﷺ ھذا الحدیث وروی ابو ھریرہ عن النبی ﷺ انہ قال من صلی صلوٰۃ لم یقرا فیھا بام القران فھی خداج غیر تمام فقال لہ حامل الحدیث انی اکون احیانا وراء الامام قال اقراء بھافی نفسک الخ اس حدیث سے اس شخص کو ہرگز وسوسہ لاحق نہیں ہوسکتا جو امام کے پیچھے قراءۃ کا قائل ہے اس لئے کہ ابو ہریرہ ہی وہ راوی ہیں جنھوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کو بیان کیا نیز اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ نے فرمایا جس شخص نے نماز ادا کی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے مکمل نہیں ہے اس پر حدیث کے ناقل نے ان سے دریافت کیا کہ جب میں امام کی اقتداء میں ہوں تو آپ نے فرمایا پوشیدہ ادا کر لیا کرو

شیخ البانی نے نسخ قراءۃ پر اذ اقرء فانصتو اور من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراءۃ سے بھی استدلال کیا ہے صاحب تحفہ نے (ص ۲۵۹) ج ۱ پر لکھا ہے کہ اذ اقرء الامام فانصتوا جملہ اکثر حفاظ کے نزدیک صحیح نہیں ہے مزید تحقیق کے لئے تحفہ کا مطالعہ کریں اور فقراءۃ الامام لہ قراءۃ کے بارے میں صاحب تحفہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق ضیعف ہیں مزید تحقیق کے لئے تحقیق الکلام فی الفاتحہ خلف الامام کا مطالعہ کریں اس مسئلہ میں بے نظیر کتاب ہے ۔

اب ایک سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کہ شیخ البانی جو فن رجال میں مسلم حیثیت کے مالک ہیں اور اعاظم رجال سے شمار ہوتے ہیں انہیں کیسے غلط فہمی ہو گئی اور انہیں پتہ نہ چلا کہ یہ قول زہری کا ہے حدیث کا جملہ نہیں ہے اس پر ہم اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ لکل جواد

Www.IslamicBooks.Website

کی نماز نہیں ہوتی۔ (۱۴۵)

پھر آپ ﷺ نے جہری نمازوں میں ہر قسم کی قراءت سے منع فرمایا جب کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ ﷺ نے جہری قراءت کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی آپ ﷺ نے نمازیوں سے استفسار کیا۔ تم میں سے کوئی انسان میرے پیچھے پڑھتا رہا ہے ایک نمازی نے جواب دیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ میں پڑھتا رہا ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی سوچتا رہا کہ کیا وجہ ہے کہ مجھ سے قرآن جھگڑتا ہے (یعنی قرآن پڑھا نہیں جا رہا ہے)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ رسول اکرم ﷺ کی اقتداء میں

کبوۃ ہر تیز رو عمدہ گھوڑا گر بھی جاتا ہے یہ ضرب المثل ان پر بھی صادق آتی ہے اس سلسلہ میں علامہ البانی کا ایک سہو پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام کو یک گونہ اطمینان حاصل ہو سکے۔

کتاب السنہ لابن ابی عاصم (ص ۵۰۴) ج ۲ پر حدیث (نمبر۱۰۵۹) میں راشد بن داؤد کا ذکر ہے اس کے بارے میں علامہ البانی نے کہا (اسنادہ ضعیف لضعف راشد ابن داؤد قد تکلمت علیہ وخرجت حدیثہ فی الضعیفۃ (۲۹۸۷) راشد بن داؤد کے ضعف کی وجہ سے حدیث کی سند ضعیف ہے میں نے احادیث ضعیفہ (۲۹۸۷) میں اس کے ضعف پر کلام کیا ہے لیکن آپ حیران ہوں گے جب کہ اسی راشد بن داؤد کے بارے میں احادیث ضعیفہ (ص ۱۴۴ ج ۲ نمبر ۱۶۱۱) میں فرماتے ہیں وفی راشد بن داؤد کلام یسیر لا ینزل حدیثہ عن رتبہ الحسن راشد بن داؤد پر معمولی کلام ہے اس کی حدیث حسن کے مرتبہ سے کم نہیں اب فیصلہ قارئین کرام فرمالیں کہ کس طرح شیخ البانی سے سہو ہوا ہے اور کلام مین تضاد ہے اس کو بھی ہم شیخ البانی کے شذوذ سے شمار کریں گے واللہ اعلم بالصواب مترجم عافاہ اللہ

(۱۴۵) البخاری فی جزء القراۃ ابو داؤد احمد ترمذی دار قطنی دونوں نے حسن کہا

Www.IslamicBooks.Website

قراءت سے رک گئے۔ جب رسول اکرم ﷺ جہری قراءت فرماتے۔ اور سری نمازوں میں جس میں امام قراءت جہری نہیں کرتا اس میں سری قراءت کرنے لگے۔ (۱۴۶)

اس حدیث کا شاہد بیہقی میں عمرو کی حدیث سے وارد ہے۔ اس کے آخر میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تعجب ہوا کیوں مجھ سے قرآن جھگڑ رہا ہے کیا تمہیں امام کی قراءت کافی نہیں امام کا تعین اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

(الجامع الکبیر ۳/۳۳۴/۲)

اس حدیث میں امام کی پیروی میں مقتدی کے قراءت نہ کرنے کو شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے امام کا تعین اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ . اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ ایک دوسری حدیث میں مقتدی کے سننے کو کافی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ قراءت کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۴۷)

چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے میں امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے لیکن اس کا تعلق جہری نمازوں سے ہے۔ (۱۴۸)

سری نمازوں میں مقتدی پر قراءت واجب ہے رسول اکرم ﷺ نے سری نمازوں میں مقتدیوں کو حکم دیا کہ وہ قراءت کریں۔ لیکن اس طرح قراءت

---

(۱۴۶) مالک حمیدی

البخاری فی جزء القراۃ ابو داؤد المحاملی (۲،۱۳۹،۱) ترمذی نے حسن کہا ابو حاتم ابن حبان ابن القیم نے صحیح کہا (۱۴۷) ابن ابی شیبہ (۱،۹۷،۱) ابو داؤد مسلم ابو عوانہ مسند الرویانی (۲۴،۱۱۹،۱)

(۱۴۸) ابن ابی شیبہ (۱،۹۷،۱) دار قطنی ابن ماجہ طحاوی احمد میں طرق کثیرہ مسندہ مرسلہ کے ساتھ وارد ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کو قوی کہا ہے الفروع لابن عبدالہادی (ق،۴۸،۲) بوصیری نے اس کے بعض طرق کو صحیح کہا ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل رقم (۴۹۳)

Www.IslamicBooks.Website

نہ ہو کہ امام کو کچھ تشویش لاحق ہو۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی (نماز سے فارغ ہو کر) آپ ﷺ نے صحابہ سے استفسار کیا تم میں سے کس نے سبح اسم ربک الاعلیٰ تلاوت کی تھی ایک آدمی نے جواب دیا جی میں نے تلاوت کی تھی اور میرا ارادہ نیک تھا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے محسوس ہوا کہ ایک انسان مجھے اضطراب میں ڈال رہا ہے (یعنی اس کی قراءت سے میری توجہ ادھر ہو گئی) (۱۴۹) ایک دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے پیچھے جہری قراءت کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھ پر قرآن مجید خلط ملط کر دیا ہے۔ (۱۵۰)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا نمازی اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے اسے خیال کرنا چاہیے کہ وہ کس قسم کی سرگوشی کر رہا ہے۔ اور تم قرآن پاک اونچی آواز کے ساتھ تلاوت کر کے اپنے ساتھیوں کو اضطراب میں نہ (۱۵۱) ڈالو۔ قرآن پاک کی تلاوت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پاک سے ایک حرف تلاوت کرتا ہے اس کو ایک نیکی حاصل ہوتی ہے اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ الم ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ (۱۵۲)

اس مضمون کی حدیث کہ جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے اس کے منہ کو آگ سے بھرا جائے گا موضوع ہے دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۵۶۹

سری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کی مشروعیت کے قدیم قول میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد قائل ہیں۔ شیخ ملا علی قاری اور بعض دیگر مشائخ اسی کو پسند کرتے ہیں۔ امام زہری، امام مالک، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین کی جماعت کا یہی قول ہے۔

آمین بلند آواز سے کہنا رسول اکرم ﷺ جب فاتحہ کی قراءت سے فارغ

---

(۱۴۹) مسلم ابو عوانہ السراج (۱۵۰) البخاری فی جزء القراءت احمد السراج سند حسن ہے (۱۵۱) مالک بخاری فی افعال العباد سند حسن ہے۔ (۱۵۲) ترمذی ابن ماجہ آجری فی آداب حملۃ القرآن سند صحیح

Www.IslamicBooks.Website

ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔(۱۵۳) رسول اکرم ﷺ مقتدیوں کو آمین کہنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔(یاد رکھو جب امام آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تم نماز میں آمین کہتے ہو اور فرشتے آسمانوں میں آمین کہتے ہیں اور دونوں کی آمین میں موافقت ہو جائے تو آمین کہنے والوں کے پہلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(۱۵۴) دوسری حدیث میں ہے کہ تم آمین کہو اللہ تمہیں محبوب جانے گا۔(۱۵۵) نیز آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے یہودی جس قدر سلام اور امام کے پیچھے آمین پر تم سے حسد میں مبتلا ہیں اس قدر کسی دوسرے عمل میں نہیں ہیں۔ (۱۵۶)

فائدہ: امام کی اقتدار میں نماز ادا کرنے والے مقتدی جہری نمازوں میں امام کے آمین کہنے کے ساتھ ہی آمین کہیں امام سے پہلے آمین کہیں جیسا کہ اکثر نمازیوں کا وطیرہ ہے اور نہ امام سے بعد کہیں سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ صحیح ترغیب والترھیب (۱ر۲۰۵)

سورہ فاتحہ کے بعد کی قراءت کا ذکر رسول اکرم ﷺ سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت تلاوت فرماتے۔ کبھی آپ ﷺ کی تلاوت لمبی ہوتی تھی اور کبھی آپ ﷺ سفر کے عارضہ یا کھانسی، بیماری یا کسی بچے کے رونے کی وجہ سے مختصر تلاوت فرماتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ نے فجر کی نماز میں قراءت ہلکی فرمائی ایک دوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں قرآن پاک سے نہایت مختصر چھوٹی سورت تلاوت فرمائی۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ہلکی قراءت کیوں فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی میں نے خیال کیا کہ اس کی والدہ ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہے تو میں نے اچھا جانا

ہے (۱۵۳) البخاری فی جزء القراۃ ابو داؤد سند صحیح ہے (۱۵۴) بخاری مسلم نسائی (۱۵۵) مسلم ابو عوانہ (۱۵۶) البخاری فی الادب المفرد ابن ماجہ ابن خزیمہ احمد، السراج دو صحیح اسناد کے ساتھ

Www.IslamicBooks.Website

کہ بچے کے لئے اس کی والدہ کو جلد فارغ کر دوں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے، میں نماز شروع کرتا ہوں میرا ارادہ نماز کو طول دینے کا ہوتا ہے لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں۔ اس لئے کہ میرا احساس یہ ہوتا ہے کہ کہیں بچے کے رونے سے والدہ مزید پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

بچوں کو مسجد میں لانا سابقہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو مسجد میں لانا جائز ہے اس سلسلہ میں ایک عام مشہور حدیث بیان کی جاتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ (بچوں کو مسجدوں سے دور رکھو)

یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے استدلال کے لائق نہیں۔ ابن الجوزی، منذری، ہیثمی، حافظ ابن حجر، عسقلانی، بوصیری نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ عبدالحق اشبیلی نے اس کو بے اصل قرار دیا ہے۔

سورۂ فاتحہ کے بعد سورت کے ملانے کے بارے میں آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ شروع سے سورت کی تلاوت فرماتے اور عام طور پر اسے ختم فرماتے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر سورت کو رکوع و سجود سے اس کا حصہ دو۔ (۱۵۹)
ایک روایت میں ہے کہ ایک سورت ایک رکعت میں پڑھو۔ (۱۶۰)

یعنی ہر رکعت میں کامل سورۃ پڑھو تاکہ اس کو اس کا کامل حصہ مل جائے۔ لیکن آپ ﷺ کا یہ ارشاد استحباب پر مبنی ہے۔ (۱۶۱)

لیکن کبھی ایک سورت دو رکعت میں تقسیم کر کے پڑھتے تھے۔ اور کبھی کامل اسی سورت کو دوسری رکعت میں بھی پڑھتے تھے۔

اور کبھی ایک رکعت میں دو سورتیں یا اس سے زیادہ ملا کر پڑھتے تھے۔

ایک انصاری مسجد قباء میں امامت کراتے ان کا معمول تھا کہ سورت فاتحہ

---

(۱۵۷) احمد سند صحیح ہے دوسری روایت کو ابن ابی داؤد نے المصاحف (۲/۱۴/۴) میں بیان کیا ہے

(۱۵۸) بخاری مسلم (۱۵۹) ابن ابی شیبہ (۱/۱۰۰/۱) عبدالغنی المقدسی فی السنن (۲/۹) سند صحیح ہے (۱۶۰) ابن نصر طحاوی سند صحیح ہے۔ (۱۶۱) احمد ابو یعلی میں دو طریق سے ہے

Www.IslamicBooks.Website

کے بعد دوسری سورت کے ملانے سے قبل قل ھو اللہ احمد کی تلاوت فرماتے ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے اس سے کہا کہ تو پہلے قل ھو اللہ احد کی تلاوت کرتا ہے پھر اس کے ساتھ دوسری سورت ملاتا ہے کیا ایک سورت کی تلاوت کافی نہیں ہے؟ اگر قل ھو اللہ احد کی تلاوت کافی نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دو اور دوسری سورت کی تلاوت کرو۔ اس نے جواب دیا میں قل ھو اللہ احد کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر تم مجھے امام رکھنا پسند کرتے ہو تو ٹھیک ہے اور اگر تمہیں پسند نہیں تو میں تمہاری امامت چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔

مقتدیوں کی نظر میں وہ ان سے افضل تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا امامت کرائے۔ رسول اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے امام سے کہا کہ تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے ہو اور اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازمی کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔ (۱۶۲)

آپ کا معانی میں باہم متناسب سورتوں کو ایک رکعت میں جمع کرنا

رسول اکرم ﷺ کبھی مفصل (۱۶۳) کی ان سورتوں کو جو معانی میں متناسب ہوتیں ایک رکعت میں ملا کر پڑھتے۔ مثلاً سورہ رحمٰن اور والنجم ایک رکعت میں افتربت، الحاقہ ایک رکعت میں، طور، ذاریات ایک رکعت میں، اذا وقعت اور نون ایک رکعت میں، سأل سائل اور النازعات ایک رکعت میں، ویل للمطففین، عبس ایک رکعت میں، المدثر المزمل ایک رکعت میں، ہل اتی، لا اقسم بیوم القیمۃ، ایک رکعت میں، عم یتساءلون، المرسلات ایک رکعت میں

---

(۱۶۲) البخاری تعلیقا والترمذی موصولا حدیث صحیح ہے۔ (۱۶۳) سورہ ق سے آخر تک کی سورتوں کو مفصل کہا جاتا ہے

Www.IslamicBooks.Website

الدخان، اذا الشمس کورت ایک رکعت میں تلاوت فرماتے۔ (۱۶۴)

مذکورۃ الصدر سورتوں کی ترتیب سے بخوبی اندازہ ہو رہا ہے کہ سورتوں کی قراءت میں ترتیب مصحف کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی تقدیم تاخیر کے ساتھ سورتیں تلاوت کی ہیں اسی طرح نوافل میں سورتوں کی قراءت میں ترتیب مصحف کا خیال رکھنا ضروری نہیں اگرچہ افضل یہی ہے کہ ترتیب مصحف کا خیال رکھا جائے۔ مفصل سورتوں کی طرح کبھی آپ سات لمبی سورتیں مثلاً البقرۃ النساء آل عمران نوافل میں ایک رکعت میں جمع فرماتے۔

اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ملحوظ خاطر رکھا جائے آپ ﷺ فرماتے ہیں افضل نماز وہ ہے جس میں لمبا قیام کیا جائے۔ (۱۶۵) آپ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز یا غیر نماز نفل یا فرض میں جب آپ الیس ذالک بقادر علی ان یحیی الموتٰی تلاوت فرماتے تو سبحانک فبلیٰ کہتے اور جب سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جملہ کہتے تو سبحان ربی الاعلیٰ فرماتے۔ (۱۶۶)

ابن ابی شیبہ میں ابوموسیٰ اشعری، مغیرہ سے منقول ہے کہ وہ دونوں جب فرض نماز میں ان دونوں کی تلاوت کرتے تو جواب کے کلمات فرماتے۔ البتہ حضرت عمر، علی سے مطلقاً منقول ہے۔ (۱۶۷)

کیا صرف فاتحہ پر اقتصار جائز ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے وہاں سے واپس آکر (محلہ میں) اسی نماز کی جماعت کراتے ایک دن انہوں نے عشاء کی نماز کی امامت کرائی تو ان کی قوم بنو سلمہ سے سلیم نامی ایک نوجوان بھی شریک ہوا۔ اس نے طویل قراءت سے اکتا کر جماعت چھوڑ کر مسجد کے کونے میں نماز ادا کی۔ اونٹ کی نکیل کو پکڑا اور گھر روانہ ہوگیا۔ جب معاذ نماز پڑھا چکا تو اس سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اس نے کہا وہ یقیناً منافق ہے میں

---

(۱۶۴) بخاری مسلم (۱۶۵) مسلم طحاوی (۱۶۶) ابو داؤد بیہقی سند صحیح ہے (۱۶۷) (۲، ۱۳۲، ۲، ۲)

Www.IslamicBooks.Website

اس کے اس رویہ سے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کروں گا (نوجوان کو پتہ چلا تو اس نے بھی کہا کہ معاذ نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے رسول اللہ ﷺ کو خبردار کروں گا۔ چنانچہ وہ دونوں صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے جب معاذ نے نوجوان کی شکایت لگائی تو نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص طویل عرصہ تک آپ ﷺ کے پاس ٹھہرا رہتا ہے وہاں سے واپس آتا ہے تو لمبی قراءت پڑھنی شروع کر دیتا ہے اس پر نبی ﷺ نے (معاذ کو ڈانٹ پلاتے ہوئے) کہا اے معاذ تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے۔ اور نوجوان سے دریافت کیا کہ اے میرے بھتیجے جب تو نماز ادا کرتا ہے تو تو کیسے قراءت کرتا ہے اس نے جواب دیا میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں۔ اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں مجھے نہیں پتہ کہ آپ ﷺ کیا قراءت کرتے رہتے ہیں اور معاذ کیا کرتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور معاذ بھی جنت اور دوزخ کے اردگرد گھومتے رہتے ہیں۔)

نوجوان نے (ذرا بگڑ کر) کہا معاذ کو جلد ہی پتہ چل جائے گا جب دشمن (اس کے سر پر) آکھڑا ہوگا۔ (ان دنوں اس قسم کی خبریں برابر آرہی تھیں کہ دشمن حملہ آور ہونے والا ہے۔) راوی بیان کرتا ہے (اس کے بعد) جلد ہی دشمن حملہ آور ہوا جس میں وہ نوجوان شہید ہوگیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا میرے اور تیرے مخالف کا کیا بنا اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! وہ سچا انسان تھا اور مجھ سے غلطی ہوگئی تھی وہ تو میدان جنگ میں واقعی شہید ہوگیا ہے۔ (۱۶۸)

اس مسئلہ میں کہ سورہ فاتحہ پر اقتصار کرنا جائز ہے میرے علم میں معاذ کی حدیث سے پہلے ایک دوسری حدیث تھی جو مسند احمد (۱۶۹) اور مسند حارث بن ابی اسامہ (۱۷۰)

(۱۶۸) بیہقی سند صحیح ہے صحیح ابو داؤد اصل قصہ ۔ شیخین میں مروی ہے پہلا زائد حصہ اور دوسرا زائد حصہ مسند احمد ۵ر۴۷ میں ہے تیسرا اور چوتھا زائد حصہ بخاری میں ہے حاشیہ صفحہ ہذا (۱۶۹) (۱ر۲۸۲) (۱۷۰) (ص ۳۸ زوائد)

Www.IslamicBooks.Website

اور بیہقی میں ضعیف سند کے ساتھ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ[۱۷۱] نے دو رکعت نماز ادا فرمائی جس میں آپ ﷺ نے سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی دوسری سورت تلاوت نہ فرمائی میں نے اس کتاب کے سابقہ ایڈیشنوں میں اس کو حسن قرار دیا تھا لیکن اب تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ روایت حسن کے درجہ پر نہیں ہے اس لئے کہ اس روایت میں علی حنظلہ دوسی راوی ضعیف ہے۔ میں حیران ہوں کہ اتنی فاش غلطی کا میں کیسے مرتکب ہوا اور اس کا ضعف کیوں نہ معلوم ہو سکا۔ شاید میں نے اس راوی کو کوئی دوسرا راوی سمجھ لیا۔ بہرحال میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس غلطی پر متنبہ کیا اور میں نے ضروری سمجھا کہ اس ایڈیشن میں فی الفور غلطی کا ازالہ کیا جائے۔ مزید اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ مجھے حضرت معاذ کی حدیث پر آگاہی حاصل ہوگئی جو اس مسئلہ پر واضح دلالت کر رہی ہے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ

کن نمازوں میں جہری اور کن میں سری قراءت مسنون ہے رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز اور مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اونچی قراءت فرماتے اور ظہر، عصر، مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں قراءت سری فرماتے اس مسئلہ میں کثرت کے ساتھ احادیث صحیحہ موجود ہیں امام نووی کے قول کے مطابق اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی سری قراءت کا علم ہمیں آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کے حرکت کرنے سے ہوتا تھا۔[۱۷۲] نیز کبھی کبھی آپ ﷺ سری قراءت سے ایک آیت اونچی آواز کے ساتھ بھی پڑھ لیتے تھے۔[۱۷۳] نیز آپ ﷺ جمعہ،[۱۷۴] عیدین،[۱۷۵] استسقاء اور کسوف کی نماز میں جہری قراءت فرماتے۔[۱۷۶]

---

(۱۷۱) بیہقی (۲۲، ۶۲) (۱۷۲) بخاری ابو داؤد (۱۷۳) بخاری مسلم (۱۷۴) بخاری مسلم (۱۷۵) بخاری ابو داؤد (۱۷۶) بخاری مسلم

Www.IslamicBooks.Website

رات کے نوافل میں قراءت دونوں طرح سے ہے(۱۷۷)، رسول اکرم ﷺ رات کے نوافل میں کبھی سرّی اور کبھی جہری قراءت فرماتے۔ نیز جب آپ ﷺ گھر میں نوافل ادا کرتے تو حجرہ میں آپ ﷺ کی قراءت(۱۷۸) سنائی دیتی۔ کبھی اتنی اونچی آواز کے ساتھ قراءت فرماتے کہ حجرہ سے باہر جو لوگ چھت پر ہوتے ان کو بھی آواز سنائی دیتی(۱۷۹)۔ دن کے نوافل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سرّی جہری کچھ بھی صحیح سند کے ساتھ منقول نہیں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دن کے نوافل میں سرّی قراءت فرماتے تھے۔ نیز ایک ضعیف حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن حذافہ کے پاس سے گزرے وہ دن میں نوافل پڑھ رہا تھا اور ان میں اونچی قراءت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا اے عبداللہ اللہ تعالیٰ تو بہرحال تیری قراءت سن رہے ہیں ہمیں سنانے کی کوشش نہ کرو۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح کا حکم دیا تھا جب آپ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نوافل پڑھ رہے ہیں ان کی قراءت کی آواز نہایت مخفی تھی۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ نوافل میں اونچی آواز سے قراءت کر رہے تھے جب وہ دونوں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں رات تیرے پاس سے گزرا، تو پست آواز سے نوافل پڑھ رہا تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جس سے میں سرگوشی کر رہا تھا اس تک میری آواز پہنچ رہی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے عمر سے کہا رات تیرے پاس سے میرا گزر ہوا تو اونچی آواز کے ساتھ نفل پڑھ رہا تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنا چاہتا تھا۔ اور شیطان کو بھگانے کا ارادہ رکھتا تھا اس پر آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذرا اونچی آواز سے اور عمر رضی اللہ عنہ کو نیچی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا(۱۸۰)۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے اونچی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا اس انسان

---

(۱۷۷) مسلم البخاری فی افعال العباد (۱۷۸) ابو داؤد الترمذی فی الشمائل سند حسن ہے (۱۷۹) النسائی الترمذی فی الشمائل البیہقی فی الدلائل سند حسن ہے۔ (۱۸۰) رواہ ابو داؤد حاکم

Www.IslamicBooks.Website

کی طرح ہے جو اعلانیہ صدقہ خیرات کرنے والا ہے اور پست آواز کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے والا اس انسان کی طرح ہے جو درپردہ صدقہ دینے والا ہے۔

نمازوں میں آپ ﷺ کی قراءت رسول اکرم ﷺ مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں تلاوت فرماتے تھے اس سلسلہ میں تفصیلاً جن نمازوں میں آپ ﷺ نے جو سورت تلاوت فرمائی۔ ہم اس کا ذکر کرتے ہیں۔

فجر کی نماز کی قراءت رسول اکرم ﷺ فجر کی نماز میں طوال مفصل (۱۸۱) سورتیں پڑھا کرتے تھے کبھی سورہ واقعہ اور اس جیسی سورتوں کو دو رکعتوں میں (۱۸۲) تقسیم فرما کر پڑھ لیتے تھے۔ حجتہ الوداع میں آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۂ طور (۱۸۳) تلاوت فرمائی۔ کبھی آپ ﷺ سورۂ ق اور اس جیسی سورتوں کو فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں پڑھتے (۱۸۴) اور کبھی مفصل مثلاً اذا الشمس کورت (۱۸۵) تلاوت فرماتے۔ ایک بار آپ ﷺ نے سورہ اذا زلزلت دونوں رکعتوں میں تلاوت فرمائی۔ راوی کا بیان ہے مجھے کچھ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے بھول کر ایسا کیا یا آپ ﷺ نے جان بوجھ کر دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ کا اعادہ کیا (۱۸۶) لیکن بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے عمداً ایسا کیا تاکہ اس کی مشروعیت ثابت ہو۔

ایک بار آپ ﷺ نے سفر میں فجر کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس تلاوت (۱۸۷) فرمائی اور آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر سے کہا نماز میں معوذتین تلاوت کیا کرو۔ ان جیسی کوئی سورت نہیں جن کے ساتھ کسی پناہ لینے والے نے پناہ لی ہو۔ (۱۸۸)

---

(۱۸۱) نسائی احمد سند صحیح ہے (۱۸۲) احمد ابن خزیمہ (۱/۶۹/۱) حاکم نے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی (۱۸۳) بخاری مسلم (۱۸۴) مسلم ترمذی (۱۸۵) مسلم ابو داؤد (۱۸۶) ابو داؤد بیہقی سند صحیح ہے (۱۸۷) ابو داؤد ابن خزیمہ (۱/۲۹/۲) ابن بشران فی آمالی ابن ابی شیبہ (۱۲/۷۶/۱/۱) حاکم نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی (۱۸۸) ابو داؤد احمد سند صحیح ہے

Www.IslamicBooks.Website

اور کبھی آپ ﷺ اس سے زیادہ ساٹھ آیات یا اس سے بھی زیادہ قراءت (۱۸۹) فرماتے۔ البتہ راوی کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اتنی قراءت دونوں رکعتوں میں ہوتی تھی یا ایک رکعت میں ہوتی تھی۔ (۱۹۰)

کبھی سورہ الروم اور کبھی سورہ یٰسین (۱۹۱) کی تلاوت فرماتے۔

سورہ روم کے بارے میں حدیث کی سند جید ہے دراصل میں نے تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ۔ ص ۱۸۵

پر اور اس کے علاوہ بعض دیگر کتب میں اس کے خلاف کلام کیا تھا لیکن اب آخر میں میری رائے یہ ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے

ایک بار آپ ﷺ (۱۹۲)

نے مکہ میں صبح کی نماز میں سورہ مومنین پڑھنی شروع کی جب موسیٰ علیہ السلام اور ہارون یا عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر (۱۹۳) پر پہنچے تو آپ ﷺ کو کھانسی آنی شروع ہوگئی جس کے نتیجے میں آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے۔ (۱۹۴)

اور کبھی صبح کی نماز کی سورہ الصافات (۱۹۵) کے ساتھ امامت کراتے اور جمعہ کے دن صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں الم تنزیل السجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ هل اتیٰ علی الانسان (۱۹۶) تلاوت فرماتے پہلی رکعت میں آپ ﷺ کی قراءت لمبی ہوتی اور دوسری رکعت میں تھوڑی قراءت کرتے۔ (۱۹۷)

فجر کی سنتوں میں کیا تلاوت فرماتے؟ رسول اکرم ﷺ فجر کی سنت کی دونوں رکعتوں میں نہایت ہلکی قراءت فرماتے۔ (۱۹۹) یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مجھے شبہ گزرتا کہ شاید آپ ﷺ نے سورہ فاتحہ بھی نہیں پڑھی ہے (۲۰۰) اور کبھی آپ ﷺ فاتحہ کے بعد قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ پوری آیت

---

(۱۸۹) بخاری مسلم (۱۹۰) نسائی احمد بزار (۱۹۱) احمد سند صحیح ہے (۱۹۲) ثم ارسلنا موسی واخاہ ھارون الاٰیۃ (۱۹۳) وجعلنا ابن مریم و امہ الایۃ (۱۹۴) مسلم بخاری تعلیقا (۱۹۵) احمد ابو یعلی المقدسی (۱۹۶) بخاری مسلم (۱۹۷) بخاری مسلم (۱۹۹) احمد سند صحیح ہے۔ (۲۰۰) بخاری مسلم

Www.IslamicBooks.Website

تلاوت فرماتے اور دوسری رکعت میں قُل یٰاَھلَ الکِتَابِ تَعَالَوا اِلیٰ کَلِمَۃٍ (۲۰۱) پوری آیت تلاوت فرماتے اور کبھی اس کی جگہ پر فَلَمَّا اَحَسَّ عِیسٰی مِنھُمُ الکُفرَ (۲۰۲) پوری آیت پڑھتے تھے اور کبھی آپ ﷺ پہلی رکعت میں قل یاایھا الکٰفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد (۲۰۳) پڑھتے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک صحابی سے سنا کہ وہ پہلی رکعت میں پہلی سورت اور دوسری رکعت میں دوسری سورت پڑھ رہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بندہ اپنے رب پر ایمان رکھتا ہے اور اس کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہے۔ (۲۰۴)

ظہر کی نماز میں قراءت رسول اکرم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورتیں ملاتے تھے۔ البتہ پہلی رکعت کی قراءت بہ نسبت دوسری رکعت کی قراءت کے لمبی ہوتی تھی (۲۰۵) اور کبھی اس قدر قراءت طویل ہو جاتی کہ ادھر ظہر کی جماعت کی اقامت ہوئی تو ایک شخص اپنے گھر سے بقیع قبرستان کی جانب قضائے حاجت کے لئے گیا وہاں سے فارغ ہو کر گھر پہنچا وضو بنایا پھر مسجد کا رخ کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہی ہیں۔ (۲۰۶) گویا کہ اتنی لمبی قراءت فرماتے تھے۔ صحابہ کرام بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پہلی رکعت کو اتنا لمبا اس لئے فرماتے تھے تاکہ نمازی پہلی رکعت میں ہی شریک ہو سکیں۔ (۲۰۷)

آپ ﷺ ایک رکعت میں قریباً تیس آیات الم تنزیل السجدہ کے بقدر قراءت فرماتے۔ اس میں سورہ فاتحہ بھی شامل ہے (۲۰۸) اور کبھی والسماء والطارق والسماء ذات البروج اور واللیل اذا یغشی اور اس جیسی سورتیں قراءت فرماتے (۲۰۹) اور کبھی اذا السماء انشقت اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرماتے ظہر

(۲۰۱) مسلم ابن خزیمہ حاکم (۲۰۲) مسلم ابو داؤد (۲۰۳) مسلم ابو داؤد (۲۰۴) طحاوی ابن حبان ابن بشران حافظ نے الاحادیث العالیات رقم ۱۶/ میں حسن کہا ہے (۲۰۵) بخاری مسلم (۲۰۶) مسلم بخاری فی جزء القراۃ (۲۰۷) ابو داؤد سند صحیح ہے ابن خزیمہ (۱/۱۶۵/۱) (۲۰۸) احمد مسلم (۲۰۹) ابو داؤد ترمذی ابن خزیمہ (۱/۶۷/۲)

Www.IslamicBooks.Website

اور عصر کی نمازوں میں آپ ﷺ کی قراءت کا علم آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کے حرکت کرنے سے ہوتا تھا۔ (۲۱۰)

ظہر، عصر کی نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد قراءت

رسول اکرم ﷺ ظہر، کی آخری دونوں رکعتوں میں پہلی دونوں رکعتوں سے تقریباً نصف قراءت فرماتے تھے یعنی پندرہ آیات کے بقدر قراءت فرماتے۔(۲۱۱) معلوم ہوا کہ آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد قراءت مسنون ہے چنانچہ صحابہ کی ایک جماعت جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں اسی نظریہ کے قائل ہیں امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے متاخرین علماء میں سے علامہ ابوالحسنات لکھنوی بھی اس کے قائل ہیں مزید وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض فقہائے حنفیہ کا یہ کہنا کہ آخری دو رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملانے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے نہایت حیران کن بات ہے ان لوگوں کے اس خیال کا رد ابراہیم حلبی اور ابن امیر الحاج وغیرہ نے بہترین انداز میں کیا ہے پس معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔ اگر انہیں حدیث کا علم ہو جاتا تو کبھی سجدہ سہو کرنے کا حکم نہ لگاتے(۲۱۲) اور کبھی آپ ﷺ ان آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ کی قراءت فرماتے۔ (۲۱۳)

ہر رکعت میں فاتحہ کی قراءت واجب ہے رسول اکرم ﷺ نے اس انسان کو جس نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی حکم دیا کہ وہ ہر رکعت میں فاتحہ کی قراءت کرے۔(۲۱۴) اس سے پہلے آپ ﷺ نے اسے پہلی رکعت میں فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا تھا۔(۲۱۵) آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کی تمام رکعتوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ ہر ہر رکعت میں فاتحہ کی قراءت کرے(۲۱۶) ان سری نمازوں میں کبھی آپ ﷺ کوئی آیت اونچی تلاوت فرماتے۔(۲۱۷) صحابہ کرام بیان فرماتے

---

(۲۱۰) صحیح ابن خزیمہ

(۲۱۱) بخاری ابو داؤد (۲۱۲) احمد مسلم (۲۱۳) التعلیق الممجد علی موطا امام محمد (ص۱۰۲) (۲۱۴) بخاری مسلم (۲۱۵) ابو داؤد احمد سند قوی ہے (۲۱۶) بخاری مسلم (۲۱۷) احمد (ا/۶۷،۲)

Www.IslamicBooks.Website

ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سری نمازوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور هل اتاک حدیث الغاشیه پڑھنے کی آواز سنی۔(۲۱۸) اور کبھی آپ ﷺ والسماء ذات البروج، والسماء والطارق اور ان جیسی سورتیں تلاوت فرماتے(۲۱۹) اور کبھی واللیل اذا یغشی اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرماتے۔ (۲۲۰)

عصر کی نماز کی قراءت رسول اکرم ﷺ عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد دوسری سورت بھی ملاتے تھے اور بہ نسبت دوسری رکعت، کے پہلی رکعت کی قراءت لمبی ہوتی تھی۔(۲۲۱) صحابہ کرام کی رائے ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ نمازی پہلی رکعت ہی میں شامل ہو جائیں۔(۲۲۲) تقریباً ہر رکعت میں آپ ﷺ پندرہ آیات تلاوت فرماتے گویا عصر کی نماز کی پہلی دونوں رکعتوں کی قراءت ظہر کی نماز کی قراءت کی بہ نسبت نصف ہوتی تھی۔ اور آخری دونوں رکعتیں پہلی دونوں رکعتوں سے قراءت کے لحاظ سے آدھی ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ دونوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے۔ (۲۲۳)

ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی قراءت واجب ہے رسول اکرم ﷺ نے اس انسان کو جس نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا آپ ﷺ نے فرمایا پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ تلاوت کرو(۲۲۴) پھر تمام رکعتوں میں فاتحہ پڑھو(۲۲۵) اور ایک روایت میں ہے ہر رکعت میں فاتحہ پڑھو(۲۲۶) سری نمازوں میں کبھی آپ ﷺ کوئی آیت اونچی آواز سے پڑھ(۲۲۷) لیتے تھے اور ظہر کی نماز میں جن سورتوں کے پڑھنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے عصر کی نماز میں بھی ان سورتوں کی آپ

---

(۲۱۸) بخاری مسلم (۲۱۹) ابن خزیمہ (۱/۶۷/۲) الضیاء المقدسی فی المختارۃ سند صحیح ہے (۲۲۰) البخاری فی جزء القراءت ترمذی اس نے صحیح کہا (۲۲۱) مسلم طیالسی (۲۲۲) بخاری مسلم

(۲۲۳) ابو داؤد ابن خزیمہ (۲۲۴) احمد مسلم (۲۲۵) بخاری مسلم ۔ (۲۲۶) ابو داؤد احمد سند قوی ہے (۲۲۷) بخاری مسلم (۲۲۷) احمد سند مضبوط ہے

Www.IslamicBooks.Website

ﷺ تلاوت فرماتے تھے۔

مغرب کی نماز میں قراءت رسول اکرم ﷺ کبھی مغرب کی نماز میں قصار مفصل سورتیں تلاوت فرماتے۔(۲۲۸) صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرنے باہر جاتے تیر اندزی کرتے اتنی روشنی ہوتی تھی کہ انہیں تیر کے گرنے کی جگہ نظر آتی تھی۔(۲۲۹) آپ ﷺ نے سفر میں مغرب کی نماز میں بھی دوسری رکعت میں سورہ والتین تلاوت فرمائی۔(۲۳۰) اور کبھی آپ طوال مفصل، اوساط مفصل اور کبھی اَلَّذِینَ کَفَرُوا وَ صَدُّوا عَن سَبِیلِ اللّٰہِ تلاوت فرماتے(۲۳۱) اور کبھی والطور اور کبھی المرسلات تلاوت فرماتے۔ خیال رہے کہ والمرسلات آپ ﷺ نے اپنی آخری نماز میں تلاوت فرمائی۔ (۲۳۲)

اور کبھی آپ ﷺ دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت اعراف بالاتفاق یا الانعام علی الارجح دو رکعتوں میں تلاوت فرماتے۔(۲۳۳) اور کبھی آپ ﷺ دونوں رکعتوں میں انفال تلاوت فرماتے۔ (۲۳۴)

مغرب کی سنتوں کی قراءت مغرب کے بعد کی سنتوں میں آپ ﷺ قل یایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد تلاوت فرماتے۔ (۲۳۵)

عشاء کی نماز کی قراءت رسول اکرم ﷺ عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اوساط مفصل تلاوت فرماتے۔(۲۳۶) چنانچہ کبھی والشمس وضحاھا اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرماتے اور کبھی اذا السماء انشقت تلاوت فرماتے(۲۳۷) اور اس میں

---

(۲۲۸) بخاری مسلم (۲۲۹) نسائی احمد سند صحیح ہے (۲۳۰) بخاری مسلم (۲۳۱) الطیالسی احمد سند صحیح ہے (۲۳۲) ابن خزیمہ (۱/۱۶۶/۲) طبرانی مقدسی سند صحیح ہے (۲۳۳) بخاری ابو داؤد ابن خزیمہ (۱/۶۸/۱) احمد السراج المخلص (۲۳۴) طبرانی کبیر سند صحیح ہے (۲۳۵) احمد المقدسی النسائی ابن نصر الطبرانی (۲۳۶) نسائی احمد سند صحیح ہے (۲۳۷) احمد ترمذی

Www.IslamicBooks.Website

سجدہ کرتے (۲۳۸) ایک دفعہ آپ ﷺ نے سفر میں پہلی رکعت میں والتین تلاوت فرمائی۔ (۲۳۹) آپ ﷺ نے اس نماز میں لمبی قراءت سے منع فرمایا جب معاذ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور لمبی قراءت پڑھی تو ایک انصاری جماعت سے نکلا اور اس نے الگ نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذ کو بتایا گیا تو اس نے کہا وہ منافق ہے اور جب انصاری کو پتہ چلا کہ معاذ نے اس کو منافق کہا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس معاذ کے خلاف شکایت لگائی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ تم لوگوں کو فتنے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ جب تم جماعت کراؤ تو والشمس، سبع اسم ربک الاعلیٰ، اقراء باسم ربک، واللیل اذا یغشیٰ کی تلاوت کرو۔ اس لئے کہ تیری اقتداء میں بوڑھے، کمزور، ضرورت مند نماز ادا کرتے ہیں۔ (۲۴۰)

رات کے نوافل رسول اکرم ﷺ کبھی نوافل میں جہری اور کبھی سری قراءت اور کبھی مختصر قراءت پڑھتے اور کبھی لمبی قرائت پڑھتے اور کبھی بہت ہی لمبی قراءت پڑھتے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ مسلسل قیام میں رہے یہاں تک کہ میں نے کچھ غلط خیال کیا۔ کسی نے پوچھا آپ نے کیا غلط خیال کیا اس نے جواب دیا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں نماز توڑ کر بیٹھ جاؤں اور نبی ﷺ کی اقتدا چھوڑ دوں (۲۴۱) اور حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نفل نماز میں شریک ہوا۔ آپ ﷺ نے البقرہ شروع کی۔ میں نے محسوس کیا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع میں چلے جائیں گے لیکن آپ ﷺ پڑھتے چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ سورہ بقرہ کو دو رکعتوں میں تقسیم کریں گے لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے پھر میں نے خیال کیا کہ سورہ بقرہ ختم کر کے رکوع میں چلے جائیں گے لیکن آپ ﷺ نے بقرہ ختم کر کے سورہ نساء شروع کر لی۔ پڑھتے رہے یہاں تک کہ اسے ختم کر

(۲۳۸) بخاری مسلم نسائی (۲۳۹) بخاری مسلم نسائی (۲۴۰) بخاری مسلم نسائی (۲۴۱) بخاری مسلم

Www.IslamicBooks.Website

لیا۔ پھر سورہ آل عمران کو پڑھنا شروع کر دیا اس کو بھی ختم کر ڈالا۔ نہایت آہستگی سے پڑھتے جا رہے تھے معلوم ہوا جب ایسی آیات کے پاس سے گزرتے جن میں سبحان اللہ کہنے کا حکم ہوتا تو سبحان اللہ کہتے اگر کچھ مانگنے کا ذکر ہوتا تو سوال فرماتے اگر پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا تو اعوذ باللہ پڑھتے۔ آل عمران ختم کر کے آپ ﷺ نے رکوع فرمایا۔(۲۴۲) اسی طرح ایک رات آپ ﷺ بیمار تھے باوجود اس کے آپ ﷺ نے سات لمبی سورتیں تلاوت فرمائیں۔(۲۴۳)

اور کبھی آپ ﷺ ان سورتوں میں سے ایک رکعت میں ایک سورت تلاوت فرماتے۔(۲۴۴) لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کبھی آپ ﷺ نے ایک رکعت میں مکمل قرآن پاک ختم کیا ہو۔(۲۴۵) بلکہ آپ ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو سے کہا ایک ماہ میں قرآن پاک ختم کر لیا کرو اس نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ تلاوت کرنے کی طاقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو بیس دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس نے کہا مجھ میں مزید طاقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھا سات دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ کی اجازت(۲۴۶) نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو پانچ دنوں میں ختم کرنے کی اجازت(۲۴۷) فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو تین دن میں ختم کرنے کی اجازت فرمائی(۲۴۸) اور اس کو اس سے کم دنوں میں ختم کرنے سے منع فرمایا(۲۴۹) اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا جس شخص نے تین دن سے کم

---

(۲۴۲) مسلم نسائی معلوم ہوا کہ نمازوں میں قرآن پاک کی ترتیب کا خیال رکھنا ضروری نہیں جبکہ آپ نے آل عمران کی تلاوت النساء سورت کے بعد کی ہے حالانکہ ال عمران قرآن پاک میں سورۃ النساء سے پہلے ہے (۲۴۳) ابو یعلیٰ حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی سات لمبی سورتیں یہ ہیں البقرہ آل عمران النساء المائدہ الانعام الاعراف التوبہ (۲۴۴) ابو داؤد نسائی سند صحیح ہے (۲۴۵) مسلم ابو داؤد (۲۴۶) بخاری مسلم (۲۴۷) نسائی ترمذی اس نے صحیح کہا ہے (۲۴۸) بخاری احمد (۲۴۹) دارمی سعید بن منصور

Www.IslamicBooks.Website

میں ختم کیا وہ قرآن پاک کے سمجھنے سے محروم رہا [۲۵۰] بعض الفاظ یوں ہیں قرآن پاک سے اس شخص کو کچھ سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی جو تین دن سے کم میں قرآن پاک ختم کرتا ہے۔ [۲۵۱] پھر آپ ﷺ نے اس سے کہا عام طور پر ہر عبادت کرنے والا انسان تیز جذبات رکھتا ہے لیکن جس قدر تیزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر کوتاہی جلدی رونما ہوتی ہے چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا بہترین عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے۔ اگرچہ وہ عمل مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سنت میں میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جو شخص بدعات کے ارتکاب میں غلو اختیار کرتا ہے وہ تباہ و برباد ہوگیا۔ [۲۵۲]

امام طحاوی کا قول کچھ لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈنے میں اعتدال سے تجاوز کر جاتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک وہ انسان زیادہ محبوب ہے جو غلو اختیار نہیں کرتا۔ البتہ آپ ﷺ نے سخت تاکید فرمائی کہ نیک اعمال پر مداومت کی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین دن سے کم میں ختم نہیں فرماتے تھے [۲۵۳] نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص ایک رات میں دو سو آیات نوافل میں تلاوت کرتا ہے وہ اطاعت گزار مخلص لوگوں کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے۔ [۲۵۴] آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ہر رات سورہ بنی اسرائیل اور الزمر تلاوت فرماتے تھے۔ [۲۵۵] نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص ایک رات میں نوافل میں سو آیات تلاوت کرتا

---

(۲۵۰) احمد (۲۵۱) داری ترمذی اس نے صحیح کہا (۲۵۲) احمد ابن حبان (۲۵۲) احمد ابن سعد (۱/۳۷۶) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۲۸۱) (۲۵۳) داری حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی (۲۵۴) احمد ابن نصر سند صحیح ہے۔(۲۵۵) داری حاکم اس نے اس کو صحیح کہا ہے ذہبی نے موافقت کی ہے

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔ وہ غفلت شعار لوگوں کی فہرست میں شمار نہیں ہوتا ہے۔(۲۵۶) کبھی آپ ﷺ ہر رکعت میں پچاس، آیات یا اس سے زیادہ تلاوت فرماتے(۲۵۷) اور کبھی یاایھا المزمل کے بقدر تلاوت فرماتے۔(۲۵۸) لیکن آپ ﷺ تمام رات نوافل نہیں پڑھا کرتے تھے ہاں کبھی کبھی ایسا ہو جاتا تھا۔ (۲۵۹)

معلوم ہوا ہمیشہ یا اکثر طور پر تمام رات بیدار رہنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے اگر تمام رات بیدار رہنا فضیلت کا کام ہوتا تو آپ ﷺ ضرور بیدار رہتے اس لئے کہ بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے۔

کیا امام ابو حنیفہؒ نے ۴۰ سال عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی ہے

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے چالیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی ہے اس کا کچھ اصل نہیں۔ علامہ فیروز آبادی نے الرد علی المعترض میں اس کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے اس کو واضح جھوٹ قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس قسم کے واقعات کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا کسی طرح بھی درست نہیں اور نہ ہی اس واقعہ سے ان کے مقام میں کچھ اضافہ ہوتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ امام صاحب جیسا آدمی افضل عمل بجا لائے اس لئے ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا بہرحال اس سے افضل ہے کہ پہلے وضو کے ساتھ ہی دوسری نماز ادا کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر اس واقعہ کو درست مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ امام صاحب مسلسل چالیس سال رات بھر بیدار رہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ ایک انسان اتنا لمبا عرصہ جاگتا رہے زیادہ سے زیادہ اس واقعہ کے بارے میں ہم جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ بعض متعصب جاہل قسم کے لوگوں کا وضع کردہ ہے اس قسم کے خرافات ذکر کرنے سے امام صاحب کی شان دوبالا نہیں ہوتی۔ بلکہ کئی قسم کے شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ (۲۶۰)

---

(۲۵۶) بخاری ابو داؤد (۲۵۷) احمد ابو داؤد سند صحیح ہے۔ (۲۵۸) مسلم ابو داؤد (۲۵۹) (۱/۴۴)

(۲۶۰) نسائی احمد طبرانی (۱/۱۸۷، ۲) ترمذی نے صحیح کہا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن خباب بن ارت جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے ایک رات آپ ﷺ کے ساتھ رہے اس کا بیان ہے کہ آپ ﷺ تمام رات بیدار رہے اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی جب آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو خباب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آج رات جس طرح آپ ﷺ نے نوافل پڑھے ہیں اس سے پہلے میں نے کبھی آپ ﷺ کو اس طرح نماز ادا کرتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کہنا بالکل درست ہے اور جان لو کہ نماز ایسی عبادت ہے جس میں اشتیاق کو اللہ کے ساتھ بڑھایا جائے اور اس کے عذاب سے پناہ مانگی جائے۔ چنانچہ میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں کا سوال کیا جن میں سے دو باتوں کو پذیرائی حاصل ہوئی۔ اور ایک بات کو تسلیم نہ کیا گیا ایک سوال یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح تباہ و برباد نہ کرے جس طرح اس نے پہلی امتوں کو تباہ و برباد کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ پھر میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا ہم پر ہمارے دشمن کو غلبہ حاصل نہ ہو یہ بھی قبول کر لیا گیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ امت محمدیہ میں اختلاف رونما نہ ہو لیکن اسے قبول نہ کیا گیا۔ (۲۶۱)

ایک رات آپ ﷺ صبح تک قیام فرماتے رہے لیکن صرف (اِن تُعَذِّبهُم فَاِنَّهُم عِبَادُکَ وَاِن تَغفِرلَهُم فَاِنَّکَ اَنتَ العَزِيزُ الحَكِيم) آیت ہی تمام نماز میں یہاں تک کہ رکوع و سجود میں بھی یہی آیت تلاوت کرتے رہے اور دعا میں بھی یہی آیت دہراتے ہیں صبح کی نماز کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ رات بھر یہی آیت تلاوت کرتے رہے بلکہ رکوع، سجود اور دعا میں بھی یہی آیت دہراتے رہے حالانکہ اللہ پاک نے آپ ﷺ کو تمام قرآن کا علم دیا ہے اگر ہمارے جیسا اس طرح نوافل ادا کرتا ہے تو ہمیں کچھ عجیب سا لگتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس رات اپنی امت کے لئے شفاعت کرنے کا

---

(۲۶۱) نسائی ابن خزیمہ (۱/۷۰/۱) احمد ابن نصر حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے سوال کو شرف قبول عطا فرمایا ان شاء اللہ ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اس کو میری سفارش سے فائدہ پہنچے گا۔ (۲۶۲)

ایک صحابی نے آپ ﷺ سے استفسار کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک پڑوسی ہے جو رات بھر قیام کرتا ہے لیکن بار بار صرف قل ھو اللہ احد کو ہی دہراتا رہتا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری آیت تلاوت نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت ثلث قرآن پاک کے برابر ہے۔ (۲۶۳)

نماز وتر رسول اکرم ﷺ وتر نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ (۲۶۴) اور دوسری میں قل یاایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد تلاوت فرمایا کرتے تھے اور کبھی ان کے ساتھ قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس (۲۶۵) کا اضافہ فرماتے اور کبھی تیسری رکعت میں سورہ نساء سے سو (۲۶۶) آیات تلاوت فرماتے تھے اور وتر کے بعد کی دو رکعتوں میں اذا زلزلت اور قل یا یھا الکفرون تلاوت فرماتے تھے۔ (۲۶۷) خیال رہے کہ وتر کے بعد دو نفل ادا کرنا مسلم وغیرہ میں مذکور ہے لیکن ایک دوسری روایت کہ (تم رات کے نوافل کے آخر میں وتر پڑھو) کے مخالف ہے۔ ان دونوں کے درمیان علماء نے مطابقت پیدا کرنے کے لئے مختلف توجیہات ذکر کی ہیں میرے نزدیک کوئی بھی توجیہ اہمیت کی حامل نہیں لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ وتروں کے بعد دو نفل نہ پڑھے جائیں۔

بعد ازاں مجھے ایک صحیح حدیث پر آگاہی حاصل ہوئی جس میں وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز ادا کرنے کا حکم تھا پھر اس حکم کے ساتھ ساتھ آپ کا عمل بھی مؤید ہوا لہٰذا وتر نماز کے بعد دو نفل نماز ادا کرنا تمام لوگوں کے لئے جائز ہے البتہ آپ کا ارشاد

(۲۶۲) احمد بخاری (۲۶۳) نسائی حاکم اس نے صحیح کہا (۲۶۴) ترمذی ابو العباس اصم فی حدیثہ (ج ۲ رقم ۱۱۷) حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی (۲۶۵) نسائی احمد (۲۶۶) احمد ابن نصر۔ (۲۶۷) مسلم ابو داؤد

Www.IslamicBooks.Website

کہ اپنی آخری نماز وتر نماز سمجھو اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا پس تضاد ختم ہو گیا ہو ملاحظہ احادیث صحیحہ ۱۹۹۳ والحمد للہ علی توفیقہ

نماز جمعہ رسول اکرم ﷺ نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں اذا جاءک المنافقون اور کبھی ان کی جگہ هل اتاک حدیث الغاشیة تلاوت فرماتے اور کبھی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں هل اتاک تلاوت فرماتے۔ (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰)

نماز عید کبھی آپ ﷺ نماز عید کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں هل اتاک تلاوت فرماتے (۲۷۱) اور کبھی ان دونوں میں ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعة تلاوت فرماتے۔

نماز جنازہ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحۃ الکتاب' اس کے بعد کوئی ایک سورت (۲۷۲) سری قراءت کے ساتھ پڑھی جائے (۲۷۳) امام شافعی' احمد' اسحاق کا قول ہے کہ صرف فاتحہ پڑھی جائے متاخرین محققین احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ شوافع کے نزدیک فاتحہ کے بعد دوسری سورت کو بھی ملایا جائے۔

قراءت آہستہ آہستہ اور اچھی آواز سے کی جائے رسول اکرم ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے جلدی جلدی اور تیز پڑھنے سے کنارہ کشی فرماتے۔ بلکہ ایک ایک حرف (۲۷۴) الگ الگ کر کے پڑھتے یوں معلوم ہوتا کہ ایک چھوٹی سورت لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی ہو گئی ہے۔ (۲۷۵) چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن کے حافظ کو کہا جائے گا کہ تم قرآن پاک پڑھتے جاؤ اور سیڑھیوں پر چڑھتے جاؤ اور جس طرح تم دنیا میں آہستہ آہستہ پڑھا

---

(۲۶۸) مسلم ابو داؤد (۲۶۹) مسلم ابو داؤد (۲۷۰) مسلم ابو داؤد (۲۷۱) مسلم ابو داؤد (۲۷۲) بخاری ابو داؤد نسائی ابن الجارود (۲۷۳) نسائی طحاوی سند صحیح ہے (۲۷۴) ابن المبارک الزہد (۱۶۲/۱) من الکواکب ۵۷۵) ابو داؤد احمد سند صحیح ہے (۲۷۵) مسلم مالک۔

Www.IslamicBooks.Website

کرتے تھے اسی طرح پڑھتے چلو۔ آپ کی منزل وہاں ہے جہاں آپ کا قرآن پاک ختم ہوگا۔ (۲۷۶)

رسول اکرم ﷺ حروف مد کو لمبا کر کے پڑھتے تھے مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو لمبا کر کے پڑھتے تھے۔(۲۷۷) نضید جیسے الفاظ کو بھی لمبا فرماتے(۲۷۸) تمام آیتوں کے آخر پر وقف فرماتے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور کبھی بنا سنوار کر خوبصورت آواز کے ساتھ تلاوت فرماتے۔(۲۷۹) جب کبھی آپ ﷺ کی طبیعت میں انبساط موجزن ہوتا جیسا کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے سورہ فتح کی قراءت نہایت مسرت اور انبساط کی کیفیت میں فرمائی۔ عبداللہ بن مغفل نے آپ ﷺ کی اس آواز کی نقل بیان کرتے ہوئے تین الف ممدودہ کا ذکر کیا ہے۔

اور رسول اکرم ﷺ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم فرماتے۔(۲۸۰) اس لئے کہ خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے میں مزید حسن پیدا ہوتا ہے۔(۲۸۱)

خیال رہے کہ مذکورہ حدیث میں بعض راویوں نے تبدیلی کی ہے چنانچہ انہوں نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا کہ تم قرآن کے ساتھ اپنی آواز کو خوش نما بناؤ لیکن یہ مقلوب روایت روایتہً اور درایتہً غلط ہے اور جن لوگوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے وہ راہ صواب سے دور ہیں جبکہ وہ اس مسئلہ میں صحیح اور واضح احادیث کی مخالفت کر رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث مقلوب حدیث کی صحیح مثال ہے ملاحظہ فرمائیں احادیث ضعیفہ (۵۳۲۸)

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کے دل میں اللہ کا ڈر موجود ہے۔(۲۸۲) نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ کی

---

(۲۷۶) ابو داؤد ترمذی اس نے صحیح کہا ہے (۲۷۷) بخاری ابو داؤد (۲۷۸) البخاری فی افعال العباد سند صحیح ہے (۲۷۹) بخاری مسلم (۲۸۰) بخاری تعلیقا ابو داؤد دارمی حاکم تمام رازی نے دو صحیح اسناد کے ساتھ ذکر کیا۔ (۲۸۱) بخاری تعلیقا ابو داؤد دارمی حاکم امام الرازی نے دو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا (۲۸۲) حدیث صحیح ہے الزہد لا بن المبارک (۱۶۳ر من الکواکب ۵۷۵) دارمی ابن نصر طبرانی ابو نعیم فی اخبار اصبہان الضیاء فی المختارۃ (۲۸۳) دارمی احمد سند صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

کتاب کا علم حاصل کرو اور اس کو ذہن میں محفوظ کرو اور خوبصورت آواز سے پڑھو مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اونٹ کے گھٹنوں کی رسی اگر کھول دی جائے تو وہ اتنی تیزی سے نہیں بھاگتا۔ جتنی تیزی سے قرآن پاک حافظہ سے نکل جاتا ہے(۲۸۳) نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں ہے۔ (۲۸۴)

---

(۲۸۴) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی۔

اعتراض : ابن الاثیر نے جامع الاصول میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث ابو ہریرہ سے مروی بخاری میں ہے چنانچہ اس پر حاشیہ میں استاذ عبدالقادر ارناؤط اور اس کے معاونین نے (ص ۴۵۷ ج ۲) میں اعتراض اٹھایا ہے کہ علامہ البانی نے صفتہ صلاۃ النبی ﷺ میں اس حدیث کو ابو داؤد کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ حدیث بخاری شریف میں مذکور ہے جبکہ اہل علم کا طریق یہ ہے جب کوئی حدیث صحیح ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کتاب میں مذکور ہو تو وہاں کسی دوسری کتاب کا حوالہ دینا درست نہیں۔

جواب آپ کا اعتراض درست ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب میں نے اس کتاب کو ترتیب دیا تھا تو مجھے اس بات کا علم تھا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ سے بخاری میں موجود ہے۔ میں نے ارادتاً اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب نہیں کیا نہ عدم علم کی بناء پر ایسا ہوا ہے اور نہ ہی مجھ سے سہو ہوا ہے اگر مجھے علم نہ ہوتا یا مجھ سے سہواً ایسا ہوتا تو اتنا لمبا عرصہ گزرنے پر بھی جبکہ کتاب کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں مجھے ضرور پتہ چل جاتا لیکن الحمد للہ نہ تو مجھ سے بھول ہوئی ہے اور نہ میں اس سے ناواقف تھا مجھے علی وجہ البصیرت اس بات کا علم تھا کہ اس حدیث کے راوی ابو عاصم الضحاک بن مخلد النبیل اگرچہ ثقہ ہیں لیکن ان سے خطا ہوگئی ہے جب انہوں نے اس حدیث کو ابو ہریرہ سے روایت کیا اس لئے کہ اس روایت کو ابو عاصم نے ابن جریج سے اس نے ابن شہاب سے اس نے ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا چنانچہ ثقہ راویوں نے اس حدیث کو ابن جریج سے اسی سند کے ساتھ ابو ہریرہ سے مرفوعاً (ماأذن اللہ

Www.IslamicBooks.Website

لشئیی) اس لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان الفاظ کے ساتھ آگے یہ حدیث ذکر ہو رہی ہے اور ابن جریر کے اس لفظ پر کثیر ثقیہ راویوں نے متابعت کی ہے ان تمام نے ابن جریر کی طرح اس حدیث کو زہری سے روایت کیا ہے اور یحییٰ بن ابی کثیر محمد بن عمرو محمد بن ابراہیم تیمی عمرو بن دینار ان تمام ثقہ راویوں نے اس لفظ پر زہری کی متابعت کی ہے پس ان تمام ثقیہ راویوں کا ایک سند پر اتفاق ہونا بہت بڑی دلیل ہے کہ ابو عاصم سے ان الفاظ کے نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے اور پھر وہ ان الفاظ کے بیان کرنے میں متفرد ہے اس قسم کی حدیث علماء کے ہاں شاذ کہلاتی ہے اسی لئے آخر ابو بکر نیشا پوری نے وثوق کے ساتھ کہا ہے کہ ان الفاظ کے بیان کرنے میں ابو عاصم کو وہم ہو گیا ہے جبکہ ابن جریر سے دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کرنے والے راوی کثیر ہیں اور ان کی متابعت کرنے والے بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ اسی لئے خطیب بغدادی نے ابوبکر نیشا پوری سے اتفاق کیا ہے اور ابن الاثیر نے جامع الاصول میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ص ۴۲۹۔ ج ۱۳ میں) اس لفظ کے وہم ہونے کی طرف لطیف اشارہ کیا ہے اس کا علم بعض اوقات بعض اہل علم کو نہیں ہوتا اگر اسے علم ہوتا تو وہ اتنی بڑی جرات نہ کرتا کہ صحیح کے راویوں میں سے کسی راوی کو خطا کی جانب منسوب کرنے کی جرات کرتا اس حدیث پر میں اپنی تحقیق تقریبا بیس سال سے پیش کر چکا ہوں اب میں نے اس ایڈیشن میں ضروری سمجھا کہ اس کا ذکر کر دیا جائے تاکہ انصاف کے طالبین کو علم ہو جائے کہ میری تحقیق ادھوری ہے یا مجھ پر اعتراض کرنے والوں کی تحقیق ناقص ہے وہ لوگ جو حدیث کا علم رکھتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ اعتراض غلط ہے کیا معترض یہ چاہتا ہے کہ میں اس کو اسکی خطا پر متنبہ نہ کرتا اور اس کے ساتھ میں بھی خطا کار بن جاتا۔

اس قدر طویل حاشیہ تحریر کرنا میری عادت کے خلاف ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ اتنا طویل حاشیہ تحریر نہیں کروں گا لیکن معترض اللہ اسے معاف کرے وہ اتنی لمبی تحریر کا باعث بنا ہے۔ واللہ المستعان حاشیہ باقی اگلے صفحے پر

Www.IslamicBooks.Website

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی آواز پر اس قدر کان نہیں لگاتا جس قدر وہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے پر لگاتا ہے۔ (۲۸۵)

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن پاک گانے کے انداز پر پڑھا جائے البتہ سفیان بن عیینہ جمہور علماء کے خلاف اس نظریہ کے حامل ہیں کہ قرآن پاک کو گانے کے انداز میں پڑھا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا تجھے معلوم نہیں ہے گزشتہ رات میں تیرا قرآن سن رہا تھا تیری آواز بہت خوبصورت تھی۔ جس طرح داؤد علیہ السلام کی آواز خوبصورت تھی اس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا اگر مجھے آپ ﷺ کے وہاں تشریف رکھنے کا علم ہو جاتا تو میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت آواز کے ساتھ قراءت کرتا۔ (۲۸۶)

بعد ازاں میں نے معلوم کیا کہ شیخ شعیب ارناؤط جو برادر مکرم شیخ عبدالقادر کے ساتھ ذکر کردہ تنقید پر تعاون کر رہے ہیں جس کا رد بہترین تحقیق کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے شاید ایسی تحقیق کسی دوسری جگہ دیکھنے میں نہ آئے اس تجاہل عارفانہ کے ہوتے ہوئے اور میری تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شرح السنۃ تالیف شیخ بغوی میں اس حدیث کو ابوھریرہ سے مروی معلول حدیث کے پیش نظر صحیح قرار دیا اور اس کی صحت پر متقدمین حفاظ کی شہادت پیش کی ہے

سب کچھ اس نے اس لیے کیا تاکہ اسکے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ اس نے البانی سے استفادہ کیا اور ممکن ہے کہ مکتب اسلامی کے مدیر جو اس کتاب سے متاثر ہیں انہیں بھی اس کے تجاہل عارفانہ کا علم نہ ہو سکا ہو وگرنہ اگر اسے علم ہے تو پھر مزید اس پر کتمان علم کا گناہ واقع ہوگا اس لئے کہ وہ کتاب کی تحقیق میں اس کے ساتھ شریک تھے جیسا کہ مقدمہ میں اس کا ذکر ہے اور جیسا کہ کتاب کے پہلے ایڈیشن میں یہ بات مذکور ہے وگرنہ اس کی تحقیق تو صرف دعوئ ہی دعویٰ ہے حقیقت سے دور ہے اس کیفیت میں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ دونوں گناہوں میں سے کون سا گناہ بڑا ہے

---

(۲۸۵) بخاری مسلم طحاوی ابن مندہ فی التوحید (۱/۸۱) احمد ابن ابی شیبہ (۲۸۶) عبدالرزاق فی الامالی (۱/۱۴۴/۲) بخاری مسلم ابن نصر حاکم

Www.IslamicBooks.Website

علماء بیان کرتے ہیں کہ ذکر کردہ حدیث میں مزمار سے مراد خوبصورت آواز ہے اس کا مادہ زمر ہے جس کا معنی گانا ہے اور آل داوٗد سے مقصود داوٗد علیہ السلام ہیں اس لیے کہ ال فلاں کے لفظ کا اطلاق اس کے وجود پر بھی ہوتا ہے اور داوٗد علیہ السلام نہایت خوبصورت آواز والے تھے (نووی شرح مسلم)

امام کو لقمہ دینا جب امام پر قراءت مشتبہ ہو جائے تو مقتدی کے لئے لقمہ دینا جائز ہے۔ چنانچہ ایک بار رسول اکرم ﷺ نے ایک نماز کی جماعت کرائی آپ ﷺ نے اس میں جہری قراءت فرمائی۔ آپ ﷺ پر التباس ہوگیا۔ آپ ﷺ رک گئے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے ابی سے کہا کیا تو ہمارے ساتھ نماز میں شریک تھا؟ اس نے اثبات میں جواب دیا آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے لقمہ کیوں نہ دیا۔ (۲۸۷)

وسوسہ ختم کرنے کیلئے اعوذ باللہ پڑھنا اور تھوکنا عثمان بن ابی العاص نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ شیطان میرے اور میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہوتا ہے وہ قراءت میں التباس پیدا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تجھے اس طرح کا خیال آئے تو اعوذ باللہ کے کلمات پڑھو اور بائیں جانب تین بار تھوکو۔ اس کا بیان ہے کہ ایسا کرنے سے شیطان کا التباس مین ڈالنا ختم ہوگیا۔ (۲۸۸)

رکوع رسول اکرم ﷺ جب قیام کی حالت میں قراءت سے فارغ ہوتے تو کچھ دیر خاموش رہتے (۲۸۹) پھر رفع الیدین کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے۔ (۲۹۰)

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں آپ صرف اتنی دیر خاموش رہتے کہ آپ ﷺ کا

---

(۲۸۷) ابو داوٗد ابن حبان طبرانی ابن عساکر (۲،۲۹۶،۲) الضیاء فی المختارة (۲۸۸) مسلم احمد ۔ (۲۸۹) ابو داوٗد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۲۹۰) بخاری مسلم

Www.IslamicBooks.Website

سانس صحیح ہو جائے خیال رہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت آپ ﷺ سے رفع الیدین کرنا تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ تینوں ائمہ جمہور محدثین اور فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ ابن عساکر کی روایت (۲۹۱) کے مطابق امام مالک زندگی بھر رفع الیدین کرتے رہے بعض احناف ائمہ بھی اس کے قائل ہیں چنانچہ امام ابویوسف کے شاگرد عصام بن یوسف رفع الیدین کرتے تھے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے امام احمد کے صاحب زادے عبداللہ بن احمد مسائل میں اپنے والد سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں اس نے بیان کیا کہ نماز میں رفع الیدین کرنے سے ہر اشارے کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (۲۹۲)

میں کہتا ہوں اس کی شاہد حدیث قدسی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص نیک کام کرنے کا ارادہ کرے پھر اسے کر گزرے تو اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک ثبت ہوتی ہیں۔ (بخاری و مسلم) ملاحظہ کریں۔ صحیح (الترغیب والترھیب ۱۶)

رسول اکرم ﷺ نے اس انسان سے کہا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کرلی تھی کہ کسی کی نماز اس وقت تک پوری نہیں کہلا سکتی جب تک کہ وہ اللہ پاک کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کرے' پھر اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی تحمید اور تمجید بیان کرے اور جس قدر قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے اور جس کی اجازت ہے اس قدر تلاوت کرے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے' کیفیت یہ ہو کہ تمام اعضاء میں جھکاؤ اور اطمینان موجود ہو۔ (مکمل حدیث کا ذکر کیا) (۲۹۳)

رکوع کی کیفیت رسول اکرم ﷺ رکوع کی حالت میں اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر (۲۹۴) رکھتے یعنی ایک دوسری روایت میں وضاحت ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں

---

(۲۹۱) (۲/۷۸/۱۵) (۲۹۲) ص ۶۰ (۲۹۳) ابو داؤد نسائی حاکم نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۲۹۴) بخاری ابو داؤد

Www.IslamicBooks.Website

آپ کے گھٹنوں پر یوں رکھی ہوتی تھیں جیسا کہ آپ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہے (۲۹۵) اور ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ رکوع کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہوتا تھا (۲۹۶) اور اسی طرح آپ صحابہ کرام کو بھی رکوع کرنے کا حکم دیتے۔ (۲۹۷)

نیز آپ ﷺ نے اس انسان کو حکم دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی کہ تو رکوع کی حالت میں اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ اور انگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھ اور اس طرح تمہاری کیفیت ہو کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ قائم ہو جائے۔ (۲۹۸) رسول اکرم ﷺ رکوع کی حالت میں اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے۔ (۲۹۸) نیز اپنی کمر کو پھیلا کر رکھتے نہ اس میں زیادہ جھکاؤ ہوتا اور نہ ہی اس میں اونچائی ہوتی۔ (۲۹۹) یہاں تک کہ اگر آپ کی کمر پر پانی والا برتن رکھا ہوا ہو وہ محفوظ رہے۔ (۳۰۰) نیز آپ ﷺ نے اس انسان سے فرمایا جس نے جلدی جلدی نماز پڑھ لی تھی کہ رکوع کی حالت میں تیری ہتھیلیاں تیرے گھٹنوں پر ہوں اور تیری کمر تنی ہوئی ہو اور رکوع کی حالت اطمنان بخش ہو (۳۰۱) نیز رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ رکوع کی حالت میں نہ تو اپنے سر کو زیادہ نیچا کرتے اور نہ ہی اسے بلند رکھتے۔ (۳۰۲) البتہ درمیانی کیفیت ہوتی تھی۔ (۳۰۳)

رکوع میں اطمینان واجب ہے رسول اکرم ﷺ رکوع میں اطمینان فرماتے تھے جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ رکوع سجود پورا کرو مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم کو پیچھے سے

---

(۲۹۵) بخاری ابو داؤد (۲۹۶) حاکم ابن نے صحیح کہا ذہبی طیالسی نے اس کی موافقت کی صحیح ابو داؤد ص (۸۰۹) (۲۹۷) بخاری مسلم (۲۹۸) ابن خزیمہ ابن حبان (۲۹۸) ترمذی ابن خزیمہ (۲۹۹) بیہقی سند صحیح ہے بخاری (۳۰۰) طبرانی کبیر صغیر زوائد المسند ابن ماجہ۔ (۳۰۱) احمد ابو داؤد سند صحیح ہے (۳۰۲) ابو دواؤد بخاری فی جزء القراءۃ (۳۰۳) مسلم ابو عوانہ

Www.IslamicBooks.Website

دیکھتا ہوں جب تم رکوع میں ہوتے ہو اور جب تم سجدے میں ہوتے ہو۔ (۳۰۴)

خیال رہے کہ آپ ﷺ کا نماز کی حالت میں پیچھے سے صحابہ کو دیکھنا حقیقت پر مبنی ہے اور آپ ﷺ کا معجزہ ہے نیز یہ خصوصیت صرف نماز کی حالت میں ہے عام حالات میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع، سجود جلدی جلدی کر رہا ہے یعنی وہ ٹھونگیں مار رہا ہے جیسے کوا خون میں ٹھونگیں مارتا ہے اس شخص کی مثال جو رکوع و سجود پورا نہیں کرتا اور ٹھونگیں مارتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ انسان اسی حالت میں فوت ہوگیا تو اس کا فوت ہونا ملت اسلام پر نہیں ہے یہ اپنی نماز میں جس طرح ٹھونگیں مارتا ہے اس بھوکے انسان کی طرح ہے جو ایک کھجور اور دو کھجوریں کھاتا ہے جس طرح اس کو ایک دو کھجوریں کھانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کو بھی ایسی نماز سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ (۳۰۵)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے اس بات سے منع فرمایا کہ میں مرغ کے ٹھونگیں مارنے کی طرح نماز میں ٹھونگیں ماروں اور یوں گردن پھیروں جیسے لومڑ اپنی گردن پھیرتا ہے اور میں یوں بیٹھوں جیسے بندر بیٹھتا ہے۔ (۳۰۶)

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں بدترین قسم کا چور وہ انسان ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

---

(۳۰۴) بخاری مسلم (۳۰۵) ابو یعلی فی مسندہ (۱،۳۴۰) و (۱،۳۴۹)

الآجری فی الاربعین والبیہقی و الطبرانی (۱،۱۹۲) والضیاء فی المنتقی من الاحادیث الصحاح اوالحسان (۱،۲۷۶) ابن عساکر (۲، ۲۳۶) (۲۲۶) ، ۲،۲۱۴ ، ۱ ، ۸ ، ۴، ۱،۱ ، ۷۶،

۲) سند حسن ہے ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا (۱،۸۲،۱) اس حدیث کا پہلا حصہ ابن بطتہ کے نزدیک الا بانتہ میں شاہدِ مرسل کی صورت میں موجود ہے (۱،۴۳،۵) (۳۰۶) طیالسی احمد ابن ابی شیبہ حدیث حسن ہے میں نے اس کا ذکر الاحکام للحافظ عبدالحق انشبیلی کے حاشیہ (۱۳۴۸) میں ذکر کیا ہے

Www.IslamicBooks.Website

تمہاری نماز میں چوری یہ ہے کہ اس کے رکوع و سجود کو پورا نہ کیا جائے۔ (۳۰۷)

رسول اکرم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے تو آپ ﷺ نے آنکھ کے کنارے سے ایک آدمی کے بارے میں محسوس کیا کہ رکوع و سجود میں اس کی کمر سیدھی نہیں ہے تو جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا اے مسلمانو! اس انسان کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع سجود میں کمر درست نہیں رکھتا۔ (۳۰۸) ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس انسان کی نماز پوری نہیں جو رکوع و سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھتا۔ (۳۰۹)

رکوع کی دعائیں رسول اکرم ﷺ رکوع میں مختلف قسم کے اذکار اور دعائیں پڑھا کرتے تھے چنانچہ ذیل کی دعائیں ثابت ہیں۔

۱۔ سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم تین بار (۳۱۰) اور کبھی اس سے زیادہ بار تکرار کے ساتھ یہ کلمات کہتے، ایک بار تو آپ ﷺ نے رات کے نوافل میں اس قدر تکرار کیا کہ آپ ﷺ کا رکوع آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا۔ اور قیام میں آپ ﷺ نے تین لمبی سورتیں تلاوت فرمائی تھیں۔ یعنی بقرہ، نساء، آل عمران اور کہیں کہیں دعا اور استغفار کے کلمات بھی آپ ﷺ نے پڑھے۔

۲۔ (سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم وَبِحَمدِہٖ) تین بار (۳۱۱) (میرا پروردگار عظمت والا پاک ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں۔)

۳۔ «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلَائِکَۃِ وَالرُّوحِ»

---

(۳۰۷) ابن ابی شیبہ (۱؍۸۹؍۲) طبرانی، حاکم اور اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۳۰۸) ابن ابی شیبہ (۱؍۸۹؍۱) ابن ماجہ مسند احمد سند صحیح ہے (۳۰۹) ابو عوانہ ابو داوٗد سہمی (۶۱) دار قطنی نے اس کو صحیح کہا ہے (۳۱۰) احمد ابو داوٗد ابن ماجہ دار قطنی طحاوی بزار طبرانی فی الکبیر یہ روایت سات صحابہ کرام سے مروی ہے اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو تین دفعہ سبحان ربی العظیم کے قائل نہیں ہیں جیسے حافظ ابن قیم وغیرہ (۳۱۱) ابو داوٗد دار قطنی احمد طبرانی بیہقی

Www.IslamicBooks.Website

۳۔ پاک ہے تقدیس والا ہے فرشتوں اور جبریل کا رب ہے۔ (۳۱۲)

٤ - ۱ سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمدِكَ، اَللّٰهُمَّ! اغفِر لِي

۴۔ اے اللہ! تو پاک ہے میں تیری حمد کرتا ہوں اے اللہ! مجھے معاف فرما۔

یہ دعاء رکوع سجود میں اکثر کہا کرتے' قرآن پاک کی تاویل فرماتے یعنی۔ (۳۱۳)

(فَسَبِّح بِحَمدِ رَبِّکَ وَاستَغفِرہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا) کی جانب اشارہ تھا آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکیزگی کرو اور اس سے بخشش مانگو بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

کا مفہوم بھی یہی ہے۔

٥ - اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعتُ، وَبِكَ آمَنتُ، وَلَكَ أَسلَمتُ، أَنتَ رَبِّي، خَشَعَ لَكَ سَمعِي وَبَصَرِي، وَمُخِّي وَعَظمِي وَعِظَامِي وَعَصَبِي، وَمَا استَقَلَّت بِهِ قَدَمِي لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ] ،

۵۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے رکوع کیا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیرے لئے فرمانبردار ہوگیا تو میرا پروردگار ہے تیرے لئے میرے کان' میری آنکھیں' میرا مغز' میری ہڈیاں اور میرے اعصاب اور جس کو میرے قدموں نے اٹھایا ہے اس اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔ (۳۱۴)

٦ - ۱ اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعتُ، وَبِكَ آمَنتُ، وَلَكَ أَسلَمتُ، وَعَلَيكَ تَوَكَّلتُ، أَنتَ رَبِّي، خَشَعَ سَمعِي وَبَصَرِي وَدَمِي وَلَحمِي وَعَظمِي وَعَصَبِي لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ ،

۶۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے رکوع کیا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیرے لئے اسلام لایا اور تجھ پر توکل کیا تو میرا رب ہے میرے کان' میری آنکھیں' میرا خون' میرا گوشت' میری ہڈیاں' میرے اعصاب اللہ رب العالمین کے لئے خشوع کرتے ہیں۔ (۳۱۵)

---

(۳۱۲) مسلم ابو عوانہ (۳۱۳) بخاری مسلم (۳۱۴) مسلم ابو عوانہ طحاوی دار قطنی

(۳۱۵) نسائی سند صحیح ہے

Www.IslamicBooks.Website

۷ - ؛ سُبحَانَ ذِي الجَبَرُوتِ وَالمَلَكُوتِ وَالكِبرِيَاءِ وَالعَظمَةِ ؛

۷۔ وہ ذات پاک ہے جو جلالی ' جمالی صفات والی ہے اور کبریائی ' عظمت والی ہے۔

یہ دعا نفل نماز میں بھی پڑھا کرتے تھے۔ (۳۱۶)

فائدہ کیا رکوع میں ان تمام ازکار کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے علامہ ابن قیم متردد ہیں کوئی فیصلہ نہیں کرپائے۔ البتہ امام نووی تمام ازکار کے جمع کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں نواب صدیق حسن خان نزل الابرار ص ۸۴ پر رقم طراز ہیں ان تمام ازکار کو جمع کرنے کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ رسول اکرم ﷺ سے بھی ایسا کرنا ثابت نہیں بلکہ ان ازکار میں سے کوئی ایک پڑھتے تھے پس کسی بدعت کے ارتکاب سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ سنت کا اتباع کیا جائے۔

یہی بات درست ہے ان شاء اللہ تعالیٰ البتہ سنت میں اس رکن اور دیگر ارکان کا لمبا کرنا ثابت ہے۔ یہاں تک کہ قیام کے قریب قریب ہو جائے۔ جب نماز ادا کرنے والا انسان اس سنت میں نبی ﷺ کی اقتداء کا ارادہ کرے تو اسے امام نووی کے قول کے مطابق تمام ازکار کو جمع کرنا چاہیئے اور ابن نصر قیام اللیل (۷۶) میں ابن جریج' عطاء سے بیان کرتے ہیں وگرنہ بعض ازکار میں تکرار کا جو انداز منصوص ہے اسی کو اختیار کیا جائے اور یہ بات اقرب الی السنہ ہے واللہ اعلم

رکوع کی مقدار رسول اکرم ﷺ کے رکوع کے بعد قیام' سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تقریباً ایک جیسی ہوتی تھی۔(۳۱۷) اس کے صحیح ہونے میں کچھ کلام نہیں' لیکن سنت میں رکوع اور دوسرے ارکان کا لمبا ہونا بھی ثابت ہے جیسا کہ آئندہ اوراق میں اس کا بیان آرہا ہے کہ آپ ﷺ کے رکوع کی مقدار قیام کے برابر ہوتی تھی۔ تو جب کوئی نمازی اس سنت میں آپ ﷺ کی اقتدا کا ارادہ کرے تو اس کو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جس کا ذکر امام نووی نے کیا ہے اور محمد بن نصر نے قیام اللیل ص ۷۶ میں ابن جریج سے وہ عطاء سے نقل کرتے

(۳۱۶) ابو داؤد نسائی سند صحیح ہے۔ (۳۱۷) بخاری مسلم

Www.IslamicBooks.Website

ہیں کہ یہ واقعہ نوافل کا ہے اور یہی صورت اَقربُ اِلی السُّنَّۃِ ہے۔ واللہ اعلم۔

رکوع میں قرآن پاک پڑھنا منع ہے (۳۱۸) رسول اکرم ﷺ رکوع اور سجود میں قرآن پاک پڑھنے سے منع فرماتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے خبردار مجھے رکوع و سجود میں قرآن پاک پڑھنے سے روکا گیا ہے پس تم رکوع میں اللہ عزوجل کی تعظیم کرو اور سجدہ میں تم الحاح کے ساتھ دعا کرو۔ لائق ہے کہ تمہاری دعا کو شرف قبولیت حاصل ہو۔ (۳۱۹)

منع کا حکم مطلقاً فرض، نفل دونوں کو شامل ہے ابن عساکر میں زائد لفظ موجود ہیں (۳۲۰) جن کا مطلب یہ ہے کہ نفل نماز میں قرآن پاک کا پڑھنا منع نہیں۔ لیکن یہ زیادتی شاذ یا منکر ہے ابن عساکر نے اس کو معلول قرار دیا اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

رکوع سے سیدھے کھڑے ہونے اور اس میں اذکار کا بیان رسول اکرم ﷺ رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ (۳۲۱) کلمات کہتے۔ اور اس بات کا حکم آپ نے اس انسان کو دیا جس نے جلدی جلدی رکوع و سجود کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی انسان کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ تکبیر تحریمہ نہ کہے اس کے بعد رکوع کرے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے (۳۲۲) پھر اسی حالت میں رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ (۳۲۳) کہے۔ آپ نے ان کلمات کے کہنے کا ہر نمازی کو حکم دیا ہے خواہ وہ مقتدی ہو یا امام ہو۔ آپ کا ارشاد ہے تم اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھ رہے ہو۔ (۳۲۴) نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے امام بنانے سے مقصود یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لیکن جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمدُ کہو۔ اللہ تمہاری بات

---

(۳۱۸) مسلم ابو عوانہ (۳۱۹) مسلم ابو عوانہ (۳۲۰) (۱٫۲۹۹، ۱٫۷) (۳۲۱) بخاری مسلم (۳۲۲) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۳۲۳) بخاری مسلم (۳۲۴) بخاری احمد

Www.IslamicBooks.Website

کو سن رہا ہے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی زبان پر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا ہے خیال رہے کہ یہ حدیث اس بات پر دال نہیں ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ میں شریک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس بات پر بھی دال نہیں ہے کہ امام مقتدی کے ساتھ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حدیث اس بیان پر مشتمل نہیں ہے کہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت امام اور مقتدی کون سے کلمات کہیں بلکہ اس بات کے بیان کرنے کے لئے حدیث ذکر کی گئی ہے کہ مقتدی کا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنا امام کے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد ہو اس کی تائید اس بات سے بھی ہو رہی ہے کہ نبی ﷺ امام ہونے کی حالت میں بھی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے کلمات کہا کرتے تھے اس طرح نبی ﷺ کی عام حدیث کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھتے ہو اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ مقتدی امام کی طرح سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے۔ پس ہم بعض ان اہل علم حضرات کو اس مسئلہ پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں جنہوں نے ہم سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی تھی ہم سمجھتے ہیں کہ جس قدر ہم نے ذکر کر دیا ہے وہی کافی ہے اور جو شخص زیادہ وضاحت کا متلاشی ہے وہ حافظ سیوطی کی الحاوی للفتاویٰ (۱/ ۵۲۹) کا مطالعہ کرے رسول اکرم ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں مقتدی کے لئے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنے کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے تمام پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۳۲۵)

جب آپ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہوتے تو جس طرح تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت آپ رفع الیدین کرتے اسی طرح اس حالت میں بھی رفع الیدین کرتے (۳۲۶) اور رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کبھی بغیر "و" کے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔ (۳۲۷)

---

(۳۲۵) بخاری مسلم ترمذی اس نے صحیح کہا ہے (۳۲۶) بخاری مسلم (۳۲۷) بخاری مسلم

Www.IslamicBooks.Website

آپ کبھی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کے الفاظ فرماتے جبکہ حافظ ابن القیم نے اس روایت کی صحت کا انکار کیا ہے جس میں اللھم اور واؤ دونوں جمع ہیں دراصل ان کو سہو ہو گیا ہے جبکہ یہ الفاظ صحیح بخاری مسند احمد نسائی میں دو طریق سے ابوھریرہ سے مروی ہیں اور دارمی میں عبداللہ بن عمر سے جبکہ بیہقی میں ابوسعید خدری اور نسائی میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے

اس حالت میں رفع الیدین کرنا رسول اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے جمہور محدثین کا یہی قول ہے بلکہ بعض احناف فقہاء بھی اسی کے قائل ہیں' رسول اکرم ﷺ کبھی ان الفاظ سے پہلے اللھم (۳۲۸) کا اضافہ فرماتے۔ اس سلسلہ میں آپ کا ارشاد ہے کہ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحَمد کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہوگئے۔ (۳۲۹) اور کبھی آپ ﷺ اس سے زائد الفاظ فرماتے وہ یہ ہیں۔

۵ ۔ « مِلءَ السَّمَاوَاتِ ، وَمِلءَ الأَرضِ ، وَمِلءَ مَا شِئتَ مِن شَيءٍ بَعدُ »

"تیرے لئے آسمانوں زمین اور اس کے بعد جس قدر تو چاہے کہ وہ بھر جائے۔ اس کے مطابق حمد ہے۔" (۳۳۰) اور کبھی یہ الفاظ پڑھتے۔ (۳۳۱)

٦ ۔ « مِلءَ السَّمَاوَاتِ ، وَ مِلءَ الأَرضِ ، وَمَا بَينَهُمَا ، وَمِلءَ مَا شِئتَ مِن شَيءٍ بَعدُ »

اور کبھی ان کے ساتھ ذیل کے الفاظ کا اضافہ فرماتے۔

۷ ۔ « أَهلَ الثَّنَاءِ وَالمَجدِ ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعطَيتَ ، وَلَا مُعطِيَ لِمَا مَنَعتَ ، وَلَا يَنفَعُ ذَا الجَدِّ مِنكَ الجَدُّ »

تو تعریف اور بزرگی والا ہے جس کو تو عطا کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو تجھ سے دولت فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (۳۳۲)

اور کبھی مزید اضافہ فرماتے اور ذیل کے الفاظ پڑھتے۔

---

(۳۲۸) بخاری احمد (۳۲۹) بخاری مسلم ترمذی نے صحیح کہا ہے (۳۳۰) مسلم ابو عوانہ (۳۳۱) مسلم ابو عوانہ (۳۳۲) مسلم ابو عوانہ

Www.IslamicBooks.Website

۸ ۔ «مِلءَ السَّمَاوَاتِ، وَمِلءَ الأَرضِ، وَمِلءَ مَا شِئتَ مِن شَيءٍ بعدُ، أَهلَ الثَّنَاءِ وَالمَجدِ، أَحقُّ مَا قَالَ العَبدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبدٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعطَيتَ، وَلَا مُعطِيَ لِمَا مَنَعتَ، وَلَا يَنفَعُ ذَا الجَدِّ مِنكَ الجَدُّ»

حمد و ثنا (آسمانوں زمین کے بھرنے اور اس کے بعد جس کو بھی تیری مشیت کے مطابق سما سکے) کرتا ہوں اے وہ ذات جو تعریف اور بزرگی والا ہے جو کچھ تیرا بندہ کہہ رہا ہے وہ بالکل درست ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ جس کو تو عطا کرے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور جس کو تو نہ دے اس کو کون دے سکتا ہے اور کسی صاحب ثروت کو تیرے عذاب سے اس کی ثروت فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (۳۳۳)

اور کبھی رات کے نوافل میں ذیل کے کلمات پڑھتے۔

۹ ۔ «لِرَبِّيَ الحَمدِ، لِرَبِّيَ الحَمد»

میرا رب تعریف والا ہے۔ میرا رب تعریف والا ہے۔

ان کلمات کو بار بار پڑھتے یہاں تک کہ رکوع کے بعد کا یہ قیام رکوع سے پہلے قیام کے برابر ہوتا جس میں آپ ﷺ نے سورہ بقرہ تلاوت فرمائی تھی۔ (۳۳۴)

ایک دفعہ ایک صحابی جو آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا اس نے آپ ﷺ کے رکوع سے سر اٹھاتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَهُ کہنے کے بعد (رَبَّنَا وَلَكَ الحَمدُ حَمدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرضىٰ) کے کلمات کہہ دیئے جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا ابھی ابھی کس نے نماز میں اونچی آواز کے ساتھ یہ کلمات کہے ہیں ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں تھے کہ کون ان کلمات کو پہلے تحریر کرے۔ (۳۳۵)

---

(۳۳۳) مسلم ابو عوانہ ابو داؤد (۳۳۴) ابو داؤد نسائی سند صحیح ہے (۳۳۵) مالک بخاری ابو داؤد

Www.IslamicBooks.Website

رکوع کے بعد والے قیام کا لمبا ہونا اور اس میں اطمینان کا واجب ہونا

رسول اکرم ﷺ کا یہ قیام تقریباً رکوع کے برابر ہوتا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر آچکا ہے بلکہ کبھی آپ ﷺ اتنا لمبا قیام فرماتے کہ بعض صحابہ کرام اس وسوسہ میں مبتلا ہو جاتے کہ شاید آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ (۳۳۶) آپ ﷺ سے اس قیام میں اطمینان کا حکم مروی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس انسان سے بھی کہا تھا جس نے جلدی جلدی بلا اطمینان رکوع و سجود کر لیا تھا۔ اس کو آپ ﷺ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تو رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے ہر عضو اپنے مقام پر آجائے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تو رکوع سے سر اٹھائے تو اپنی کمر کو برابر کرے اور اپنے سر کو بلند کرے یہاں تک کہ تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر درست ہو جائیں۔ (۳۳۷) اور آپ ﷺ نے اس سے یہ بھی فرمایا کہ کسی انسان کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اطمینان کو لازم نہیں کرتا۔

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کی نماز کو قبولیت نہیں بخشتے جو رکوع و سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھتا۔ (۳۳۸)

ایک اہم مبحث (۳۳۹) رکوع کے بعد قیام میں اطمینان کا واجب ہونا تو ثابت ہے لیکن اہل حجاز سے بعض قابل احترام اہل علم کا اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس قیام میں ہاتھ باندھنے کو ثابت کرنا نہایت مشکل اور بعید از امکان ہے بلکہ اس کا اثبات باطل ہے اس لئے کہ کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ

---

(۳۳۶) مسلم بخاری احمد (۳۳۷) بخاری مسلم دارمی حاکم شافعی - احمد - (۳۳۸) احمد الطبرانی فی الکبیر سند صحیح ہے (۳۳۹) علامہ البانی حفظہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں علمی اور تحقیقی حلقوں میں انکی علمی کاوشوں کو بنظر تحسین دیکھا جاتا ہے بالخصوص علم الرجال میں انہیں جو درک حاصل ہے موجودہ علمی دنیا میں ان کے پائے کا عالم شائد نہ مل سکے لیکن بشر ہونے کے ناطے سے ان سے بھی غلطی کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا العصمة للّٰہ چنانچہ رکوع کے بعد

Www.IslamicBooks.Website

اس قیام میں ہاتھ باندھے جائیں۔ چنانچہ مجھے قطعاً شک نہیں ہے کہ اس قیام میں ہاتھ باندھنے ایسی بدعت ہے جو گمراہی سے ہمکنار ہے۔ کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ اگر اس کا کچھ بھی ثبوت ہوتا تو کہیں اس کا ذکر ہوتا۔ مزید اس سے بھی تائید ہو رہی ہے کہ سلف صالحین میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں۔ اور نہ اس

ہاتھ باندھنے کو ان کا بدعت شنیعہ قرار دینا درست نہیں مزید اصرار کہ ہاتھ باندھنے کے بارے میں کوئی حدیث نہیں حقیقت کے خلاف ہے جبکہ بخاری شریف میں سہل بن سعد سے مروی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں مذکورہ حدیث حکما مرفوع ہے جب اس حدیث کے الفاظ پر غور کیا جاتا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں کہ نماز میں انسان کو چار حالتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور ان چاروں حالتوں میں ہاتھ کہاں رکھے جائیں اس سلسلہ میں احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ رکوع کی حالت میں ہاتھ گھٹنوں پر اور سجدہ کی حالت میں زمین پر کانوں اور کندھوں کے برابر اور قعود میں گھٹنوں اور رانوں پر رکھے جائیں چوتھی حالت قیام کی ہے خواہ قیام رکوع سے پہلے ہو یا بعد تو اس عام حدیث کے مفہوم کو قیام پر محمول کیا جائے گا جبکہ نسائی شریف کی حدیث میں قیام کا لفظ صراحتاً موجود ہے وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز میں قیام فرماتے تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پیٹھ ہاتھ کے جوڑ اور کلائی پر رکھتے اس میں رکوع سے قبل اور رکوع سے بعد کے قیام میں کچھ فرق نہیں حدیث کے الفاظ دونوں کو شامل ہیں اور ارسال کی دلیل تو صرف تعامل ہے اور تعامل دلیل نہیں پاک وھند کے بعض علماء علامہ البانی کی رائے کے موافق ہیں ان میں حافظ عبداللہ روپڑی" اور پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری پیر محب اللہ راشدی قابل ذکر ہیں جبکہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے قائل دارالافتاء ریاض سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور سید بدیع الدین راشدی پیر آف جھنڈا شیخ عبداللہ ناصر کراچی اور دیگر علماء ہیں بہرحال اس مسئلہ کو مابہ النزاع بنایا جائے اور نہ محاذ آرائی کی جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

کا ذکر آئمہ حدیث میں سے کسی نے کیا ہے واللہ اعلم۔ البتہ شیخ تویجری نے اپنے رسالہ کے ص ۱۸، ۱۹ میں امام احمد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد قیام میں ہاتھوں کو باندھنا اور چھوڑ دینا دونوں درست ہیں۔ لیکن یہ ان کا اپنا اجتہاد اور اپنا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے اور اجتہاد کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے لہٰذا جب کسی کام کے بدعت ہونے پر صحیح حدیث موجود ہو جیسا کہ اس مسئلہ میں موجود ہے تو کسی امام کا قول اس کو بدعت ہونے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ جیسا کہ یہ قاعدہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی بعض کتابوں میں مذکور ہے بلکہ مجھے تو امام احمد کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس قیام میں ہاتھ باندھنے سنت کے ساتھ ثابت نہیں جبکہ انہوں نے ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے کا اختیار دیا ہے پس کیا امام احمد رکوع سے پہلے قیام میں اس طرح کا اختیار دے سکتے ہیں معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے مسنون نہیں ہیں اگرچہ اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت تھی لیکن گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اختصار کے ساتھ اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

سجدہ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ **اللہ اکبر** کہہ کر سجدہ میں گر جاتے۔ (۳۴۰) چنانچہ اس بات کا حکم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے اس انسان سے کہا جس نے رکوع سجود وغیرہ میں اطمینان نہیں کیا تھا۔ کسی انسان کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ کر سیدھا کھڑا نہیں ہو جاتا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں نہیں جاتا اور سجدہ میں اطمینان نہیں کرتا۔ (۳۴۱) رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا جب سجدہ میں جانے کا ارادہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ (۳۴۲) اور کبھی سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع الیدین کرتے۔ (۳۴۳) اس حدیث میں جس رفع الیدین کا ذکر ہے وہ

---

(۳۴۰) بخاری مسلم (۳۴۱) ابو داؤد، حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۳۴۲) مسند ابی یعلی (ق ۲،۲۸۴) سند مضبوط ہے ابن خزیمہ (۲،۷۹/۱) سند صحیح ہے (۳۴۳) نسائی دار

Www.IslamicBooks.Website

دس صحابہؓ سے مروی ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباس، حسن بصری، طاؤس اس کا بیٹا عبداللہ، عبداللہ بن عمر کا غلام نافع، سالم قاسم بن محمد، عبداللہ بن دینار، عطاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کو سنت کہا ہے امام احمد بن حنبل نے اس سنت پر عمل کیا ہے۔ امام مالک، امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔

سجدہ میں گرتے ہوئے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے کا ذکر رسول اکرم ﷺ سجدے میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے زمین پر دونوں ہاتھ رکھتے۔(۳۴۴) چنانچہ آپ ﷺ اس کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی انسان سجدے میں جائے تو وہ اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ وہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے۔ (۳۴۵)

فائدہ اس مسئلہ میں اس کے مخالف حدیث کہ گھٹنوں کو پہلے رکھا جائے۔ صحیح نہیں ہے۔ امام مالک اس کے قائل ہیں اور ابن الجوزی کی التحقیق (۲/۱۰۸) میں امام احمد سے اسی طرح کا قول منقول ہے اور امام اوزاعی نے صحیح سند کے ساتھ مسائل (۱/۱۴۷/۱) میں ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ گھٹنوں سے پہلے زمین پر اپنے ہاتھ رکھتے تھے۔ خیال رہے کہ صحیح حدیث میں پہلے دونوں ہاتھوں کے رکھنے کا ذکر ہے نیز اونٹ کی طرح بیٹھنے سے منع بھی کیا گیا ہے اس لئے کہ اونٹ پہلے اپنے گھٹنے رکھتا ہے اور اس کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہیں جیسا کہ لسان العرب وغیرہ لغت کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے نیز امام طحاوی نے

قطنی المخلص فی الفوائد (۱/۲/۲) دو صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ (۳۴۴) ابن خزیمہ (۱/۷۶/۱) دار قطنی الحاکم اس نے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی (۳۴۵) ابو داؤد احمد سند صحیح ہے عبدالحق نے الاحکام الکبریٰ (۱/۵۴) نے اس کو صحیح کہا اور کتاب التہجد (۱/۵۶) نے ذکر کیا کہ اس کی سند وائل بن حجر کی حدیث ہے جو اس کے مخالف ہے زیادہ حسن ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

مشکل الآثار اور شرح معانی الآثار(۳۴۶) میں اس طرح ذکر کیا ہے اور امام قاسم نے کہا ہے کہ یہ غریب الحدیث (۲/۷۰/۱-۲) صحیح سند کے ساتھ مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص بھاگنے والے اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔

فائدہ خیال رہے کہ اونٹ کی مخالفت تب متحقق ہوتی ہے جب سجدے میں جاتے وقت پہلے زمین پر ہاتھ رکھے جائیں پھر گھٹنے رکھے جائیں۔ اس لئے کہ اونٹ جب بیٹھتا ہے تو وہ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھتا ہے اور اس کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہیں۔

(لسان العرب)

اس کے علاوہ لغت کی دوسری کتابوں میں بھی اسی طرح وارد ہے امام طحاوی مشکل الاثار میں اسی طرح ذکر فرماتے ہیں۔ نیز امام قاسم سرقسطی فرماتے ہیں کہ (غریب الحدیث) (۲/۷۰/۱-۲) میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس طرح نہ بیٹھے جس طرح بھاگنے والا اونٹ بیٹھتا ہے یعنی سجدہ میں جاتے وقت زمین پر یوں نہیں گرنا چاہئے جس طرح بھاگنے والا انتقام لینے والا اونٹ بے اطمینانی کی حالت میں اپنے آپ کو زمین پر گرا لیتا ہے پس اطمینان کی حالت میں پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جائیں۔ پھر گھٹنے رکھے جائیں۔

اس مسئلہ میں مرفوع حدیث بھی مروی ہے۔ جو مفہوم کے لحاظ سے واضح ہے حافظ ابن قیم نے اس مسئلہ میں تعجب انگیز رویہ اپنایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسا کلام ہے جسے عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور نہ ہی عربی زبان سے واقفیت رکھنے والے اس حقیقت کو پا سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں ان سے ان کے موقف کی تردید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے میرا رسالہ الرد علی الشیخ التویجری جو زیر طبع ہے کا مطالعہ کریں۔

---

(۳۴۶) ص ۱۵۸

Www.IslamicBooks.Website

رسول اکرم ﷺ سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں کے زمین پر پہلے رکھنے کے بارے میں ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس طرح چہرہ سجدہ کرتا ہے اسی طرح ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ پس جب تم چہرہ زمین پر رکھو تو ہاتھ بھی زمین پر رکھو اور جب چہرہ اٹھاؤ تو ہاتھوں کو بھی اٹھالو۔ (۳۴۷)

رسول اکرم ﷺ سجدے میں اپنی ہتھیلیوں پر ٹیک لگاتے اور انہیں پھیلا کر رکھتے۔ (۳۴۸)

البتہ انگلیوں کو ملا کر رکھتے (۳۴۹) اور انہیں قبلہ کی جانب سیدھا رکھتے۔ (۳۵۰) نیز آپ ﷺ کی ہتھیلیاں آپ ﷺ کے کندھوں (۳۵۱) کے برابر اور کبھی آپ ﷺ کے کانوں (۳۵۲) کے برابر ہوتیں۔ اور آپ ﷺ کا ناک اور پیشانی زمین پر ہوتی (۳۵۳)۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس انسان سے فرمایا جس نے جلدی جلدی رکوع و سجود کر لیا تھا کہ جب تو سجدہ کرے تو سجدے میں اطمینان کے ساتھ اعضاء کو زمین کے ساتھ لگائے رکھے۔ (۳۵۴) ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ کرتے وقت تیرا چہرہ اور تیرے ہاتھ زمین کے ساتھ اطمینان کے ساتھ لگے ہوں۔ یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنے اپنے مقام پر استوار ہو جائے۔ (۳۵۵)

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس شخص کی نماز نہیں جو اپنا ناک اس طرح زمین پر نہیں لگاتا جس طرح پیشانی (۳۵۶) لگاتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ سجدے کی حالت

---

(۳۴۷) ابن خزیمہ (۱/۷۹/۱) احمد السراج حاکم نے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی (۳۴۸) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ (۳۴۹) ابن خزیمہ بیہقی حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اسکی موافقت کی (۳۵۰) بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ابن ابی شیبہ (۱/۸۲/۲) السراج میں دوسری سند سے انگلیوں کے قبلہ جانب رکھنے کا ذکر ہے (۳۵۱) ابو داؤد ترمذی اس نے صحیح کہا ابن ملقن (۲/۲۷) (۳۵۲) ابو داؤد نسائی سند صحیح ہے (۳۵۳) ابو داؤد ترمذی اس نے صحیح کہا ابن ملقن (۲/۲۷) (۳۵۴) ابو داؤد احمد سند صحیح ہے (۳۵۵) ابن خزیمہ (۱/۱۰/۱) سند حسن ہے (۳۵۶) دار قطنی طبرانی (۳/۱۴۰/۱) ابو نعیم فی اخبار اصبہان

Www.IslamicBooks.Website

میں اپنے گھٹنوں اور پاؤں کے کناروں کو بھی زمین پر رکھتے تھے۔(۳۵۷) اور انگلیوں کے کناروں کو قبلہ رخ رکھتے(۳۵۸) اور دونوں پاؤں کی ایڑیوں کو ملا کر رکھتے۔(۳۵۹) نیز دونوں پاؤں کو کھڑا رکھتے(۳۶۰) اور اس کا حکم بھی دیتے۔ (۳۶۱)

پس یہ سات اعضاء ہیں جن پر آپ ﷺ سجدہ فرماتے تھے یعنی ان کو زمین پر رکھتے تھے۔ دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے' دونوں پاؤں' پیشانی اور ناک۔ البتہ ایک حدیث میں پیشانی اور ناک کو سجدے کی حالت میں ایک قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سجدہ کروں۔ اور ایک روایت میں ہے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات اعضاء پر سجدہ کریں یعنی پیشانی اس کے ذکر کے وقت آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ناک پر رکھا اور دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے دونوں پاؤں کے کنارے۔ نیز ہم نماز میں اپنے کپڑے اور اپنے بال باندھ کر نہ رکھیں(۳۶۲) لیکن کپڑوں اور بالوں کو صرف نماز کی حالت میں بند کرنا ناجائز نہیں بلکہ نماز سے پہلے بھی اگر کوئی شخص یہ کام کرتا ہے پھر نماز میں داخل ہوتا ہے تو جمہور علماء کے نزدیک یہ نہی اس کو بھی شامل ہے اس کی تائید اس سے بھی ہو رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بالوں کو باندھ کر نماز پڑھے اس حدیث کا ذکر آئندہ اوراق میں آرہا ہے مقصد یہ ہے کہ جب بال کھلے ہوں گے تو سجدہ کی حالت میں زمین پر پڑیں گے گویا کہ وہ بھی سجدہ کریں گے اور ان کے سجدہ

---

(۳۵۷) بیہقی

نے سند صحیح کے ساتھ ذکر کیا ابن ابی شیبہ (۱/۸۲/۲) السراج ۔نے دوسرے طریق سے انگلیوں کو قبلہ رخ کرنے کا ذکر کیا (۲/۲۶۳) حاکم نے اس کو صحیح کہا اور ذہبی نے اسکی موافقت کی (۳۵۸) بخاری ابو داؤد ابن سعد نے (۴/۱۵۷) ابن عمر سے روایت کیا کہ وہ اس بات کو محبوب جانتا تھا کہ نماز کی حالت میں اس کے جسم کا ہر عضو قبلہ کی جانب ہو یہاں تک کہ وہ اپنا انگوٹھا بھی قبلہ رخ رکھتا تھا (۳۵۹) طحاوی ابن خزیمہ (۱/۸۱/۱) حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۳۶۰) بیہقی سند صحیح ہے (۳۶۱) ترمذی السراج حاکم نے اس کو صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

کا ثواب نماز پڑھنے والے کو ملے گا اور جب وہ بندھے ہوئے ہوں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے ان کی مشابہت اس انسان سے ہوگی جس کے دونوں ہاتھ کمر کی جانب باندھ دیئے گئے ہوں۔ ظاہر ہے اس کے دونوں ہاتھ سجدے کی حالت میں زمین کو نہیں لگ سکیں گے۔ بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ بالوں کو کھول کر رکھنے کا حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی وہ اپنے بال باندھ سکتی ہیں جیسا کہ امام شوکانی نے ابن العربی سے اس کو نقل کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ سجدہ میں گرتے تو آپ ﷺ کے سات اعضاء چہرہ' دونوں ہتھیلیاں' دونوں گھٹنے' دونوں پاؤں بھی سجدہ (۳۶۳) کرتے اور اس انسان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا جو نماز کی حالت میں بالوں کو باندھے ہوئے تھا اس کی مثال تو اس انسان کی ہے جو ایسی حالت میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب باندھے ہوئے ہیں۔

میں کہتا ہوں ظاہر بات یہی ہے کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ امام شوکانی نے اس بات کو امام ابن العربی سے نقل کیا ہے

نیز آپ نے فرمایا یہ شیطان کا حصہ ہے یعنی بالوں کو گوندھنے کی شکل میں شیطان وہاں بیٹھتا ہے نیز رسول اکرم ﷺ

سجدہ کی حالت میں اپنی کلائیوں کو زمین پر نہیں لگاتے تھے۔ (۳۶۴) بلکہ انہیں زمین سے اٹھا کر رکھتے اور پہلوؤں سے دور رکھتے یہاں تک کہ پچھلی جانب سے (۳۶۵) آپ ﷺ کی دونوں بغلیں واضح نظر آتی تھیں یہاں تک کہ اگر بکری کا چھوٹا سا بچہ آپ ﷺ کی کلائیوں کے نیچے سے گزرنا چاہے تو گزر سکتا تھا۔ (۳۶۶)

رسول اکرم ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو اتنے مبالغہ سے پھیلاتے کہ بعض صحابہ کا قول ہے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور ہٹا کر رکھے ہوئے ہیں ترس آتا (۳۶۷)

---

(۳۶۲) بخاری مسلم (۳۶۳) مسلم ابو عوانہ ابن حبان (۳۶۴) بخاری ابو داؤد۔ (۳۶۵) بخاری مسلم (۳۶۶) مسلم ابو عوانہ ابن حبان (۳۶۷) ابو داؤد ابن ماجہ سند حسن ہے

Www.IslamicBooks.Website

تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور اپنی کہنیوں کو اٹھا کر رکھو (۳۶۸) اور فرماتے ہیں سجدے کی حالت میں میانہ روی اختیار کرو۔ ان میں سے کوئی شخص اپنے ہاتھوں کو زمین پر یوں نہ پھیلا کر رکھے جیسے کتا رکھتا ہے۔ (۳۶۹) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی انسان اپنے ہاتھوں کو یوں نہ پھیلا کر رکھے جیسا کہ کتا رکھتا ہے۔ (۳۷۰) نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کو ایسے نہ پھیلاؤ جیسے درندہ پھیلاتا ہے بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر سہارا رکھیں۔ اور اپنے بازوؤں کو ہٹا کر رکھیں جب آپ اس طرح سجدہ کریں گے تو آپ کا ہر عضو آپ کے ساتھ سجدہ کرے گا۔ (۳۷۱)

سجدہ میں اطمینان فرض ہے رسول اللہ ﷺ رکوع سجود کے اتمام کا حکم دیتے اور جو کوئی اس کا خیال نہ رکھتا اس کو بھوکے انسان کے ساتھ تشبیہ دیتے جس طرح وہ ایک دو کھجور کھاتا ہے لیکن اس کی بھوک ختم نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس شخص کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ اس قسم کے انسان کو آپ ﷺ نے بدترین قسم کا چور کہا ہے۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجود میں اپنی کمر کو صحیح طور پر جھکاتا نہیں ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اس انسان کو سجدہ میں اطمینان کا حکم دیا جس نے جلدی جلدی رکوع و سجود کر کے نماز پڑھ لی تھی۔ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

سجدہ کی دعائیں رسول اکرم ﷺ سے سجدہ میں مختلف قسم کی دعائیں اور اذکار مروی ہیں۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

۱ = سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ تین بار، (۳۷۲) کبھی آپ تین بار سے زیادہ پڑھا

---

(۳۶۸) مسلم ابو عوانہ (۳۶۹) بخاری مسلم ابو داؤد احمد (۳۷۰) احمد ترمذی اس نے صحیح کہا

(۳۷۱) ابن خزیمہ (ار۸۰٫۲) المقدسی فی المختارہ۔

Www.IslamicBooks.Website

کرتے تھے۔ لیکن رات کے نوافل میں کبھی اس قدر مبالغہ کے ساتھ تکرار فرماتے کہ آپ ﷺ کا سجدہ قریب قریب قیام کے ہو جاتا جبکہ آپ ﷺ نے قیام میں سورہ بقرہ، نساء، آل عمران تلاوت فرمائیں پھر ان کے درمیان مناسب مقامات پر دعا اور استغفار کا سلسلہ بھی جاری ہو جاتا تھا۔

۲ - « سُبحَانَ رَبِّيَ الأَعلىٰ وَبِحَمدِہ تین بار

۲ - میرا پروردگار اونچا پاک ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ (۳۷۳)

۳ - « سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ »

۳ - پاک ہے مبارک ہے فرشتوں اور جبریل کا رب ہے۔ (۳۷۴)

٤ - « سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا! وَبِحَمدِكَ، اَللّٰهُمَّ! اغفِر لِي »

۴ - اے اللہ ہمارے پروردگار ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں۔ اے اللہ مجھے معاف فرما۔

یہ دعا آپ کثرت کے ساتھ رکوع و سجود میں پڑھا کرتے تھے۔ قرآن پاک سے اس کا استنباط فرماتے۔ (۳۷۵)

٥ - « اَللّٰهُمَّ! لَكَ سَجَدتُ، وَبِكَ آمَنتُ، وَلَكَ أَسلَمتُ، أَنتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ، فَأَحسَنَ صُورَهُ، وَشَقَّ سَمعَهُ وَبَصَرَهُ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحسَنُ الخَالِقِينَ »

۵ - اے اللہ تیرے لئے میرا سجدہ ہے اور تجھ پر میرا ایمان ہے اور تیرے لئے میں فرمانبردار ہوگیا ہوں۔ تو میرا پروردگار ہے میرا چہرہ اس ذات کے آگے سجدہ کناں ہے جس نے اس کو پیدا کیا۔ اس کی شکل بنائی اور اسے حسن بخشا۔ اور اسے کان اور آنکھوں سے نوازا۔ پس اللہ برکت والا ہے جو نہایت عمدہ تخلیق کرنے والا ہے۔ (۳۷۶)

حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ (۳۷۲) احمد ابو داؤد ابن ماجہ دار قطنی طحاوی بزار طبرانی کبیر میں سات صحابہ کرام سے مروی ہے (۳۷۳) حدیث صحیح ہے ابو داؤد دار قطنی احمد طبرانی بیہقی (۳۷۴) مسلم ابو عوانہ (۳۷۵) فسبح بحمد ربک واستغفرہ آیت کی طرف اشارہ ہے بخاری مسلم (۳۷۶) مسلم ابو عوانہ طحاوی

Www.IslamicBooks.Website

٦ - « اَللّٰهُمَّ! اغفِر لِي ذَنبِي كُلَّهُ، وَدِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ »

٦ - اے اللہ میرے تمام چھوٹے بڑے پہلے پچھلے ظاہر پوشیدہ تمام گناہوں پر پردہ ڈال دے۔ (۳۷۷)

٧ - « سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَخَيَالِي، وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِي، أَبُوءُ بِنِعمَتِكَ عَلَيَّ، هٰذِي يَدِي وَمَا جَنَيتُ عَلىٰ نَفسِي »

۷ میرا جسم میرا خیال تجھے سجدہ کر رہا ہے میرا دل تجھ پر ایمان لا چکا ہے۔ مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں یہ میرے ہاتھ ہیں اور میرے گناہ ہیں جن کا میں نے ارتکاب کیا (۳۷۸)

٨ - « سُبحَانَ ذِي الجَبَرُوتِ وَالمَلَكُوتِ وَالكِبرِيَاءِ وَالعَظمَةِ »

۸ - وہ ذات پاک ہے قوت' بادشاہت' کبریائی اور عظمت والی ہے۔ (۳۷۹)

یہ دعا اور اس کے بعد ذکر ہونے والی دعائیں رات کے نوافل میں پڑھا کرتے تھے۔

٩ - « سُبحَانَكَ، اللّٰهُمَّ! وَبِحَمدِكَ، لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنتَ

۹ - اے اللہ تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (۳۸۰)

١٠ - « اَللّٰهُمَّ! اغفِر لِي مَا أَسرَرتُ، وَمَا أَعلَنتُ »

۱۰ - اے اللہ میرے پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف کر دے۔ (۳۸۱)

١١ - « اَللّٰهُمَّ! اجعَل فِي قَلبِي نُوراً، وَفِي لِسَانِي نُوراً، وَاجعَل فِي سَمعِي نُوراً، وَاجعَل فِي بَصَرِي نُوراً، وَاجعَل مِن تَحتِي نُوراً، وَاجعَل مِن فَوقِي نُوراً، وَعَن يَمِينِي نُوراً، وَعَن يَسَارِي نُوراً، وَاجعَل أَمَامِي نُوراً، وَاجعَل خَلفِي نُوراً، وَاجعَل فِي نَفسِي نُوراً، وَأَعظِم لِي نُوراً »

دار قطنی (۳۷۷) مسلم ابو عوانہ (۳۷۸) ابن نصر بزار حاکم اس نے صحیح کہا (۳۷۹) ابو داود نسائی سند صحیح ہے (۳۸۰) مسلم ابو عوانہ نسائی ابن نصر (۳۸۱) ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۲، ۶۲) نسائی حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

۱۱- اے اللہ میرے دل میں روشنی فرما اور میری زبان' میرے کان اور میری آنکھوں میں روشنی فرما۔ اور میرے نیچے اور اوپر روشنی فرما۔ اور میرے دائیں بائیں آگے پیچھے روشنی کر۔ اور میرے نفس میں بھی روشنی فرما اور میری روشنی کو زیادہ کر۔ (۳۸۲)

۱۲- ‌« اَللّٰھُمَّ! اِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَ أَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ »

۱۲- اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ساتھ تیری ناراضگی سے اور تیرے معاف کرنے کے ساتھ تیری سزا سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور تیری ذات کے ساتھ تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا۔ تیری اسی طرح تعریف ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ (۳۸۳)

سجدہ میں قرآن پاک کی تلاوت جائز نہیں رسول اکرم ﷺ رکوع و سجود میں قرآن پاک کی تلاوت سے منع فرماتے تھے۔ البتہ کثرت اور کوشش کے ساتھ دعائیہ کلمات کہنے کا حکم دیتے۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے انسان اپنے پروردگار سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہو۔ پس سجدہ میں کثرت کے ساتھ دعائیں مانگا کرو۔ (۳۸۴)

لمبا سجدہ کرنا عام طور پر رسول اکرم ﷺ کا سجدہ رکوع کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی کسی عارضہ کی بناء پر زیادہ لمبا فرماتے۔ بعض صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ظہر یا عصر کی نماز تھی رسول اکرم ﷺ (اپنے کندھوں پر) حسن یا حسین کو اٹھائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے چنانچہ آپ ﷺ نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھے تو آپ ﷺ نے اپنے داہنے قدم مبارک کے قریب

---

(۳۸۲) مسلم ابو عوانہ ابن ابی شیبہ المصنف (۱۰۶/۲) (۱۱۳/۱) (۳۸۳) مسلم ابو عوانہ ابن ابی شیبہ فی المصنف (۱۲/۱۰۶/۲' ۱۱۲/۱) (۳۸۴) مسلم ابو عوانہ بیہقی

Www.IslamicBooks.Website

حسن یا حسین کو بٹھایا اس کے بعد آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز پڑھانا شروع کی آپ ﷺ نے اس نماز میں لمبا سجدہ فرمایا میں نے نماز میں شریک لوگوں سے اپنا سر اٹھایا (تو دیکھا کہ بچہ رسول اکرم ﷺ کی کمر مبارک پر سوار ہے اور آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں۔ چنانچہ میں بھی سجدہ کی حالت میں چلا گیا۔ تو جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم فرمائی تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس نماز میں ایک سجدہ بہت ہی لمبا کیا ہے یہاں تک کہ ہمیں خیال گزرا کہ کوئی واقعہ رونما ہوگیا ہے۔ یا پھر وحی نازل ہو رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں البتہ میرا بیٹا میری کمر پر سوار ہوگیا تو میں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ میں جلدی سجدہ سے سر اٹھاؤں کہ اسے پریشانی لاحق ہو۔ (۳۸۵)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نماز ادا فرماتے جب آپ سجدے میں چلے جاتے تو حسن اور حسین آپکی کمر پر بیٹھ جاتے لوگ اس حالت میں دونوں بچوں کو روکتے تو آپ لوگوں کی طرف اشارہ کرتے کہ انہیں کچھ نہ کہو جب آپ نماز ادا کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دونوں بچوں کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے

۲۔ صحیح ابن خزیمہ (۸۸۷) ابن مسعود سے حسن سند کے ساتھ مروی ہے بیہقی میں مرسل ہے (۲/۲۶۳) ابن خزیمہ نے اس حدیث پر اس باب کا مضمون باندھا ہے کہ نماز میں ایسا اشارہ کرنا جس سے حقیقت کا پتہ چلے نماز فاسد نہیں ہوتی علامہ البانی فرماتے ہیں اس قسم کے اشارے کو اہل رای حرام قرار دیتے ہیں نیز اس مضمون کی بہت سی حدیثیں صحیحین اور دیگر کتب میں موجود ہیں۔

سجدہ کی فضیلت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے میں اپنی امت میں سے ہر شخص کو قیامت کے دن پہچان لوں گا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اتنی زیادہ مخلوق میں آپ ﷺ انہیں کس طرح پہچان لیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر آپ ایسی جگہ سے گزریں جس میں ایسے گھوڑے موجود ہوں

---

(۳۸۵) نسائی ابن عساکر (۴/۲۵۷/۱-۲) حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی۔

Www.IslamicBooks.Website

جو خالص سیاہ رنگ کے ہوں اور ان میں ایسا گھوڑا موجود ہو جس کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں تو کیا اتنے بڑے اژدھام میں آپ اسے پہچان نہ سکیں گے اس نے کہا ضرور' آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز میری امت کے لوگوں کی پیشانیاں اور ہاتھ' پاؤں وضو کے پانی کی وجہ سے سفید ہوں گے۔ (۳۸۶) نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جب اللہ پاک بعض دوزخیوں پر رحمت کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتوں کو حکم دیں گے کہ وہ دوزخ سے ایسے لوگوں کو باہر نکال لیں جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ ان کو اس علامت کے ساتھ نکالیں گے کہ ان کے سجدہ کی جگہوں کو اللہ پاک نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے یعنی وہاں دوزخ کی آگ کا کچھ اثر نہ ہوگا چنانچہ وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ خیال رہے کہ انسان کے تمام اعضاء پر دوزخ کے اثرات ہوں گے البتہ سجدہ کرنے والے اعضاء محفوظ رہیں گے۔ (۳۸۷)

معلوم ہوا کہ گناہگار نمازی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے اسی طرح اگر موحد شخص سستی کے ساتھ نماز چھوڑ دیتا ہے وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا ملاحظہ فرمائیں (احادیث صحیحہ۔ ۲۰۵۴)

زمین اور چٹائی پر سجدہ کرنا رسول اکرم ﷺ عام طور پر زمین پر سجدہ کرتے تھے اس لئے کہ مسجد نبوی ﷺ میں کنکر وغیرہ کا بھی فرش نہ تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی اقتداء میں سخت گرمی کے موسم میں نماز ادا فرماتے۔ جب وہ زمین پر پیشانی رکھنے کی طاقت نہ رکھتے تو سجدہ کی جگہ پر کپڑا رکھ لیتے اور اس پر سجدہ کرتے۔ (۳۸۸) اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے میرے لئے اور میری امت کے لئے تمام زمین مسجد اور وضو کے پانی کے قائم مقام ہے پس میری امت کے انسان کو جہاں کہیں نماز کا وقت آجائے تو زمین اس کے لئے مسجد ہے اور مٹی وضو کے پانی کے قائم مقام ہے مجھ سے پہلے لوگ صرف اپنے گرجوں اور عبادت خانوں ہی میں نماز

---

(۳۸۶) احمد سند صحیح ہے ترمذی نے حدیث کے کچھ حصے کا ذکر کیا ہے اور صحیح کہا ہے یہ حدیث الاحادیث الصحیحہ میں بھی ہے: (۳۸۷) بخاری مسلم (۳۸۸) مسلم ابو عوانہ

Www.IslamicBooks.Website

ادا کر سکتے تھے۔ کبھی آپ ﷺ کا مٹی اور پانی میں سجدہ کرنا ثابت ہے(۳۸۹) چنانچہ ایک بار رمضان المبارک کی اکیسویں رات تھی تو بارش برسی اور مسجد کی چھت ٹپک پڑی۔ اس لئے کہ چھت کھجور کی شاخوں سے بنی تھی۔ تو نبی ﷺ نے کیچڑ میں سجدہ فرمایا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک اور ناک پر کیچڑ کا نشان موجود تھا(۳۹۰) اور رسول اکرم ﷺ کبھی صرف اتنی سی چٹائی پر نماز ادا فرماتے جو صرف سجدہ کی جگہ میں ہوتی تھی(۳۹۱) اور کبھی اس سے بڑی چٹائی ہوتی تھی(۳۹۲)۔ چنانچہ ایک بار آپ ﷺ نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی جو زمین پر زیادہ عرصہ پڑے رہنے سے سیاہ ہو چکی تھی(۳۹۳)۔ معلوم ہوا کہ ایسی چیز پر بیٹھنا درست ہے جس کا پہننا بھی جائز ہے۔ پس ریشم سے تیار شدہ کسی جائے نماز پر بیٹھنا حرام ہے اس لئے کہ ریشم کو پہننا بھی حرام ہے بلکہ بیٹھنے سے منع کرنے پر واضح نص موجود ہے۔ لہٰذا کسی کے مباح گرداننے سے کسی دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔

سجدہ سے سر اٹھانا(۳۹۴) رسول اکرم ﷺ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھاتے اور اس کا حکم آپ ﷺ نے اس انسان کو دیا جس نے جلدی جلدی رکوع و سجود کر کے نماز ادا کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی انسان کی نماز اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ ایسا سجدہ نہیں کرتا جس میں اس کے تمام اعضاء اپنی اصلی حالت پر نہیں آجاتے پھر وہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائے اور صحیح طور پر بیٹھ جائے(۳۹۵) اور اس مقام پر آپ ﷺ اللہ اکبر کے ساتھ کبھی کبھی رفع الیدین بھی کرتے تھے۔(۳۹۶)

---

(۳۸۹) احمد السراج بیہقی سند صحیح ہے۔ (۳۹۰) بخاری مسلم (۳۹۱) بخاری مسلم (۳۹۲) مسلم ابو عوانہ (۳۹۳) بخاری مسلم (۳۹۴) بخاری مسلم (۳۹۵) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۳۹۶) احمد ابو داؤد سند صحیح ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا امام احمد اس مقام پر رفع یدین کے قائل ہیں بلکہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کے قائل ہیں چنانچہ علامہ (۳۹۷) ابن قیم فرماتے ہیں ابن الاثرم امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جب بھی نمازی نیچے یا اوپر ہو دونوں صورتوں میں رفع الیدین ہے نیز اثرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا کہ وہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے رفع الیدین کیا کرتے تھے شافعی علماء میں سے ابن المنذر اور ابو علی اس کے قائل ہیں امام مالک' امام شافعی سے اسی طرح کا قول مروی ہے۔ انس' ابن عمر' نافع' طاؤس' حسن بصری' ابن سیرین اور ایوب سختیانی سے مرفوعاً ثابت ہے۔ (۳۹۸)

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا رسول اکرم ﷺ سجدہ سے سر اٹھا کر برابر بیٹھ جاتے۔ اپنے (۳۹۹) بائیں پاؤں کو پھیلاتے اور اس پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس بات کا حکم اس انسان کو دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کرلی تھی آپ ﷺ نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو سجدہ کے وقت اطمینان اختیار کر اور جب سجدے سے سر اٹھائے تو (۴۰۰) بائیں ران پر بیٹھ اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ بیٹھتے وقت اپنا دایاں پاؤں (۴۰۱) کھڑا کر لیتے۔ اور دونوں (۴۰۲) پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے اور کبھی کبھی آپ ﷺ اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے۔ (۴۰۳)

علامہ ابن قیم کا سہو اس مسئلہ میں علامہ ابن قیم کو سہو ہوگیا ہے جب وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں سجدوں کے درمیان صرف افتراش کیا ہے اس کے علاوہ کسی دیگر کیفیت کے ساتھ آپ ﷺ سے بیٹھنا ثابت نہیں۔ حالانکہ ان کا

---

(۳۹۷) البدائع (۴/۸۹) (۳۹۸) مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۰۶) اسانید صحیح ہیں (۳۹۹) بخاری جز رفع الیدین ابو داؤد سند صحیح ہے مسلم ابو عوانہ (۴۰۰) احمد ابو داؤد سند مضبوط ہے۔ (۴۰۱) بخاری بیہقی (۴۰۲) نسائی سند صحیح ہے (۴۰۳) مسلم ابو عوانہ ابو شیخ (رقم

Www.IslamicBooks.Website

یہ کہنا صحیح نہیں۔ جبکہ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں پاؤں کے قدموں پر بیٹھنا ثابت ہے (۴۰۴) اور بیہقی میں عبداللہ بن عمر سے حسن سند کے ساتھ روایت موجود ہے جس کو ابن حجر نے صحیح کہا اور ابواسحاق الحربی نے غریب الحدیث میں (۴۰۵) طاؤس سے نقل کیا کہ اس نے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان اپنے پاؤں کے قدموں اور ایڑیوں کو کھڑا رکھتے اور ان پر بیٹھتے تھے امام مالک پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ان کا قول ہے کہ ہر انسان کی بات رد ہو سکتی ہے البتہ اس قبر مبارک والے انسان کی بات رد نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے یہ بات رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہی۔ چنانچہ وہ اور بھی صحابہ کی ایک جماعت اور تابعین وغیرہ اس سنت پر عمل کرتے تھے۔ خیال رہے دونوں سجدوں کے درمیان مذکورہ کیفیت کے ساتھ بیٹھنا مسنون ہے البتہ بیٹھنے کی ایک صورت ممنوع ہے اس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

رسول اکرم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر آجاتا (۴۰۶)۔ اور اسی بات کا حکم آپ ﷺ نے اس انسان کو دیا جس نے جلدی جلدی نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا تم میں سے کسی انسان کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھے (۴۰۷)۔ رسول اکرم ﷺ کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا عرصہ سجدے کے برابر ہوتا تھا (۴۰۸)۔ اور کبھی کبھی اس سے زیادہ بیٹھتے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ (۴۰۹)

دونوں سجدوں کے درمیان کونسی دعائیں پڑھی جائیں آپ سے ذیل کی دعائیں مروی ہیں۔

---

(۴۰۴) بیہقی ۱۰۴، ۱۰۶ ۔ (۴۰۵) الاحادیث الصحیحہ (۳۸۳) (ج ۵ ر ۱۲ ر ۱) (۴۰۶) ابو داؤد بیہقی سند صحیح ہے (۴۰۷) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۴۰۸) بخاری مسلم

(۴۰۹) بخاری مسلم صحابہ کے دور کے بعد لوگوں نے اس سنت کو چھوڑ دیا تھا وہ لوگ جو سنت پر

Www.IslamicBooks.Website

۱۔ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اغفِرلِي، وَارحَمنِي، وَاجبُرنِي، وَارفَعنِي، وَاهدِنِي، وَارزُقنِي۔

۱ اے اللہ مجھے معاف کر اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے درست فرما اور مجھے رفعت عطا فرما اور مجھے ہدایت دیجئے اور مجھے رزق عطا کر۔ (۴۱۰)

اور کبھی یہ دعا پڑھتے۔

۲۔ رَبِّ! اغفِر لِي اِغفِر لِي۔

اے میرے پروردگار مجھے معاف کر اے میرے پروردگار مجھے معاف کر۔(۴۱۱)

ان دعائیہ کلمات کو امام احمد نے پسند فرمایا ہے اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں اگر چاہے تو یہ کلمات تین بار ادا کرے اور اگر چاہے تو بجائے رَبِّ اغفِرلی کے اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی پڑھے۔ اس لئے کہ یہ دونوں دعائیں رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔(۴۱۲) یہ دعائیہ کلمات آپ ﷺ رات کے نوافل میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

ان دعائیہ کلمات کا رات کے نوافل میں پڑھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرض نماز میں ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ فرض اور نفل نماز میں بلحاظ دعائیہ کلمات کے کچھ فرق نہیں ہے۔ امام شافعی' احمد' اسحاق کا یہی قول ہے وہ فرض نفل دونوں میں اس کے جواز کے قائل ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور امام طحاوی بھی مشکل الاثار میں اس کی مشروعیت کے قائل ہیں اگر غور و فکر کیا جائے تو نظر صحیح بھی اس کی مؤید ہے اس لئے کہ نماز کی ہر کیفیت میں ذکر مسنون ہے اس لئے یہاں بھی ذکر ہونا چاہئے۔

دوسرا سجدہ (۴۱۳) پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ فرماتے۔ اور آپ ﷺ نے اس بات کا حکم اس انسان کو بھی دیا جس نے جلدی جلدی نماز پڑھ لی تھی۔ آپ

عمل پیرا ہوتے ہیں وہ سنت کی مخالفت کا اپنے دل میں خیال تک بھی نہیں لاتے۔ (۴۱۰) ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ حاکم اس نے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی (۴۱۱) ابن ماجہ سند حسن ہے (۴۱۲) مسائل الامام احمد اسحٰق بن راہویہ روایۃ اسحٰق المروزی ص ۹۰ (۴۱۳) بخاری مسلم۔

Www.IslamicBooks.Website

ﷺ نے اس کو حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھو اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے جاؤ۔ اور اطمینان اختیار کرو۔ پھر تمام نماز میں ان چیزوں کا خیال رکھو۔(۴۱۴) رسول اکرم ﷺ کبھی کبھی دوسرے سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنے کے ساتھ رفع الیدین(۴۱۵) بھی کرتے تھے اور جو کام آپ ﷺ پہلے سجدے میں کرتے تھے وہی دوسرے میں بھی کرتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے۔(۴۱۶) چنانچہ آپ ﷺ نے اس انسان کو حکم دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی کہ وہ دوسرے سجدے سے اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے(۴۱۷) اور آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اب تم ہر رکعت اور ہر سجدے میں اسی طرح کرتے رہو۔ جب تم یہ کام کرو گے تو تمہاری نماز پوری ہوگی اور اگر کچھ کمی کرو گے تو اسی قدر(۴۱۸) نماز کم ہوگی اور کبھی کبھی آپ ﷺ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (۴۱۹)

جلسہ استراحت رسول اکرم ﷺ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد اپنے بائیں پاؤں پر اعتدال کے ساتھ بیٹھ جاتے کہ آپ ﷺ کا ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر ہوتا۔(۴۲۰) فقہاء کے ہاں اس بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ امام شافعی اس کے قائل ہیں اور امام احمد سے بھی اسی طرح مروی(۴۲۱) ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے امام احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اتباع سنت کے بہت دلدادہ تھے جب کہ سنت کے خلاف کوئی دلیل نہ ہوتی۔

---

(۴۱۴) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے موافقت کی (۴۱۵) ابو عوانہ ابو داؤد امام مالک امام احمد امام شافعی اس رفع الیدین کے قائل ہیں

(۴۱۶) مسلم بخاری (۴۱۷) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی (۴۱۸) احمد ترمذی (۴۱۹) ابو عوانہ ابو داؤد (۴۲۰) بخاری ابو داؤد (۴۲۱) التحقیق (۱۱۱،۱)

Www.IslamicBooks.Website

دوسری رکعت کی طرف اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کرنا) پھر رسول اکرم ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑے ہوتے۔(۴۲۲) ابن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا جب وہ آخری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں پر(۴۲۳) اعتماد کرتے اور کبھی برابر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوتے۔ اسحٰق بن راہویہ نے اس کو پسند کیا ہے۔ اس نے کہا ہے نبی ﷺ سے مسنون یہی ہے کہ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت ہاتھ زمین پر رکھے جائیں خواہ کوئی بوڑھا ہو یا جوان(۴۲۴)۔ اور رسول اکرم ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر سہارا کرتے۔ نماز میں آٹا گوندھنے والے انسان کی طرح اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے(۴۲۵) ہوتے۔

اس حدیث کو ابو اسحاق حربی نے درست اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے جبکہ امام بیہقی کے نزدیک اس کی بالمعنی روایت صحیح سند کے ساتھ ہے البتہ یہ حدیث کہ آپ اٹھتے ہوئے یا کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھوں پر ٹیک نہیں لگاتے تھے تیر کی طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے یہ حدیث موضوع ہے اور اس مفہوم کی تمام حدیثیں ضعیف ہیں احادیث ضعیفہ (۵۶۲ ۹۲۹، ۹۶۸)

بعض فاضل دوستوں نے میرے اس قول پر میں کہ میں نے حزبی کی اسناد کو قوی قرار دینے پر اعتراض کیا تو میں نے اپنی کتاب تمام المنہ فی التعلیق علی فقہ السنہ میں اس کو وضاحت سے بیان کیا ہے مراجعت فرمائیں نہایت اہم مبحث ہے

---

(۴۲۲) بخاری شافعی

(۴۲۳) مسائل امام احمد (ص ۴۲ مخطوطہ الکتب الاسلامی (۴۲۴) مسائل مروزی (۱؍۷؍۲۱۴) الارواء (۲؍۸۲؍۸۳) (۴۲۵) ابو اسحاق الحربی سند صالح ہے اور بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ اس کا مفہوم مذکورہ ہے اور یہ حدیث کہ آپ تیر کی طرح کھڑے ہو جاتے اور ہاتھوں پر ٹیک نہیں لگاتے تھے موضوع ہے نیز اس مفہوم کی تمام حدیثیں ضعیف ہیں صحیح نہیں ہیں میں نے احادیث ضعیفہ (ص ۵۶۲ ـ ۹۲۹ ـ ۹۶۸) میں بیان کیا ہے

Www.IslamicBooks.Website

اور رسول اکرم ﷺ دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو خاموش نہیں کھڑے رہتے تھے بلکہ الحمدللہ کے ساتھ قراءت کرتے تھے۔(۴۲۶) مقصود یہ ہے کہ دوسری رکعت میں دعائے استفتاح نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی اعوذ باللہ کی قراءت فرماتے البتہ اعوذ باللہ کے پڑھنے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ہمارے نزدیک ہر رکعت میں اعوذ باللہ پڑھنا مشروع ہے اور واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ دوسری رکعت اسی طرح ادا فرماتے جس طرح آپ ﷺ نے پہلی رکعت ادا فرمائی۔ البتہ دوسری رکعت پہلی رکعت سے مقدار میں کم ہوتی تھی جبکہ ہر رکعت کے قیام میں فاتحہ کی قراءت فرض ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو حکم دیا تھا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کی تھی۔

آپ نے فرمایا کہ اپنی تمام نماز میں ایسا کرو جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ ہر رکعت میں اسی طرح کرو

پہلا تشہد دوسری رکعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تھے۔ اگر نماز صرف دو رکعت ہوتی جیسے صبح کی نماز ہے تو آپ ﷺ اس طرح بیٹھتے تھے جیسا کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔(۴۲۷) اور اگر نماز چار رکعت یا تین رکعت ہوتی تو پہلے تشہد میں اسی طرح بیٹھتے۔(۴۲۸) چنانچہ آپ ﷺ نے اس انسان کو جس نے جلدی جلدی نماز پڑھ لی تھی آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے درمیان میں بیٹھے تو اپنی بائیں ران کو زمین پر رکھو اور اطمینان اختیار کرو۔ پھر تشہد پڑھو۔ (۴۲۹)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے محبوب نبی ﷺ نے مجھے کتے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔(۴۳۰) کتے کی طرح بیٹھنے کا ذکر ابوعبیدہ سے یوں مروی ہے کہ کوئی انسان جب اپنے چوتڑوں کو زمین پر رکھتا ہے اور اپنی پنڈلیوں کو

---

(۴۲۶) مسلم ابو عوانہ (۴۲۷) نسائی سند صحیح ہے (۴۲۸) بخاری ابو داؤد (۴۲۹) ابو داؤد بیہقی سند مضبوط ہے (۴۳۰) ابو داؤد الطیالسی احمد ابن ابی شیبہ۔

Www.IslamicBooks.Website

کھڑا رکھتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھتا ہے تو یہ کیفیت کتے کے بیٹھنے کی مانند ہے۔ جس سے منع کیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر اور بائیں کو بائیں ران پر اور ایک روایت میں بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے (۴۳۱) اور رسول اکرم ﷺ تشہد کی حالت میں اپنی دائیں کہنی کو اپنے پہلوؤں سے ہٹا کر نہیں رکھتے تھے۔ (۴۳۲) آپ ﷺ نے اس شخص کو منع فرمایا جو تشہد کی حالت میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو یہودیوں کی نماز ہے۔ (۴۳۳) اور اس طرح بھی وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح مت بیٹھو اس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں جو عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں (۴۳۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے۔ (۴۳۴)

تشہد میں سبابہ انگلی کو حرکت دینا رسول اکرم ﷺ تشہد کی حالت میں اپنی بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر رکھتے۔ اور اپنی دائیں ہتھیلی کی تمام انگلیوں کو بند فرما لیتے اور وہ انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ ہے اسے قبلہ رخ رکھتے اور اپنی نظر کو اس پر مرکوز رکھتے (۴۳۵) اور جب آپ ﷺ نے اشارہ کرنا ہوتا تھا تو اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے تھے (۴۳۶) اور کبھی ان دونوں کا حلقہ بناتے تھے۔ (۴۳۷)

---

(۴۳۱) مسلم ابو عوانہ (۴۳۲) ابو داؤد نسائی سند صحیح ہے (۴۳۳) بیہقی حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۴۳۳) احمد ابو داؤد سند مضبوط ہے (۴۳۴) عبدالرزاق عبدالحق نے اس کو احکام (۱۲۸۴) میں صحیح کہا (۴۳۵) مسلم ابو عوانہ ابن خزیمہ (۴۳۶) مسلم ابو عوانہ (۴۳۷) ابو داؤد نسائی ابن الجارود فی المنتقیٰ (۲۰۸ ابن خزیمہ (۱،۸۶،۱-۲) ابن حبان (۴۸۵) ابن ملقن اس کو صحیح کہا (۲،۲۸) ابن عدی (۱،۲۸۷)

Www.IslamicBooks.Website

عبداللہ بن عمر مسند ابو یعلی (۲/۲۷۵) میں مذکور ہے کہ انگلی کا اشارہ کرنا دراصل شیطان کو زخمی کرنا ہے اور ہر وہ انسان جس سے کبھی سہو ہو جائے وہ اس طرح انگلی سے اشارہ کرے۔ چنانچہ امام حمیدی بھی اسی طرح شہادت کی انگلی کھڑی فرماتے تھے امام حمیدی بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مسلم بن ابی مریم نے بیان کیا اس نے کہا مجھ سے ایک آدمی نے ذکر کیا کہ اس نے ملک شام کے ایک گرجے میں انبیاء علیہم السلام کی تصویریں دیکھیں کہ وہ نماز کی حالت میں اپنی شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے تھے۔ خیال رہے کہ یہ نہایت عجیب و غریب نئی بات ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

رسول اکرم ﷺ شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے تھے (۴۳۸) اور فرماتے تھے اس انگلی کا اشارہ شیطان پر نیزے سے بھی زیادہ سخت ہے۔(۴۳۹)

معلوم ہوا کہ انگلی کے اشارہ کرنے اور حرکت دینے میں استمرار مسنون ہے اور سلام پھیرنے تک یہی کیفیت باقی رہے۔ امام مالک اور دیگر آئمہ کا یہی مذہب ہے امام احمد سے سوال کیا گیا کہ نماز میں انگلی سے اشارہ کرنا درست ہے اس نے اثبات میں جواب دیا۔ (۴۴۰) پس ان لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے جو تشہد میں انگلی سے حرکت دینے اور اشارہ کرنے کو سنت نہیں سمجھتے بلکہ بے فائدہ کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ باوجود ان دلائل کے انگلی کو حرکت نہیں دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں اس قسم کا کام نماز کے لئے مناسب نہیں ہے اور ان دلائل کی تاویلات میں تکلف اختیار کرتے ہیں۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو نہ صرف اس مسئلہ میں بلکہ دیگر بہت سے مسائل میں اپنے امام کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں جبکہ امام کی رائے سنت کے مخالف ہے وہ کہتے ہیں کہ امام کی رائے کو غلط قرار دینے سے امام پر طعن

---

(۴۳۸) ابو داؤد نسائی ابن الجارود فی
المنتقیٰ (۲۰۸) ابن خزیمہ (۱/۸۶،۱-۲) ابن حبان (۴۸۵) (۴۳۹)
احمد البزار ابو جعفر البحتری فی الامالی (۱/۶۰) عبدالغنی المقدسی فی السنن (۱۲/۲) الرویانی فی مسندہ (۲/۲۴۹) بیہقی (۴۴۰) ابن ہانی فی مسائل امام احمد (ص ۲۶) مخطوطہ المکتب الاسلامی

Www.IslamicBooks.Website

و تشنیع کرنی لازم آتی ہے اور اس کا احترام ختم ہو جاتا ہے یہ لوگ اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ صحیح سنت کا انکار کرنا حقیقتاً رسول کریم ﷺ کی ذلت پر طعن کرنا ہے اس لئے کہ سنت کو پیش کرنے والے وہی تو ہیں۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ شہادت کی انگلی کو اشارہ کرنے کے بعد بند کر لیا جائے یا نفی کے وقت اشارہ کرنا اور اثبات کے وقت اس کو بند کر لینا اس کا سنت میں کوئی اثر نہیں ہے۔ صحیح حدیث کے مخالف ہے۔

بعض احادیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ شہادت کی انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے لیکن یہ حدیث سند کے لحاظ سے ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے ضعیف ابوداؤد (۱۷۵) اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو ہم کہیں گے یہ حدیث نفی کرتی ہے اور پہلی حدیث مثبت ہے اور مثبت بالاتفاق نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے صحابہ بھی تشہد میں شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ فرماتے تھے۔(۴۴۱) آپ ﷺ کا بھی معمول تھا کہ آپ ﷺ دونوں تشہد میں شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے تھے۔(۴۴۲) چنانچہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کر رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا ایک انگلی سے اشارہ کرو ایک انگلی سے اشارہ کرو اور سبابہ کی جانب اشارہ فرمایا۔ (۴۴۳)

پہلے تشہد کا واجب ہونا اور اس تشہد کے ساتھ ساتھ کلمات دعا کا مشروع ہونا رسول اکرم ﷺ دو رکعت کے آخر میں تشہد بیٹھتے اور التحیۃ پڑھتے(۴۴۴) اور ایک روایت میں ہے کہ بیٹھتے ہی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ پڑھتے۔(۴۴۵) اگر کبھی آپ دو

(۴۴۱) ابن ابی شیبہ (۲ر۱۲۳ر۲) سند حسن ہے (۴۴۲) نسائی بیہقی سند صحیح ہے (۴۴۳) ابن ابی شیبہ (۱۲ر۴۰ر۱) و (۲ر۱۲۳ر۲) نسائی حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے ذہبی نے اس کی موافقت کی ابن ابی شیبہ اس کا شاہد موجود ہے (۴۴۴) مسلم ابو عوانہ (۴۴۵) بیہقی

Www.IslamicBooks.Website

رکعتوں کے بعد تشہد بیٹھنا بھول جاتے تو سجدہ سہو کرتے۔(۴۴۶) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیۃ پڑھو اور جو دعا تمہیں زیادہ پسند ہو وہ پڑھو۔(۴۴۷) معلوم ہوا اگرچہ درمیان کا تشہد کیوں نہ ہو اس میں بھی التحیۃ کی دعائیں کرنا مشروع ہے ابن حزم کا یہی قول ہے بعض روایات میں ہے جب بیٹھو التحیات پڑھو۔(۴۴۸) اور اسی بات کا حکم آپ ﷺ نے اس انسان کو دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کرلی تھی۔ جیسا کہ اس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے جس طرح انہیں قرآن پاک کی سورتوں کی تعلیم دیتے(۴۴۹) اور تشہد میں سنت آہستہ پڑھنا ہے۔(۴۵۰)

تشہد کے کلمات رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو تشہد کے کلمات مختلف الفاظ کے ساتھ بتائے ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے تشہد کے کلمات بالکل اسی طرح بتائے جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن پاک کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے اور میری ہتھیلی آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ تشہد کے کلمات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

«اَلتَّحِيَّاتُ لِلهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَينَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشهَدُ أَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَأَشهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهُ وَرَسُولُهُ»

تمام نفلی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اے نبی! آپ ﷺ پر اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمتیں، برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود

---

(۴۴۶) بخاری مسلم (۴۴۷) نسائی احمد طبرانی کبیر (۱،۲۵،۳) سند صحیح ہے (۴۴۸) نسائی سند صحیح ہے (۴۴۹) بخاری مسلم (۴۵۰) ابو داؤد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

اسی حدیث میں اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا کے بعد مذکور ہے کہ جب کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو تو اس سے مراد ہر وہ نیک بندہ ہوتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔ نیز عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ جب تک رسول اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود رہے ہم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہتے رہے جب آپ ﷺ فوت ہوگئے تو ہم نے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ کہنا شروع کر دیا۔ (۴۵۱) معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی آپ ﷺ کے حکم سے تھی چنانچہ عائشہؓ جب تشہد کی تعلیم دیتیں تو السلام علی النبی کے الفاظ سکھلاتی تھیں۔ (۴۵۲)

حافظ ابن حجر کا قول صحابہ کرام آپ ﷺ کی زندگی میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہتے جب آپ ﷺ فوت ہوگئے تو انہوں نے خطاب کا صیغہ چھوڑ کر غائب کا صیغہ کہنا شروع کر دیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ پڑھتے تھے۔

علامہ سبکی کا قول علامہ سبکی شرح المنہاج میں اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اگر صحابہ کرام سے ثابت ہو جائے کہ وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد خطاب کا صیغہ استعمال نہیں کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو مخاطب کر کے سلام کہنا ضروری نہیں۔ بلکہ السلام علی النبی کہنا ہوگا۔

خیال رہے کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی وفات کے بعد اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ کے الفاظ استعمال کرتے تھے اور اس کا ایک مضبوط متابع بھی موجود ہے چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں صحیح سند کے ساتھ مذکور ہے

---

(۴۵۱) بخاری مسلم ابن ابی شیبہ (۱، ۹۰، ۲) السراج ابو یعلی فی مسندہ (۲، ۲۵۸، ۲)

(۴۵۲) مسند السراج (ج ۹، ۱، ۲) الفوائد (ج ۱۱، ۵۴، ۱) صحیح اسانید کے ساتھ مروی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

عطاء بیان کرتے ہیں کہ جب تک نبی ﷺ زندہ رہے صحابہ کرام اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتے رہے جب آپ ﷺ فوت ہوگئے تو انہوں نے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کہنا شروع کر دیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔

علامہ قسطلانی' زرقانی' لکھنوی نے حافظ ابن حجر کا کلام نقل کیا اور اسے مستحسن سمجھا اور اس پر کچھ تعاقب نہیں کیا۔

(۲) ابن عباس ﷺ نے تشہد کو ذیل کے کلمات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

« اَلتَّحِیَّاتُ المُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ! وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ، اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ، أَشھَدُ أَن لَّا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَ أَشھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰہِ. عَبدُہٗ ورسولہ »

تمام نفلی' برکت والی' بدنی' مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اے نبی تجھ پر اللہ کا سلام اس کی رحمت اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر اللہ کی جانب سے سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور ایک روایت میں ہے وہ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ (۴۵۳)

تشہد کے الفاظ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ اگرچہ واؤ موجود نہیں ہے لیکن فی الحقیقت موجود ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں واؤ کا ذکر آتا ہے اس حدیث میں اختصار کے پیش نظر واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے لغت عرب میں اس کا جواز موجود ہے۔

(۳) عبداللہ بن عمر نے ذیل کے کلمات کے ساتھ تشہد کا ذکر کیا ہے۔

« اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ، وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ! وَرَحمَۃُ اللّٰہِ۔ وَبَرَکَاتُہُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ، أَشھَدُ أَن لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ۔ وَحدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ۔ وَأَشھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبدُہُ وَرَسُولُہُ »

(۴۵۳) مسلم ابو عوانہ شافعی نسائی

Www.IslamicBooks.Website

تمام نفلی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اے رسول تجھ پر اللہ کی جانب سے سلام ہو اور تجھ پر اللہ کی رحمت نازل ہو اور اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

(۴) ابو موسیٰ اشعری رسول اکرم ﷺ سے تشہد ذیل کے کلمات کی شکل میں اذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم تشہد کے لئے بیٹھنے لگو تو یہ کلمات کہو۔

اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ! وَرَحمَۃُ اللهِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلیٰ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ، أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحدَہٗ لَا شَرِیكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،

تمام نفلی، مالی، بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اے نبی تجھ پر اللہ کا سلام، اس کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔

مذکورہ سات کلمات تَحِیَّاتُ الصَّلوٰۃُ ہیں۔(۴۵۴)

(۵) عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کے کلمات کی صورت میں تشہد کی تعلیم دیتے تھے۔

«اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ، الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ، اَلطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ...»

تمام نفلی، پاکیزہ، مالی، بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں آپ ﷺ پر سلام ہو (۴۵۵)

ان الفاظ کے بعد باقی الفاظ عبداللہ بن مسعود کے تشہد کے الفاظ کے مطابق ہیں۔

تَشَہُّد کے تمام ذکر کردہ صیغوں میں "مَغْفِرَۃٌ" کے الفاظ نہیں ہیں لہٰذا اس کا اعتبار نہ کیا جائے یہی وجہ ہے کہ بعض سلف صالحین نے اس لفظ کا انکار کیا ہے چنانچہ طبرانی (۱/۵۶/۳) میں صحیح سند کے ساتھ طلحہ بن معرف سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ

---

(۴۵۴) مسلم ابو عوانہ ابو داؤد ابن ماجہ (۴۵۵) مالک بیہقی سند صحیح ہے

Www.IslamicBooks.Website

ربیع بن حیثم رلوی نے تشہد میں برکاتہ اور مغفرتہ کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے تو علقمہ نے کہا ہم انہی الفاظ پر رکے رہیں گے جنکی ہمیں تعلیم دی گئی ہے اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ علقمہ نے اس کو اپنے استاد عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا ہے چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو تشہد کے کلمات سکھلائے جب وہ اَشہَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر پہنچا اس شخص نے وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ کے الفاظ کہہ دیئے اس پر عبداللہ بن مسعود نے اس کی تائید کی کہ یہ درست ہے ا

الفاظ پر رک جانا چاہیے جن کی ہمیں تعلیم دی گئی طبرانی اوسط (۸۴۸

ہے اگر مسیب کاہلی نے عبداللہ بن مسعود سے سنا ہے

عائشہ کا تشہد جسے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ عائشہ ہمیں تشہد کی تعلیم دیا کرتی تھیں اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے ذیل کے کلمات کہا کرتی تھیں اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ ابن مسعود کے تشہد کی مانند ابن ابی شیبہ (۱/۲۹۳) السراج المخلص جیسا کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بیہقی (۲/۱۴۴) الفاظ بیہقی کے ہیں

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ اس قسم کا ذکر رائے کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس کو رائے کہا جائے تو اس کو دوسرے الفاظ پر قطعاً برتری حاصل نہ ہوگی۔ علامہ ابن عبدالبر نے اسی طرح وضاحت فرمائی ہے۔

نبی ﷺ پر درود بھیجنے اور اس کے صیغوں اور مقام کا بیان رسول اکرم ﷺ پہلے اور دوسرے تشہد میں خود اپنے آپ پر بھی درود بھیجتے نیز امت مسلمہ کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کے بعد درود بھیجیں چنانچہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں لیکن آپ ﷺ بتائیں کہ ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں آپ ﷺ نے انہیں تعلیم دی کہ تم ان الفاظ کے ساتھ مجھ پر درود بھیجو۔

Www.IslamicBooks.Website

پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنا ثابت ہے مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے تشہد میں بھی سلام کے بعد درود پڑھا جائے۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے چنانچہ وہ کتاب الام میں صراحت کرتے ہیں کہ یہی مذہب صحیح ہے امام نووی المجموع (۴۵۶) میں اور اس کی تائید الروضہ (۴۵۷) میں فرماتے ہیں اور ابن ھیبرۃ حنبلی "الافصاح" میں اسی کو پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح ابن رجب نے ذیل الطبقات (۴۵۸) میں اس کو نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ پہلے تشہد کے بعد آپ ﷺ پر درود بھیجنے میں کثرت کے ساتھ حدیثیں مذکور ہیں۔ ان میں کچھ تخصیص نہیں ہے اور وہ حدیثیں عمومیت کے لحاظ سے ہر تشہد کو شامل ہیں کیونکہ ان میں سے بعض حدیثیں ہماری شرط پر نہ تھیں۔ اس لئے ان کا متن میں نے ذکر نہیں کیا ہے اگرچہ معنیٰ وہ حدیثیں ایک دوسرے کی تقویت کر رہی ہیں اور جو لوگ پہلے تشہد کے بعد درود پڑھنے سے روکتے ہیں ان کے پاس کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے اور نہ ہی کراہت کی کوئی دلیل ہے جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ بلا اثر ہے۔

درود شریف کے مختلف صیغے اور طریقے

۱ ۔ «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ ، وَعَلَىٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَىٰ آلِ بَيْتِهِ ، وَعَلَىٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» .

۱۔ اے اللہ محمد اور اس کے اہل بیت اور اس کی بیویاں اور اس کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت کی اور محمد اور اس کے اہل بیت اور اس کی بیویاں اور اس کی اولاد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت کی بیشک تو تعریف و بزرگی والا ہے۔ (۴۵۹)

---

(۴۵۹) احمد طحاوی سند صحیح ہے

(۴۵۶) (۳/۴۶۰) (۴۵۷) (۱/۲۶۳) طبع المکتب الاسلامی (۴۵۸) (۱/۲۸۰)

Www.IslamicBooks.Website

ابوالعالیہ کا قول نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے کے بارے میں ابوالعالیہ کی وضاحت نہایت مناسب ہے وہ کہتے ہیں نبی ﷺ پر اللہ کے صلوٰۃ کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تعریف فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ پر فرشتوں کی جانب سے صلوٰۃ بھیجنے کا یہ معنی ہے وہ اللہ سے آپ ﷺ پر زیادہ صلوٰۃ بھیجنے کا مطالبہ کرتے ہیں اس معنی کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے اور مشہور تفسیر کا رد کیا ہے جو عام طور پر کی جاتی ہے کہ اللہ کے صلوٰۃ کے معنی رحمت ہے علامہ ابن قیم نے جلاء الافہام میں اس کی خوب وضاحت کی ہے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

۲ ـ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ، وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ، وَعَلٰٓی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت کی ہے تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ محمد ﷺ پر اور آل محمد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر برکت فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ (۴۶۰)

حافظ ابن قیم کا سہو حافظ ابن قیم جلاء الافہام صفحہ ۱۹۸ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ[۴۶۱] کی موافقت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کسی صحیح حدیث میں درود کے الفاظ میں ابراہیم اور آل ابراہیم کے الفاظ اکٹھے نہیں آئے ہیں۔ لیکن ہم نے ابھی جو حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ دونوں لفظ اکٹھے موجود ہیں اور ہماری اس کتاب کے نادر معلومات سے یہ حوالہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔ دراصل ہم گہرے غور و فکر کے ساتھ روایات تلاش کرتے ہیں اور ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی

---

(۴۶۱) الفتاویٰ (۱/۱۶) (۴۶۰) بخاری مسلم حمیدی (۱/۱۳۸) طحاوی بیہقی احمد نسائی ابن مندہ (۲/۶۸) ابن مندہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع امت ہو چکا ہے

Www.IslamicBooks.Website

کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا علمی فائدہ ہے جس کا ذکر ہم سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ والفضل للہ تعالیٰ ولہ الشکر والمنۃ

۳۔ اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ، وَآلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَ آلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ،

۳۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت فرمائی بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے اور برکت فرما محمد اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ (۴۶۲)

٤۔ اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی [آلِ] إِبْرَاھِیمَ فِي العَالَمِینَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ،

۴۔ اے اللہ! محمد نبی امی اور آل محمد پر رحمتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے آل براہیم پر رحمیں نازل فرمائیں اور محمد' نبی' امی اور آل محمد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر دونوں جہانوں میں برکت فرمائی بیشک تو تعریف والا' بزرگی والا ہے۔ (۴۶۳)

٥۔ اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ]،

۵۔ اے اللہ! اپنے بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت فرمائی اور اپنے بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں (۴۶۴)

---

(۴۶۲) احمد نسائی ابو یعلٰی فی المسند (ق ۲/۴۴) سند صحیح ہے

(۴۶۳) مسلم ابو عوانہ مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۳۲/۲) ابو داود حاکم نے اس کو صحیح کہا (۴۶۴) بخاری نسائی طحاوی احمد اسمٰعیل قاضی فی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ (ص ۲۸) طبع اول (ص

Www.IslamicBooks.Website

۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰٓ أَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ إِبْرَاھِیْمَ ، وَبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰٓ أَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ ، کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ آلِ إِبْرَاھِیْمَ ، إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ،

۶۔ اے اللہ محمد اور اس کی بیویوں اور اس کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت کی ہے اور محمد اور اس کی بیویوں اور اس کی اولاد پر برکت کر جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت کی ہے بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے(۴۶۵)

۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ ، وَّعَلیٰٓ آلِ مُحَمَّدٍ ، وَّبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ ، وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ ، کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلیٰٓ إِبْرَاھِیْمَ وَآلِ إِبْرَاھِیْم ، إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ،

۷۔ اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر رحمت بھیج اور آل محمد پر برکت کر جیسا کہ تو نے رحمت کی ہے اور برکت کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ (۴۶۶)

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے فوائد پہلا فائدہ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان میں سے اکثر صیغوں میں ابراہیم کا لفظ آل سے الگ مذکور نہیں ہے یعنی آل کے ساتھ مذکور ہے اس کی وجہ ظاہر ہے عربی زبان میں آل الرجل کی ترکیب جیسا کہ رجل کے غیر کو شامل ہوتی ہے اسی طرح رجل کو بھی شامل ہوتی ہے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ ﴿إِنَّ اللہَ اصطفٰی آدَمَ وَنُوحاً وَّآلَ إِبرَاھِیمَ وَآلَ عِمرَانَ عَلَی العَالَمِینَ﴾ ﴿آل عمران﴾ (۳۳)

﴿إِلَّآ آلَ لوطٍ نَجَّینَاھُم بِسَحَرٍ﴾ ﴿القمر﴾ (۳۴)،

حدیث میں ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰٓ آلِ اَبِی اَوفٰی اسی طرح اہل بیت کی ترکیب بھی مستعمل ہوتی ہے۔ معلوم ہوا' ابراہیم آل ابراہیم میں داخل ہے۔

---

۶۲) طبع ثانی مکتب اسلامی میری تحقیق اور تخریج کے ساتھ چھپ چکی ہے (۴۶۵) بخاری مسلم

(۴۶۶) طحاوی المعجم ابی سعید بن الاعرابی (۲٫۸۹) سند صحیح ہے ابن قیم نے جلاء الافہام صفحہ ۱۴ ۱۵ میں اس حدیث کو محمد بن اسحٰق سراج کی طرف منسوب کیا اور اس کو صحیح کہا۔

Www.IslamicBooks.Website

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول اکثر صیغوں میں آل ابراہیم ہے اور بعض میں صرف ابراہیم ہے اس لئے کہ اصل تو ابراہیم ہے اور آل ابراہیم ان کی تابع ہے لیکن بعض صیغوں میں دونوں کا ذکر ہے۔

ایک سوال یہ بات طے شدہ ہے کہ مشبہ کا مرتبہ مشبہ بہ سے کم ہوتا ہے تو درود کے ان صیغوں میں محمد ﷺ پر درود بھیجنا مشبہ ہے اور ابراہیم پر درود بھیجنا مشبہ بہ ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ محمد ﷺ حضرت ابراہیم سے افضل ہیں۔

جواب فتح الباری اور جلاء الافہام میں اس سوال کے جواب میں دس اقوال مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک قول قوی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیم نے اس کو مستحسن کہا ہے وہ قول یہ ہے کہ آل ابراہیم میں انبیاء داخل ہیں جبکہ آل محمد میں کوئی نبی نہیں پس جب نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی آل کیلئے رحمت کا مطالبہ کرتے ہیں تو جس قدر آل ابراہیم پر رحمت ہوتی ہے جب کہ ان میں انبیاء ہیں اسی قدر آل محمد ﷺ پر رحمت ہوتی ہے جن میں انبیاء نہیں ہیں لیکن محمد ﷺ کو جو فضیلت حاصل ہے وہ کسی دوسرے پیغمبر کو حاصل نہیں ہے اس سے بھی زیادہ مناسب یہ ہے کہ کہا جائے محمد ﷺ بھی آل ابراہیم سے ہیں بلکہ تمام آل ابراہیم سے بہتر ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس ایک آیت کی تفسیر میں محمد رسول اللہ ﷺ کو آل ابراہیم سے شمار کرتے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ جب آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء جو ابراہیم کی اولاد سے ہیں وہ آل ابراہیم میں داخل ہیں تو آپ بھی یقیناً داخل ہیں پس آل ابراہیم مشبہ بہ ہے اور اس میں چونکہ رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اس لئے وہ اکمل ہے بہ نسبت اس درود کے جو ان کے علاوہ صرف آپ کے لئے حاصل ہے تو گویا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے رسول اکرم ﷺ کے لئے اس رحمت کا سوال کرتے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے اس جواب سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو نہ صرف ابراہیم علیہ

Www.IslamicBooks.Website

السلام پر بلکہ تمام آل ابراہیم پر فضیلت اور شرف حاصل ہے اور مشبہ بہ کو بھی اس بنیاد پر فضیلت ہے کہ آپ آل ابراہیم میں شامل ہیں۔ فصلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تسلیماً کثیراً، وجزاه عنا أفضل ما جزى نبياً عن أمته، اللهم! صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، وبارك على محمد وعلى آل محمد، كما باركت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد۔

دوسرا فائدہ درود کے تمام صیغوں میں آل نبی اور ازواج نبی اور ذریت کے الفاظ موجود ہیں پس سنت نبوی ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ صرف محمد پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ تمام وہ الفاظ لائے جائیں جو آپ ﷺ سے منقول ہیں پہلے اور آخری تشہد میں امتیاز روا رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

امام شافعی کا قول امام شافعی کتاب الام[(۴۶۷)] میں فرماتے ہیں کہ پہلے اور دوسرے تشہد کے الفاظ ایک ہیں اور ان میں کچھ اختلاف نہیں اور تشہد اور درود ایک دوسرے سے کفایت نہیں کر سکتے۔

البتہ حدیث کے یہ الفاظ کہ آپ دو رکعتوں کے ادا کرنے کے بعد تشہد پڑھتے تھے اور اس میں درود شریف وغیرہ نہیں پڑھتے تھے یہ حدیث منکر ہے جیسا کہ میں نے اس کی تحقیق احادیث ضعیفہ (۵۸۱۶) میں کی ہے

درود شریف میں آل کے لفظ کا انکار درست نہیں کس قدر عجیب بات ہے اور علم سے عدم لگاؤ ہے کہ بعض لوگ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے الفاظ میں آل پر درود بھیجنے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ استاد محمد اسعاف نشاشیبی بھی الاسلام الصحیح میں آل پر درود بھیجنے کا انکار کرتے ہیں حالانکہ صحیحین وغیرہ میں کثیر صحابہ کعب بن عجرہ، ابو حمید ساعدی، ابو سعید خدری، ابو مسعود انصاری، ابو ہریرہ، طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں تو آپ ﷺ نے ان کو ان الفاظ کے ساتھ درود بھیجنے کی تعلیم فرمائی وہ اپنی

---

(۴۶۷) (۱/ ۱۰۲)

Www.IslamicBooks.Website

دلیل کو ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صَلُّوا عَلَيهِ وَسَلِّمُوا تَسلِيمًا میں آل کا لفظ نہیں ہے لیکن ہم کہیں گے کہ صحابہ کرام نے آپ پر درود بھیجنے کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا تھا جیسا کہ اقیموا الصلوٰۃ میں اتنا تو وہ بہرحال جانتے تھے کہ لغت میں نماز کس کو کہتے ہیں لیکن وہ اس کی شرعی کیفیت سے ناواقف تھے کس طرح اس مسئلہ میں یہ بات واضح ہے کہ نبی ﷺ قرآن پاک کی تشریح کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ نے درود بھیجنے کی کیفیت بتائی ہے اس میں آل کا لفظ موجود ہے پس اس کا انکار کرنا صحیح نہیں قرآن پاک میں ہے:-

جو کچھ تمہیں رسول دیتا ہے اسے لے لو اور صحیح حدیث میں ہے کہ خبردار میں قرآن اور اس کا مثل یعنی اس کی تشریح دیا گیا ہوں یہ حدیث تخریج المشکوۃ میں دیکھئے۔ (۲۶۸)

قرآن پاک سنت کا محتاج ہے جس طرح نشاشیبی نے درود شریف میں آل کے لفظ کا انکار کیا ہے اسی طرح اس ذہن کے لوگ نماز میں تشہد کا انکار کرتے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن پاک میں کہیں تشہد کا ذکر نہیں صرف قیام' رکوع' سجود کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن میں یہ بھی نہیں ہے کہ حائضہ حیض کی حالت میں نماز ادا نہ کرے اور روزہ نہ رکھے بلکہ اسے نماز پڑھنی چاہئے اور روزہ رکھنا چاہئے کیا ہم ان لوگوں کے نقطہ نظر کو صحیح کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گئے ہیں اور ان کے گمراہ ہونے میں کچھ شک نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنے کیلئے حدیث کا جاننا ضروری ہے اگر کوئی شخص لغت میں سیبویہ کے مقام پر فائز ہے لیکن سنت کا علم نہیں رکھتا تو قرآن سمجھنے سے قاصر ہے دیکھئے نشاشیبی بھی علم لغت میں موجودہ دور کے کبار علماء سے شمار ہوتے ہیں اس کے باوجود آپ دیکھتے ہیں کہ سیدھے راہ سے بھٹک گئے ہیں جبکہ انہوں نے صرف قرآن فہمی کے لئے لغت پر انحصار کیا ہے اور سنت سے بے اعتنائی برتی ہے بلکہ سنت کا سرے سے انکار کر دیا ہے یہاں بہت سی مثالیں

(۲۶۸) (۱۶۳، ۲۲۴)

Www.IslamicBooks.Website

پیش کی جا سکتی ہیں لیکن کتاب کا اختصار اجازت نہیں دیتا۔ اور جس قدر ہم نے بیان کر دیا ہے وہ کافی ہے۔ واللہ ھو الموفق۔

کیا درود شریف میں سیدنا کا لفظ ثابت ہے کسی صحیح روایت میں سیدنا کا لفظ موجود نہیں ہے متاخرین نے اختلاف کیا ہے کہ کیا درود ابراہیمی میں سیدنا کا اضافہ کرنا جائز ہے اگرچہ اس مسئلہ پر تفصیلاً کچھ کہنا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ مختصر رسالہ تفصیل کا متحمل نہیں۔ تاہم وہ لوگ جو اس لفظ کے اضافہ کو جائز نہیں سمجھتے وہ رسول اکرم ﷺ کی اتباع کے پیش نظر جائز نہیں سمجھتے۔ ظاہر ہے جب آپ ﷺ سے صحابہ نے استفسار کیا کہ ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللھم صل علی محمد کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجو۔ اس میں سیدنا کے الفاظ نہیں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول حافظ ابن حجر شوافع میں بہت بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے حدیث اور فقہ کو یکجا کرنے کی کوشش فرمائی ہے حافظ محمد بن محمد بن محمد غرابیلی[٤٦٩]۔ جو حافظ ابن حجر کی مجلس میں ہمیشہ رہنے والے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ہم نماز میں یا نماز سے خارج نبی ﷺ پر کس طرح درود بھیجیں کیا ہم اللھم صل علی سیدنا محمد یا علیٰ سید الخلق یا علیٰ سید ولد آدم کے الفاظ کا اضافہ کر سکتے ہیں یا صرف اللھم صل علی محمد پر ہی اکتفا کریں اور ان میں سے کونسی صورت افضل ہے سید کے لفظ کا اضافہ کریں اس لئے کہ یہ آپ ﷺ کا دائمی وصف ہے یا اس کا ذکر نہ کریں اس لئے کہ احادیث میں اس کا ذکر موجود نہیں حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے فرمایا منقول الفاظ کا اتباع کرنا راجح ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ آپ ﷺ نے تو اضعا اس لفظ کو چھوڑ دیا تھا جیسا کہ آپ ﷺ اپنا نام لیتے وقت ﷺ نہیں کہتے تھے اور

---

(٤٦٩) (٧٩٠ - ٨٣٥)

Www.IslamicBooks.Website

امت کو پابند کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر ہو تو ﷺ کے الفاظ کہا کریں۔ پس صاف صاف بات تو یہ ہے کہ اگر یہ لفظ ثابت ہوتا تو صحابہ اور تابعین سے اس کا ذکر ہوتا۔ صحابہ و تابعین کے آثار سے اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ دیکھئے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے شمار ہوتے ہیں جو نبی ﷺ کی بہت زیادہ تعظیم کرنے والے ہیں چنانچہ وہ اپنی کتاب کے خطبہ میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے الفاظ لائے ہیں تو اس کے بعد ان کے اجتہاد نے انہیں آمادہ کیا کہ وہ سُبحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلقِہٖ حدیث کے مفہوم سے استنباط کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ کا اضافہ کریں کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُونَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَن ذِکرِہِ الغَافِلُونَ یعنی آپ پر صلوٰۃ ہو جب بھی ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور جب آپ کے ذکر سے غافل لوگ غفلت اختیار کریں یعنی ہر وقت ان پر صلوٰۃ ہو۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ام المومنین سے کہا جب وہ کثرت سے تسبیح کے کلمات کہتی ہیں کہ میں نے تیرے بعد ایسے کلمات کہے ہیں اگر تیرے کلمات کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا جائے تو میرے کلمات ان پر غالب آجائیں۔ آپ ﷺ کا اشارہ سُبحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلقِہٖ "اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں جس قدر اس کی مخلوق کی گنتی ہے کی طرف تھا" رسول اکرم ﷺ کو ایسی دعائیں پسند تھیں جن میں جامعیت ہوتی تھی۔

قاضی عیاض کی وضاحت قاضی عیاض نے رسول اکرم ﷺ کی سیرت پر الشفاء نامی کتاب میں نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی کیفیات کا باب باندھا ہے۔ اس میں صحابہ اور تابعین سے کچھ مرفوع آثار ذکر کئے ہیں ان میں سے کسی اثر میں بھی سیدنا کا لفظ موجود نہیں ہے۔ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) علی رضی اللہ عنہ اپنے تلامذہ کو تعلیم دیتے ہیں کہ کس طرح نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

: اَللّٰھُمَّ ! دَاحِيَ المَدحُوَّاتِ ! وَبَارِيَ المَسمُوكَاتِ ! اِجعَل سَوَابِقَ صَلَوَاتِكَ ، وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ ، وَزَائِدَ تَحِيَّتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَرَسُولِكَ ، اَلفَاتِحِ لِمَا أُغلِقَ

Www.IslamicBooks.Website

اے اللہ زمین کو بچھانے والے آسمانوں کو پیدا کرنے والے تو اپنی سبقت لے جانے والی رحمتوں اور بڑھنے والی برکتوں اور زائد تحیات اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر فرما جو بند چیزوں کو کھولنے والا ہے۔

(۲) نیز علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ ذیل کے کلمات سے درود بھیجتے تھے۔

: صَلَوَاتُ اللهِ الْبَرِّ الرَّحِيمِ ، وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ ، وَالنَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ الصَّالِحِينَ ، وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ! عَلَىٰ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِاللهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ. الحديث.

اللہ نیکو کار مہربانی فرمانے والے اور مقرب فرشتوں' نبیوں' صدیقوں' شہداء' صالحین اور اے جہانوں کے پالنے والے جو چیز بھی تیری تسبیح بیان کرتی ہے ان کے صلوات محمد بن عبداللہ پر فرما جو خاتم النبین ہیں اور متقین کے امام ہیں۔

یہ حدیث طبرانی میں وارد ہے سند پر کچھ کلام نہیں البتہ الفاظ میں غرابت ہے جن کی وضاحت میں نے ابوالحسن بن فارسی کی کتاب فضل النبی ﷺ میں کی ہے۔

۳ ۔ عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے

: اَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ ، وَبَرَكَاتِكَ ، وَرَحْمَتَكَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ ، إِمَامِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ . . . الحديث.

اے اللہ اپنی مہربانیاں ' برکتیں ' رحمتیں اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر فرما جو نیک لوگوں کا امام اور رسول رحمت ہے۔

۴ ۔ حسن بصری کہا کرتے تھے کہ جو شخص رسول اکرم ﷺ کے حوض سے سیراب ہونا چاہتا ہے وہ آپ ﷺ پر درود بھیجے۔

: اَللّٰهُمَّ ! صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَوْلَادِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَصْهَارِهِ وَأَنْصَارِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَمُحِبِّيهِ.

اے اللہ! محمد اس کی اولاد ' اس کے اصحاب ' اس کی بیویاں ' اولاد ' اہل بیت ' اس کے خسر اس کے انصار ' اس کے معاونین اور محبین پر رحمت نازل فرما۔

Www.IslamicBooks.Website

اگرچہ قاضی عیاض کی شفاء میں مزید درود بھیجنے کے طریقے مذکور ہیں لیکن میں نے ان سے ان کا انتخاب کر کے ذکر کیا ہے۔

ایک ضعیف حدیث میں سید المرسلین کا ذکر ابن ماجہ میں ضعیف سند کے ساتھ ایک حدیث وارد ہے۔ عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی ﷺ پر ان الفاظ کے ساتھ درود بھیجتے تھے۔

: اَللّٰھُمَّ! اجعَل فَضَائِلَ صَلَوَاتِكَ وَرَحمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ المُرسَلِينَ .الحديث .

اے اللہ! اپنی نضیلت والی مہربانیاں، رحمتیں، برکتیں، سید المرسلین پر نازل فرما۔

خلاصہ یہ ہے کہ فقہ کی مشہور کتابوں میں فقہاء جب اس مسئلہ کو زیر بحث لاتے ہیں تو کسی فقیہ نے درود شریف کے الفاظ میں سیدنا کے لفظ کو ذکر نہیں کیا اگر اس لفظ کا اضافہ مستحسن ہوتا تو کم از کم ان پر اس کا استحسان مخفی نہ رہتا۔

حافظ ابن حجر کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ درود شریف میں اس لفظ کے اضافہ کا کچھ جواز نہیں۔ علماء احناف کا بھی یہی مسلک ہے اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کے حکم کی اتباع کی جائے اس میں ہر قسم کی خیر موجود ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:-

﴿قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ ﴿آل عمران﴾ (۳۱)

کہہ دو اگر تم اللہ کے ساتھ محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

امام نووی الروضۃ[۴۷۰] میں فرماتے ہیں کہ اکمل مکمل درود کا طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجا جائے جو سیدنا کے لفظ سے خالی ہو۔

---

(۴۷۰) (۱/۲۶۵)

افضل درود کے الفاظ کون سے ہیں؟ شافعی علماء کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص قسم اٹھاتا ہے کہ میں نبی ﷺ پر افضل درود بھیجوں گا تو اگر وہ ذیل کے الفاظ کے ساتھ درود پڑھے گا تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔

: اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُونَ، وسھا عن ذکرہ الغافلون.

اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرما جب بھی ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں اور جب اس کے ذکر سے غافل ہوں۔

امام نووی افضل درود کا ذکر ذیل کے الفاظ سے کرتے ہیں۔

: اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی إِبرَاھِیمَ... الحدیث.

اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر رحمت کی ہے۔

متاخرین علماء اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان صیغوں کے افضل ہونے کے بارے میں کوئی اصل موجود نہیں۔ البتہ بلحاظ معنی کے کلما ذکرہ الذاکرون والے درود کو ترجیح ہوگی۔

چوتھا فائدہ درود کے ذکر کردہ الفاظ میں سے پہلی اور چوتھی قسم کے درود کے الفاظ سب سے افضل ہیں اگرچہ دیگر الفاظ سے بھی درود بھیجنا ثابت ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے لیکن ان کی افضیلت کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ اس شخص کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمائے جس نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ ہمیں بتائیں کہ ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود بھیجیں تو آپ ﷺ نے جو الفاظ فرمائے وہ سب سے اشرف اور افضل ہیں اس بارے میں امام نووی کا قول پہلے گزر چکا ہے۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں جو ان الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے اس نے یقین کے ساتھ درود بھیجا۔ اور جس نے دوسرے الفاظ استعمال کئے اس کے درود بھیجنے میں شک ہے۔(۴۷۱)

(۴۷۱) الھیثمی فی الدر

Www.IslamicBooks.Website

پانچواں فائدہ درود یا تشہد کے صیغوں میں سے صرف کسی ایک صیغے کو قابل عمل کہنا اور دوسروں کو درخور اعتناء نہ جاننا سنت کے خلاف ہے بلکہ دین میں بدعت داخل کرنے کے مترادف ہے سنت یہ ہے کہ کبھی ایک صیغہ استعمال کیا جائے اور کبھی دوسرے صیغے کے مطابق درود اور تشہد پڑھا جائے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے تکبیر فی العیدین کی بحث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (۴۷۲)

چھٹا فائدہ علامہ صدیق حسن کا ارشاد علامہ صدیق حسن مرحوم نزل الابرار میں نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی کثیر احادیث کا ذکر کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں (۴۷۳)

« لَا شَكَّ فِي أَنَّ أَكْثَرَ الْمُسْلِمِينَ صَلَاةً عَلَيْهِ ﷺ هُم أَهْلُ الْحَدِيثِ وَرُوَاةُ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ، فَإِنَّ مِن وَظَائِفِهِم فِي هٰذَا الْعِلْمِ الشَّرِيفِ التَّصْلِيَةَ عَلَيْهِ أَمَامَ كُلِّ حَدِيثٍ، وَلَا يَزَالُ لِسَانُهُم رَطْباً بِذِكْرِهِ ﷺ، وَلَيْسَ كِتَابٌ مِن كُتُبِ السُّنَّةِ، وَلَا دِيوَانٌ مِن دَوَاوِينِ الْحَدِيثِ - عَلَى اخْتِلَافِ أَنْوَاعِهَا؛ مِنَ «الْجَوَامِعِ» وَ «الْمَسَانِيدِ» وَ «الْمَعَاجِمِ» وَ «الْأَجْزَاءِ» وَغَيْرِهَا - إِلَّا وَقَدِ اشْتَمَلَ عَلَى آلَافِ الْأَحَادِيثِ، حَتَّى إِنَّ أَخْصَرَهَا حَجْماً كِتَابُ «الْجَامِعِ الصَّغِيرِ» لِلسُّيُوطِيِّ فِيهِ عَشَرَةُ آلَافِ حَدِيثٍ، وَقِس عَلَى ذٰلِكَ سَائِرَ الصُّحُفِ النَّبَوِيَّةِ، فَهٰذِهِ الْعِصَابَةُ النَّاجِيَةُ وَالْجَمَاعَةُ الْحَدِيثِيَّةُ أَوْلَى النَّاسِ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَسْعَدُهُم بِشَفَاعَتِهِ ﷺ - بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي - وَلَا يُسَاوِيهِم فِي هٰذِهِ الْفَضِيلَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَن جَاءَ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاؤُوا بِهِ، وَدُونَهُ خَرْطُ الْقَتَادِ، فَعَلَيْكَ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ! وَطَالِبَ النَّجَاةِ بِلَا ضَيْرٍ! أَن تَكُونَ مُحَدِّثاً أَو مُتَطَفِّلاً عَلَى الْمُحَدِّثِينَ، وَإِلَّا فَلَا تَكُن ... فَلَيْسَ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِن عَائِدَةٍ تَعُودُ إِلَيْكَ ».

اس میں شک نہیں کہ تمام مسلمانوں سے زیادہ آپ ﷺ پر درود بھیجنے

المنضود (ق ۲،۲۵) پھر اس نے (ق ۱،۲۷) میں کہا کہ دوسرے الفاظ سے بھی درود بھیجا جائے تو صحیح ہے جن کا ذکر صحیح احادیث میں ہے (۴۷۲) مجموع (۶۹، ۱،۲۵۳) (۴۷۳) نزل الابرار بالعلم المأثور من الادعیۃ والاذکار۔

Www.IslamicBooks.Website

والے اہلحدیث ہیں وہی سنت مطہرہ کے راوی ہیں ان کا مشغلہ یہ ہے۔ کہ ہر حدیث کے ساتھ آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور ان کی زبانیں آپ ﷺ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہیں جس قدر بھی سنت اور حدیث کی کتابیں اور دفاتر مثلاً جامع، مسند، معجم اجزاء وغیرہ تمام ہزاروں احادیث پر مشتمل ہیں اور ان تمام میں سے علامہ سیوطی کی جامع الصغیر حجم میں چھوٹی ہے اس میں بھی دس ہزار حدیثیں موجود ہیں۔ اس پر دیگر احادیث کی کتابوں کا موازنہ فرمائیں پس یہ جماعت ناجیہ یعنی اہل حدیث قیامت کے روز رسول اکرم ﷺ کے زیادہ قریب ہوں گے۔ اور میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں آپ ﷺ کی شفاعت کی سعادت حاصل ہوگی اور اس فضیلت میں کوئی شخص بھی ان کا ہمسر نہیں۔ ہاں وہ لوگ جو ان سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے ہیں اور ایسے لوگ ان کے علاوہ موجود نہیں ہیں۔ پس اے وہ انسان جو خیر کو تلاش کرنے والا ہے اور نجات کا طالب ہے ضروری ہے کہ تو محدث ہو یا کسی محدث کے سامنے حدیث پڑھنے والا ہو وگرنہ تو کچھ بھی نہیں ہے اور تجھے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہونا تشہد سے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت آپ اللہ اکبر کہتے۔(۴۷۴) چنانچہ آپ ﷺ نے اس انسان کو بھی حکم دیا تھا جس نے جلدی نماز ادا کرلی تھی کہ وہ تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہے۔ رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ تشہد سے کھڑے ہونے لگتے تو اللہ اکبر کہتے تو پھر کھڑے ہو جاتے(۴۷۵) اور کبھی اللہ اکبر کہنے کے ساتھ رفع یدین بھی کرتے۔(۴۷۶)

اور جب چوتھی رکعت میں کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اللہ اکبر کہہ کر چوتھی رکعت کی طرف کھڑے ہونے کا آپ ﷺ نے اس انسان کو بھی حکم دیا جس نے جلدی جلدی(۴۷۷) نماز ادا کرلی تھی اور کبھی اللہ اکبر کہنے کے ساتھ

---

(۴۷۷) بخاری ابو داؤد

(۴۷۴) بخاری مسلم (۴۷۵) مسند ابو یعلیٰ (۲٫۲۸۴) سند مضبوط ہے (۴۷۶) بخاری ابو داؤد

Www.IslamicBooks.Website

رفع یدین بھی کرتے تھے۔ (۴۷۸)

تیسری رکعت کا دوسرا سجدہ کرنے کے بعد آپ ﷺ اپنے بائیں پاؤں پر اس طرح اعتدال سے بیٹھ جاتے کہ ہر عضو اپنے مقام پر ہوتا تھا۔ پھر زمین پر دونوں ہاتھوں کا سہارا کرتے اور چوتھی رکعت کیلئے کھڑے ہو جاتے (۴۷۹) اور آپ ﷺ کھڑے ہوتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر آٹا گوندھنے والے شخص کی طرح سہارا کرتے خیال رہے بخاری اور ابو داؤد میں حدیث غریب الحدیث کے الفاظ نہیں ہے البتہ مفہوم مذکور ہے۔

اور دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ قراءت فرماتے اور اس کا حکم آپ ﷺ نے اس انسان کو بھی دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی اور کبھی آپ ﷺ ظہر کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ ساتھ کچھ اور آیات بھی قراءت فرماتے جیسا کہ اس کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے۔

پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کا ذکر رسول اکرم ﷺ جب کسی پر بددعا یا کسی کے لئے نیک دعاء کا ارادہ فرماتے تو آخری رکعت کے رکوع کے بعد سَمِعَ اللہ لِمَن حَمِدَہٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ کہنے کے بعد اونچی آواز کے ساتھ دعا (۴۸۰) فرماتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (۴۸۱) اور مقتدی آپ کے پیچھے آمین کہتے۔ (۴۸۲)

امام احمد، اسحاق کا یہی مذہب ہے کہ دعائے قنوت کیلئے ہاتھوں کو اٹھایا جائے (۴۸۳) لیکن ہاتھوں کے چہرے پر پھیرنا اس کے بارے میں کوئی حدیث موجود نہیں۔ لہذا وہ بدعت ہے اور نماز کے علاوہ بھی اس کا ثبوت نہیں اس کے ثبوت میں جس قدر روایات ہیں وہ ضعیف ہیں۔ (۴۸۴) تحقیق کے لئے ضعیف ابوداؤد اور احادیث صحیحہ (۴۸۵) کا مطالعہ کریں۔ علامہ عز بن عبدالسلام کہتے ہیں کہ دعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا کام جاہلوں کا کام ہے۔

(۴۷۸) ابو عوانہ نسائی سند صحیح ہے

(۴۷۹) بخاری احمد (۴۸۰) بخاری احمد (۴۸۱) احمد طبرانی سند صحیح ہے (۴۸۲) ابو داؤد السراج حاکم نے اس کو صحیح کہا ذہبی نے اسکی موافقت کی (۴۸۳) المسائل للمروزی (ص ۲۳) (۴۸۴) (۲۶۲) (۴۸۵) (۵۹۷)

Www.IslamicBooks.Website

میں اللہ پاک سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے محدثین کی جماعت میں شامل فرمائے جو رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب ہیں غالبا یہ کتاب میرے لئے آپ کے قرب کا باعث ہوگی اس سلسلہ میں امام احمد کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث کی فضیلت میں امام احمد کے اشعار :

دِینُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ أَخبَارُ ۔۔۔ نِعمَ المَطِيَّةُ لِلفَتىٰ آثَارُ
لَا تَرغَبَنَّ عَنِ الحَدِيثِ وَأَهلِهِ ۔۔۔ فَالرَّأيُ لَيلٌ وَالحَدِيثُ نَهَارُ
وَلَرُبَّمَا جَهِلَ الفَتىٰ أَثَرَ الهُدىٰ ۔۔۔ وَالشَّمسُ بَازِغَةٌ لَهَا أَنوَارُ

نبی ﷺ کا دین احادیث ہیں انسان کے لئے احادیث بہترین سواری ہیں آپ حدیث اور محدثین سے روگردانی نہ کریں اس لئے کہ رائے تو رات ہے حدیث (روشنی کے لحاظ سے) دن ہے اور بعض اوقات انسان ہدایت کے نشان سے جہالت میں رہتا ہے حالانکہ سورج چمک رہا ہے اور اس کی شعاعیں روشنی کر رہی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ سے پانچوں نمازوں میں قنوت ثابت ہے۔(۴۸۶) لیکن جب کسی قوم کے لئے دعا کرنا یا کسی قوم کے لئے بددعا کرنا مقصود ہوتا(۴۸۷) تو آپ دعائے قنوت فرماتے۔ آپ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ ولید بن ولید سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما اے اللہ! مضر قبیلہ پر اپنی گرفت مضبوط کر اور ان پر قحط سالی مسلط کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط سالی مسلط کی تھی۔ اے اللہ لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ جو اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے ان سب پر لعنت فرما(۴۸۸) اور جب آپ دعا قنوت سے فارغ ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے جاتے۔ (۴۸۹)

---

(۴۸۶) ابو داؤد ا۔ اج دار قطنی نے دو مضبوط اسانید کے ساتھ ذکر کیا (۴۸۷) صحیح ابن خزیمہ (۲/۷۸/۱) الخطیب فی کتاب القنوت سند صحیح ہے. (۴۸۸) بخاری احمد (۴۸۹) نسائی احمد ا۔ اج (۱/۱۰۹) مسند ابو یعلی سند مضبوط ہے

وتر نماز میں دعائے قنوت کبھی کبھی رسول اکرم ﷺ وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے اور رکوع میں جانے سے پہلے قنوت فرماتے۔[490] [491] معلوم ہوا آپ کبھی وتر نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھتے تھے صحابہ کرام جنہوں نے آپ کی وتر نماز کو بیان فرمایا ہے انہوں نے اس دعائے قنوت کا ذکر نہیں کیا۔ اگر آپ ہمیشہ دعائے قنوت کرتے ہوتے تو تمام صحابہ اس کا ذکر کرتے۔ لیکن صرف ابی بن کعب نے ذکر کیا ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آپ کبھی کبھی دعائے قنوت کرتے تھے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ واجب نہیں ہے۔ اسی لئے ابن ہمام نے فتح القدیر ۱؍۳۰۶' ۳۵۹ ۳۶۰ پر اعتراف کیا ہے کہ وتر کی دعاء قنوت کو واجب قرار دینا درست نہیں اس پر کچھ دلیل نہیں دراصل ابن الھمام کا انصاف اور اس کا غیر متعصب ہونا ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے مذہب کے خلاف اس کو راجح قرار دیا ہے۔

آپ نے حضرت حسن کو دعائے قنوت کی تعلیم دی اور کہا کہ جب وہ وتر کی نماز میں قراءت سے فارغ ہو تو یہ کلمات پڑھے۔

[اللَّهُمَّ! اهدِنِي فِيمَن هَدَيتَ، وَعَافِنِي فِيمَن عَافَيتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَن تَوَلَّيتَ، وَبَارِك لِي فِيمَا أَعطَيتَ؛ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيتَ، إِنَّكَ تَقضِي وَلَا يُقضَى عَلَيكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَن وَّالَيتَ، وَلَا يَعِزُّ مَن عَادَيتَ، تَبَارَكتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيتَ، لَا مَنجَا مِنكَ إِلَّا إِلَيكَ]

اے اللہ! ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت بخشی ہے مجھے بھی ہدایت فرما اور جن کو تو نے تندرستی عطا کی مجھے بھی ان میں تندرستی عطا فرما اور جن کے ساتھ تو نے دوستی قائم کی مجھ کو بھی ان میں اپنا دوست بنا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت فرما اور جو تو نے عذاب کے فیصلے فرمائے ہیں ان سے مجھے محفوظ رکھ بے شک تو فیصلے کرتا ہے تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

---

(۴۹۰) ابن نصر دار قطنی سند صحیح ہے (۴۹۱) ابن ابی شیبہ (۱۲؍۴۱؍۱) ابو داؤد نسائی فی السنن الکبری (ق ـ ۲۱۸ ـ ۱ ـ ۲) احمد طبرانی بیہقی ابن عساکر (۴؍۲۴۴؍۲) سند صحیح ہے اور ابن مندہ نے توحید (۷۰؍۲) میں صرف دعا کا ذکر کیا ہے اور سند بھی دوسری ہے جو حسن ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

جس سے تیری دوستی ہو وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے تیری دشمنی ہو اسے عزت حاصل نہیں ہو سکتی اے ہمارے پروردگار تو برکت والا ہے اور بلند ہے تیرے سوا تیرے عذاب سے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ (۴۹۲)

امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ دعائے قنوت کے آخر میں صلی اللہ علی النبی الامی الفاظ کا اضافہ کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی' قسطلانی اور زرقانی وغیرہ نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے اسی لئے ہم نے ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ ہم نے مقدمہ میں یہ شرط عائد کر دی تھی کہ ہم صحیح احادیث کی روشنی میں آپ ﷺ کی نماز بیان کریں گے۔

حافظ عز بن عبد السلام کا قول دعائے قنوت میں آپ پر درود کے الفاظ صحیح نہیں ہے پس ہم آپ ﷺ کی نماز میں اپنی طرف سے کسی لفظ کا اضافہ نہیں کر سکتے۔ (۴۹۳)

ان کے قول میں لطیف اشارہ موجود ہے کہ اسلام میں بدعت حسنہ کی کچھ گنجائش نہیں جبکہ بعض متاخرین علماء اس کے قائل ہیں لیکن ابی بن کعب نے جب قیام رمضان کی امامت کرائی تو اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ وہ قنوت کے آخر میں نبی ﷺ پر درود بھیجا کرتے تھے یہ دور عمرؓ کی خلافت کا ہے اس کا ذکر (۱۰۹۷) صحیح ابن خزیمہ نیز اس مضمون کی ایک حدیث ابو حلیمہ معاذ انصاری سے منقول ہے جو ان کی امامت کراتا تھا اسماعیل قاضی رقم (۱۰۷) پس درود کے الفاظ کا اضافہ سلف کے عمل کی وجہ سے مشروع ہے اس کو مطلقاً بدعت کہنا مناسب نہیں اسی طرح بعض علماء (فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ اَسْتَغْفِرُ کَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ) الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں اس کا بھی کچھ ثبوت نہیں۔

---

(۴۹۲) ابن خزیمہ (۱/ ۱۱۹/ ۲) (۴۹۳) الفتاویٰ (۶۶/ ۱ - عام ۱۹۶۲)

Www.IslamicBooks.Website

آخری تشہد اور اس کا وجوب رسول اکرم ﷺ چوتھی رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد آخری تشہد کیلئے بیٹھ جاتے اور پہلے تشہد کی طرح اس میں بھی تشہد' درود شریف اور دعائیں پڑھتے البتہ تورک فرماتے یعنی آپ ﷺ کا بایاں چوتڑ زمین پر ہوتا اور آپ ﷺ دونوں پاؤں ایک طرف رکھتے یعنی آپ ﷺ کا دایاں پاؤں تو کھڑا ہوتا اور بایاں پاؤں آپ ﷺ کے دائیں ران اور پنڈلی کے نیچے ہوتا۔ اور کبھی دائیں پاؤں کو کھڑا کرنے کی بجائے پھیلا دیتے تھے اور اپنی بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر دباؤ کے ساتھ رکھتے۔ (۴۹۴)

نبی ﷺ پر درود بھیجنا فرض ہے آپ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا جو اپنی نماز میں دعا کر رہا تھا لیکن نہ اس نے اللہ کی تعریف کی اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس انسان نے عجلت کی ہے پھر اس کو یا کسی دوسرے انسان کو بلا کر کہا جب تم میں سے کوئی انسان نماز پڑھے تو پہلے اللہ کی تعریف کرے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر دعا کرے۔ (۴۹۵)

نیز آپ ﷺ نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ نماز پڑھتا ہوا اللہ کی تعریف کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیج رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا دعا کرو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا۔ (۴۹۶) معلوم ہوا کہ آخری تشہد میں آپ ﷺ پر درود بھیجنا فرض ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔ امام شافعی' امام احمد وجوب کے قائل ہیں۔ ان سے پہلے صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی وجوب کی قائل ہے یہ کہنا کہ امام شافعی اس کے وجوب میں منفرد ہیں انصاف نہیں ہے۔ (۴۹۷)

---

(۴۹۴) بخاری ابو داؤد بیہقی سند صحیح ہے مسلم ابو عوانہ (۴۹۵) احمد ابو داؤد ابن خزیمہ (۱/۸۳،۲) حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی (۴۹۶) نسائی سند صحیح ہے۔
(۴۹۷) الدر المنضود فی الصلوٰۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود (ق ۱۳ - ۱۶) للهیثمی

Www.IslamicBooks.Website

دعا مانگنے سے پہلے چار چیزوں سے پناہ مانگنا ضروری ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم آخری تشہد سے فارغ ہو چکو تو ذیل کے الفاظ کے ساتھ چار چیزوں سے پناہ طلب کرو۔

اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ] مِن عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِن عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِن فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِن شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ،

اے اللہ میں تیرے ساتھ جہنم کے عذاب' قبر کے عذاب' زندگی اور موت کے فتنوں اور مسیح دجال کے برے فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

پھر اپنے آپ کے لئے جو مناسب ہوتا دعا فرماتے۔(۴۹۸) نیز رسول اکرم ﷺ تشہد میں بھی ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے(۴۹۹) اور یہ دعا صحابہ کرام کو آپ ﷺ یوں سکھلاتے جیسا کہ انہیں قرآن کی سورتیں سکھلاتے تھے۔(۵۰۰)

سلام پھیرنے سے پہلے دعاؤں کے الفاظ رسول اکرم ﷺ نماز میں مختلف الفاظ کے ساتھ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ کبھی یہ دعا پڑھتے اور کبھی دوسری دعا پڑھتے نیز آپ نے نمازیوں کو حکم دیا کہ وہ ان دعاؤں میں سے جو چاہیں پڑھیں(۵۰۱) معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں تشہد کے علاوہ سجدہ وغیرہ کی کیفیت میں بھی دعا کی جا سکتی ہے۔ امام اثرم فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے استفسار کیا کہ میں تشہد کے بعد کیا دعا پڑھوں۔ اس نے جواب دیا جیسے حدیث میں آیا ہے میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جن کلمات کے ساتھ چاہے دعا کرے؟ فرمانے لگے دعا کے جو الفاظ وارد ہیں ان میں سے جن کا چاہیں انتخاب کرلیں۔(۵۰۲)

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ مسنون الفاظ کے ساتھ دعا کی جائے۔ اور وہ الفاظ استعمال کئے جائیں جو مفید ہوں۔ لیکن حافظ ابن تیمیہ کا یہ کہنا

---

(۴۹۸) مسلم ابو عوانہ نسائی المنتقیٰ (۲۷) (۴۹۹) ابو داؤد احمد سند صحیح ہے

(۵۰۰) مسلم ابو عوانہ ۔ (۵۰۱) بخاری مسلم (۵۰۲) مجموع ابن تیمیہ (۱۹، ۲۱۸،۱)

Www.IslamicBooks.Website

کہ مفید کلمات کے ساتھ دعا کرے اس کا دارومدار صحیح علم پر ہے اور صحیح علم رکھنے والے لوگ بہت کم ہیں پس مناسب یہی ہے کہ دعا کے جو الفاظ صحیح حدیث میں آئے ہیں ان کے ساتھ ہی دعا کی جائے۔

دعاؤں کے الفاظ

۱۔ « اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِن عَذَابِ القَبرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِن فِتنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِن فِتنَةِ المَحيَا وَالمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ! إِنِي أَعُوذُ بِكَ مِن المَأثَمِ وَالمَغرَمِ »

(۱) اے اللہ! بے شک میں تیرے ساتھ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ بیشک میں تیرے ساتھ گناہ اور مقروض ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۵۰۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک انسان نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو بات بات میں جھوٹ بولتا ہے اور عہد شکنی کرتا ہے۔

۲۔ « اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِن شَرِّ مَا عَمِلتُ ، وَمِن شَرِّ مَا لَم أَعمَل

(۲) اے اللہ بے شک میں تیرے ساتھ اس عمل کے شر سے جو میں نے کیا پناہ مانگتا ہوں اور جو کام میں نے نہیں کیا اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں (۵۰۴)

۳۔ « اَللّٰهُمَّ! حَاسِبنِي حِسَاباً يَسِيراً » (۵۰۵)

(۳) اے اللہ تو نے میرا حساب آسان کرنا ہوگا۔

٤۔ « اَللّٰهُمَّ! بِعِلمِكَ الغَيبِ ، وَقُدرَتِكَ عَلَى الخَلقِ ، أَحيِنِي مَا عَلِمتَ الحَيَاةَ خَيراً لِّي ، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الوَفَاةُ خَيراً لِّي ، اَللّٰهُمَّ! وَأَسأَلُكَ خَشيَتَكَ فِي

---

(۵۰۳) بخاری

مسلم (۵۰۴) نسائی سند صحیح ہے (۵۰۵) احمد حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

الغَيبِ وَالشَّهادَةِ، وَأسألُكَ كَلِمَةَ الحَقِّ وَالعَدلَ فِي الغَضَبِ وَالرِّضیٰ، وَأسألُكَ القَصدَ فِي الفَقرِ وَالغِنیٰ، وَأسألُكَ نَعِيماً لاَّ يَبِيدُ، وَأسألُكَ قُرَّةَ عَينٍ لَا تَنفَدُ، وَ لَا تَنقَطِعُ، وَأسألُكَ الرِّضیٰ بَعدَ القَضَاءِ، وَأسألُكَ بَردَ العَيشِ بَعدَ المَوتِ، وَأسألُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلیٰ وَجهِكَ، وَ أسألُكَ الشَّوقَ إِلیٰ لِقَائِكَ فِي غَيرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَلاَ فِتنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الإِيمَانِ، وَاجعَلنَا هُدَاةً مُهتَدِينَ »

(۴) اے اللہ تیرے غیب کو جاننے اور پیدا کرنے پر قادر ہونے کے ساتھ مجھے زندگی عطا کر جس قدر زندگی میرے لئے بہتر ہے اور جب میرے لئے وفات بہتر ہو تو مجھے فوت کرنا اے اللہ میں تجھ سے درپردہ اور ظاہر میں تیری خشیت کا طلبگار ہوں اور تجھ سے حق بات کہنے کا اور ایک روایت میں فیصلہ کا اور ناراضگی اور رضامندی میں راہ اعتدال پر رہنے کا سوال کرتا ہوں اور فقیری اور مالداری میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے نہ ختم ہونے والی نعمت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور منقطع نہ ہو اور تجھ سے تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے موت کے بعد بہترین زندگی کا سوال کرتا ہوں اور تیری ذات کے دیدار کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور تیری ملاقات کے اشتیاق کا طلبگار ہوں مجھے کسی تکلیف دینے والی مصیبت سے سامنا نہ ہو اور نہ ہی ایسا فتنہ درپیش ہو جو گمراہ کرنے والا ہے۔ اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ لوگوں سے بنا۔ (۵۰۶)

۵۔ « اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمتُ نَفسِي ظُلماً كَثِيراً، وَّلَا يَغفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنتَ، فَاغفِر لِي مَغفِرَةً مِّن عِندِكَ، وَارحَمنِي، إِنَّكَ أَنتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ »

(۵) رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذیل کے الفاظ کے ساتھ دعاء کا حکم دیا۔

---

(۵۰۶) نسائی حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی۔

Www.IslamicBooks.Website

اے اللہ بے شک میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کئے ہیں اور تیرے علاوہ کوئی تمام گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں پس تو مجھ پر اپنی طرف سے بخشش فرما اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (۵۰۷)

آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذیل کے الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیا۔

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ مِنَ الخَيرِ كُلِّهِ، [عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ]، مَا عَلِمتُ مِنهُ وَمَا لَم أَعلَم، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، [عَاجِلِهِ وَآجِلِه]، مَا عَلِمتُ مِنهُ وَمَا لَم أَعلَم، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ الجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيهَا مِن قَولٍ أَو عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيهَا مِن قَولٍ أَو عَمَلٍ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ مِن خَيرِ مَا سَأَلَكَ عَبدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِن شَرِّ مَا استَعَاذَكَ مِنهُ عَبدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَسأَلُكَ مَا قَضَيتَ لِي مِن أَمرٍ أَن تَجعَلَ عَاقِبَتَهُ لِي رَشَداً»

(٦) اے اللہ میں تجھ سے ہر قسم کی بھلائی کا طالب ہوں وہ جلدی آنے والی ہو یا دیر سے آئے۔ مجھے اس کا علم ہو یا علم نہ ہو۔ اور میں تیرے ساتھ ہر قسم کی برائی خواہ وہ جلدی آنے والی ہو یا دیر سے آنے والی ہو مجھے اس کا علم ہو یا علم نہ ہو سب سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے جنت اور ایسے قول یا عمل کا سوال کرتا ہوں جو جنت کے قریب کر دیتا ہے اور میں تجھ سے دوزخ اور اس قول یا عمل سے پناہ مانگتا ہوں جو دوزخ کے قریب کرے اور میں تجھ سے بھلائی کا طلبگار ہوں جیسا کہ تجھ سے تیرے بندے اور تیرے رسول محمد ﷺ نے سوال کیا اور میں تیرے ساتھ اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے رسول محمد ﷺ نے پناہ طلب کی اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو نے میرے حق میں جو فیصلہ کیا ہے اس کے انجام کو میرے لئے بہتر بنا۔ (۵۰۸)

---

(۵۰۷) بخاری مسلم (۵۰۸) احمد طیالسی بخاری فی الادب المفرد ابن ماجہ حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی میں نے اس کی تخریج احادیث صحیحہ (۱۵۴۲) میں کی

Www.IslamicBooks.Website

(۷) آپ ﷺ نے ایک صحابی سے پوچھا تو نماز میں کیا دعا کرتا ہے۔

اس نے جواب دیا کہ میں تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۵۰۹)

یہ دعائیہ کلمات بتاتے ہوئے اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ ﷺ کی طرح دعا کرنا نہیں جانتا اور نہ ہی معاذ جیسی بہتر دعا کرنی آتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ہم بھی ان کلمات کے ساتھ ہی دعا کرتے ہیں۔

(۸) آپ ﷺ نے ایک صحابی سے سنا کہ وہ تشہد میں ذیل کے الفاظ کے ساتھ دعا کر رہا تھا۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ بِاللهِ الوَاحِدِ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَم يَلِد وَلَم يُولَد ، وَلَم يَكُن لَهُ كُفُواً أَحَدٌ أَن تَغفِرَ لِي ذُنُوبِي ، إِنَّكَ أَنتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو ایک ہے تنہا ہے بے نیاز ہے جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے کہ تو میرے گناہ معاف کر دے بے شک تو گناہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (۵۱۰)

آپ ﷺ نے فرمایا اس کو معاف کر دیا گیا اس کو معاف کر دیا گیا۔

(۹) آپ ﷺ نے ایک صحابی سے سنا کہ وہ تشہد میں ذیل کے الفاظ کے ساتھ دعا کرتا ہے:۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الحَمدُ ، لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنتَ وَحدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ المَنَّانُ يَا بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ يَاذَا الجَلَالِ وَالإِكرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ إِنِّي أَسأَلُكَ الجَنَّةَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ]

اے اللہ میں تجھ سے اس بات کے ساتھ کہ تیرے لئے تمام تعریفیں ہیں سوال کرتا ہوں تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو

(۵۰۹) ابو داؤد ابن ماجہ ابن خزیمہ (۱/۸۷،۱) سند صحیح ہے۔ (۵۱۰) ابو داؤد احمد نسائی ابن خزیمہ حاکم نے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی

Www.IslamicBooks.Website

احسان کرنے والا ہے اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے اے بزرگی اور عزت والے اے وہ ذات جو زندہ ہے اے وہ ذات جو قیوم ہے میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۵۱۱)

آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تمہیں علم ہے اس نے کیا دعا کی ہے صحابہ نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے جس کے ساتھ جو شخص دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جس چیز کا سوال کرتا ہے وہ اسے دے دی جاتی ہے۔

کیا بجاہ فلاں حق فلاں یا حرمتہ فلاں کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے اللہ کے نام کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہوئے دعا کرنا جائز ہے لیکن بجاہ فلاں بحق فلاں یا حرمتہ فلاں کے ساتھ دعا کرنے کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور اس کے اصحاب کراہت کے قائل ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ مطلقاً حرام ہے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نہ صرف عوام الناس کی اکثریت بلکہ مشائخ بھی اکثر و بیشتر دعا میں شرعی وسیلہ کے الفاظ استعمال کرنے کی بجائے غیر شرعی وسیلہ کے الفاظ لاتے ہیں اور اس پر قائم ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس مسئلہ کی وضاحت میں (التوسل والوسیلہ) کے نام سے رسالہ تحریر فرمایا جو بہترین معلومات پر مشتمل ہے اس کا مطالعہ کریں۔

شیخ الاسلام ابن تیمہ کے رسالہ التوسل والوسیلہ کے بعد میرا رسالہ التوسل انواعہ و احکامہ نہایت اہمیت کا حامل دو بار طباعت پزیر ہو چکا ہے اپنے موضوع اور اسلوب کے لحاظ سے نہایت اہم ہے اسکے ساتھ ساتھ بعض ہم عصر اہل علم کے اس مسئلہ کے بارے میں کچھ جدید شبہات کا ذکر کر کے انکا رد بھی کیا گیا ہے هَدَانَا اللّٰهُ وَاِيَّاهُمْ أَجْمَعِينَ (۵۱۱)

ابو داوٗد نسائی احمد بخاری فی الادب المفرد الطبرانی ابن مندہ فی فی التوحید (۴۴، ۶۷۲، ۶۷، ۱-۲) اسانید صحیح ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

(۱۰) تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان آخری کلمات آپ ﷺ کے یہ ہوتے تھے۔

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ»

اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما اور جن کاموں میں مجھ سے زیادتی ہوئی اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف کر تو پہلے بھی اور پیچھے بھی ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ (۵۱۲)

سلام پھیرنا پھر رسول اکرم ﷺ ان دعاؤں کے بعد دائیں طرف السلام علیکم ورحمة اللہ کے الفاظ کے ساتھ سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا دایاں رخسار نظر آتا اور بائیں طرف بھی السلام علیکم ورحمة اللہ کے الفاظ کے ساتھ سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا بایاں رخسار نظر آتا (۵۱۳) اور کبھی پہلے سلام میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کے ساتھ وَبَرَكَاتُهُ کا اضافہ کرتے۔ (۵۱۴)

اور رسول اکرم ﷺ جب دائیں جانب اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے تو کبھی بائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنے سے (۵۱۵) رک جاتے اور کبھی سامنے منہ کر کے ایک ہی سلام پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے ذرا دائیں جانب جھک جاتے۔ (۵۱۶) صحابہ کرام دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے اپنے

---

(۵۱۲) مسلم ابو عوانہ - (۵۱۳) ابو داؤد نسائی ترمذی اس نے صحیح کہا (۵۱۴) ابو داؤد ابن خزیمہ (۱/۸۷، ۲) سند صحیح ہے نیز عبدالحق نے احکام (۵۶، ۲) میں اور امام نووی اور حافظ ابن حجر نے صحیح کہا مسند ابو یعلی (۳/۱۲۵۳) طبرانی (۳/۶۷، ۲) دار قطنی سند دوسری ہے (۵۱۵) نسائی احمد السراج سند صحیح ہے (۵۱۶) ابن خزیمہ بیہقی الضیاء فی المختارة عبدالغنی المقدسی فی السنن (۱/۲۴۳) سند صحیح ہے احمد طبرانی فی الاوسط (۲/۳۲) من زوائد المعجمین بیہقی حاکم اس نے صحیح کہا ذہبی نے اس کی موافقت کی ابن الملقن (۱/۲۹)

Www.IslamicBooks.Website

ہاتھوں کے ساتھ اشارہ فرماتے آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کے ساتھ اشارے کر رہے ہو تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دموں کی مانند ہیں جب تم میں سے کوئی آدمی سلام پھیرے تو اپنی دائیں جانب التفات کرے اور ہاتھ کے ساتھ اشارہ نہ کرے اس کے بعد انہوں نے ہاتھوں کے ساتھ اشارات نہ کئے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تمہارے ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر ہوں اور تم اپنے دائیں اور بائیں **السلام علیکم** کہو۔ (۵۱۷)

نماز سے نکلنے کیلئے السلام علیکم کہنا فرض ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز سے باہر نکلتے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیکُم کہو۔ (۵۱۸)

خاتمہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کی جو کیفیت بیان ہوئی ہے اس میں مرد عورت برابر ہیں۔ سنت میں کوئی ایسا اشارہ موجود نہیں ہے جو عورتوں کو بعض صورتوں میں مستثنی کرے بلکہ رسول اکرم ﷺ کا عام ارشاد ہے کہ تم اس کیفیت کے ساتھ نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتا دیکھتے ہو۔ ان کو بھی شامل ہے ابراہیم نخعی کا بھی یہی قول ہے کہ عورت اس طرح نماز ادا کرے جس طرح مرد نماز پڑھتا ہے۔ (۵۱۹) سجدے میں عورت اپنے جسم کو اپنے رانوں اور گھٹنوں سے ملا کر رکھے یعنی سجدے کی صورت میں وہ مرد کے مساوی نہیں ہے اس مضمون کی حدیث مرسل اور غیر صحیح ہے۔ (۵۲۰) امام احمد سے ان کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ نماز میں آلتی پالتی مار کر بیٹھیں۔ (۵۲۱) اس کی سند صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس میں عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے۔ امام بخاری

(۵۱۷) مسلم ابو عوانہ السراج ابن خزیمہ طبرانی (۵۱۸) حاکم نے صحیح کہا اور ذہبی نے بھی صحیح کہا (۵۱۹) ابن ابی شیبہ (۱/۷۵/۲) سند صحیح ہے (۵۲۰) مراسیل ابی داؤد (۵۲۱) مسائل عبداللہ (ص ۷۱)

Www.IslamicBooks.Website

تاریخ صغیر میں صحیح سند کے ساتھ ام درداء سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ سمجھدار خاتون تھیں۔ (۵۲۲)

نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیفیت تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام پھیرنے تک جس قدر مجھے آگاہی حاصل ہوئی ہے میں نے اسے سپرد قلم کر دیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے پر امید ہوں کہ وہ میرے اس عمل کو خالص اسکی رضا کے لئے بنائے اور اس سے نبی ﷺ کی نماز کی کیفیت کے مطابق قارئین کو ھدایت اور توفیق فرمائے (آمین)

سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد أن لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ ال محمد و بارک علی محمد و علیٰ ال محمد کما صلیت و بارکت علیٰ ابراہیم وعلیٰ ال ابراہیم انک حمید مجید

تمت بالخیر

---

(۵۲۲) التاریخ الصغیر (ص ۹۵)

Www.IslamicBooks.Website

Namaz E Nabavi

Al-Kitab International الکتاب انٹرنیشنل

Jamia Nagar, New Delhi-25

Www.IslamicBooks.Website